UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226148
UNIVERSAL
LIBRARY

اَعِدْ ذِکْرَ اِیْمَانٍ لَنَا اِنَّ ذِکْرَہٗ
ھُوَ الْمِسْکُ مَا کَرَّرْتَہٗ یَتَضَوَّعُ

الایمان

جس میں ایمان اور کفر کی تمام شرائط اور اسباب کا مفصل ذکر ہے اور جس میں محض آیات قرآنی
سے استشہاد کیا گیا ہے

تصنیف

مولوی فاضل منشی فاضل سید محمود علی صاحب پروفیسر رندھیر کالج کپورتھلہ

باھتمام
منشی فاضل شیخ غلام محمد مالک اخبار وکیل

روز بازار پریس امرتسر میں چھپا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِمَنْ هُوَ مَحْمُوْدٌ بِالْحَقِّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ۔ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنَامِ وَمَنْ هُوَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَمَنْ تَابَعَهُمْ مِنَ الْهُدَاةِ اِلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ۔

اگر کوئی شخص آگ کے انگارے کو جواہر ریزہ سمجھکر ہاتھہ مین لیلے یا زہر کو امرت جانکر کھا جائے تو قدرت اسکی نادانی اور غلط فہمی کو معاف نہین کرتی اور آگ سے ضرور ہاتھہ جلتا ہے اور زہر سے ضرور جان پر بنتی ہے اسی طرح اگر کوئی شخص بے ارادہ کسی صحت بخش دوا یا مفید تدبیر کو استعمال مین لائے اگرچہ اُسے معلوم نہ ہو کہ اس سے کیا فائدہ پہونچتا ہے تو قدرت کی جانب سے اُسکی جہالت کے سبب تاثیر پیدا کرنے مین بخل نہین ہوتا اور وہ تدبیر ضرور نیک نتیجہ پیدا کرتی ہے۔ غرض ہر چیز مین جو خاصیت ودیعت کی گئی ہے اُس کا ظاہر ہونا محض استعمال پر منحصر ہے اور غلطی سے مفید کو مضر یا مضر کو مفید سمجھہ لینے سے اُس مین کچھہ تغیر نہین آسکتا پس روحانی امور کے متعلق جن اعتقادات مین کوئی خوبی یا بُرائی ہے وہ بھی اپنے اپنے موقع پر اپنا اثر ظاہر کرے گی اور اس وجہ سے کہ کسی شخص نے عمداً ان خیالات کو اختیار نہین کیا بلکہ تقلیداً یا سادہ دلی سے اُن پر کاربند ہے انکی سزا و جزا سے محروم یا بری نہ ہوگا لیکن جیسے بعض بد باطن اور سیاہ دل اشخاص کی ظاہری شکل صورت اور تراش خراش سے انسان کو انکی نسبت خوبی کا گمان ہوجاتا ہے اسی طرح کسی مضمون کی بیرونی ساخت اور الفاظ کی خوبی اُسکی اندرونی غلطی پر پردہ ڈالکر بسا اوقات بڑے بڑے عقلاء کو فریفتہ بنا دیتی ہے۔ چنانچہ آزادہ روی صلح کُل اور صاف دلی وغیرہ دلکش الفاظ مین اکثر یہ خیال ظاہر کیا جاتا ہے کہ فیض ربانی کسی خاص فرقے اور ملت سے مخصوص نہین اور تمام مذاہب انسان کو نجات اور قرب خداوندی تک پہنچا سکتے ہین اور کہا جاتا ہے کہ اعتقاد من بس ہست اگرچہ پیر من خس ست۔ + گو آزادہ روی اور صلح کُل اپنے اصلی معنون مین بیشک اخلاق کے بہترین اصول مین سے ہے اور اسکو شرط انسانیت کہا جاسکتا ہے لیکن دنیوی معاملات روبراہ لانے کے لئے اور دینی احکام غیرون کو نرمی کے ساتھ سمجھانے کے لئے جو صلح کُل کی ضرورت ہے اُسکے یہ معنے لینا کہ جس طرح ہمکو غیرون سے صلح رکھنے اور اونکو فائدہ پہونچانے کا حکم ہے اسی طرح انکے غلط عقاید بھی اُن سے صلح رکھتے ہین اور اپنا بُرا اثر اون مین نہ ہونے دینگے بالکل غلط ہے۔ کیونکہ

مذاہب باہم ایسے مختلف اور متضاد واقع ہوئے ہین کہ ایک جس اعتقاد کو مغز ہدایت قرار دیتا ہے دوسرا اُسی کو گمراہی کا اصلی سبب جانتا ہے کوئی مذہب توحید کو اصل الاصول قرار دیتا ہے تو کوئی اور اقرار تثلیث کے سوا ہدایت کو ناممکن سمجھتا ہے۔ اور تیسرا بہت سی چیزون کو خدائی طاقت دیکر سب کے آگے سر بسجود ہونیکے سوا چارہ نہین دیکھتا پس ان تمام متناقض خیالات کا ایک ہی نتیجہ تک پہنچانا اوران تمام مختلف اعتقادون پر عمل کرنیسے وصال ربانی کا یکسان اثر مرتب ہونا بعینہ زہر اور تریاق کا یکسان صحت بخش ہونا اور آگ اور پانی کا ایک تاثیر دینا ہے پس جب یہ چیزین بسبب مختلف ہونیکے مختلف اثر پیدا کرتی ہین تو ضرور ہے کہ خیالات بہی بسبب اپنے باہمی اختلاف اور تناقض کے مختلف نتائج پیدا کرین اور جیسے آگ کو پانی یا زہر کو تریاق سمجھنے والا اپنی غلطی کا ناگوار نتیجہ ضرور برداشت کرتا ہے ویسے ہی صلح کل کے دلچسپ دہوکے مین آنے والا اگر کسی غلط راستہ پر ہولیا ہے تو ضرور اسے بہی خمیازہ بہگتنا پڑے گا۔

مذہب اسلام نے اگرچہ ہمارے لیئے ایک خاص آئین مقرر کر دیا ہے اور ہدایت و گمراہی کے اسباب بوضاحت بیان فرماکر صلح کل کے تار عنکبوت کو توڑ دیا ہے اور اسلام کے تمام پیرو بہی ایک حد تک اس بارہ مین متفق ہین کہ ہدایت کے لیئے بیشک کوئی نہ کوئی خاص اصول ہین مگر اس صلح کل کے لفظ مین جو جادو بہر دیا گیا ہے اسکا کچہہ نہ کچہہ اثر اہل اسلام مین سے بہی بعض بعض پر ہو گیا ہے چنانچہ وہ کہنے لگے ہین کہ اسلامیون کے سوا اور لوگ بہی جو تمام اسلامی اصول کو نہ مانتے ہون صرف اقرار توحید سے نجات پاسکتے ہین حالانکہ توحید کے سوا دیگر عقائد بہی اسلامیون مین اور دیگر مذاہب مین مختلف اور متناقض ہین مثلاً اسلام کے بموجب اقرار رسالت ضروری ہے اور بعض دیگر فرقون کے نزدیک خدا کا رتبہ اس سے بالاتر ہے کہ وہ کسی بشر کو ہمکلامی کی عزت دے اور اسلام قیامت پر ایمان لانیکی تاکید کرتا ہے اور بعض دیگر عقلا حشر و نشر کو ایک وہم سے زیادہ وقعت نہین دیتے پس باستثناء توحید ان تمام مختلف عقائد کا اثر جداگانہ ہونا چاہیئے۔ اور ان بزرگوارون کے نزدیک یکسان قرار پاتا ہے اور دوسرے اگر توحید سے جو مدار نجات ہے اسی طرح کی کامل توحید مراد ہے جسکی اسلام تلقین کرتا ہے تو وہ دنیا کے کسی مذہب مین موجود نہین کیونکہ اسلام خدا کو اپنی ذات اور تمام صفات مین یکتا بتاتا ہے اور اُسکی تمام صفات کمال مین سے کسی ایک کو نہ ماننا یا کسی اور کو ذات مین یا کسی صفت مین خدا کے برابر سمجہنا توحید کے خلاف قرار دیتا ہے اور پہر خدا کی تمام صفات کو اپنی الہامی کتاب مین بتفصیل ذکر کرتا ہے اور دیگر مذاہب مین یا تو صریح شرک ہی یا تثلیث اور قدامت روح و مادہ وغیرہ کی شکل مین شرک کی آمیزش ہے اور اگر کسی مذہب مین یہ باتین بہی نہین تو اس مین سرے سے وحی و الہام ہی سے انکار ہے حالانکہ اسلام کے رو سے پیغمبر دنکو بہیجنا الٰہ

کلام ربانی کا ہدایت کے لیئے اپنپر نازل فرمانا خدا کی صفات کاملہ مین سی ہی پس اس سی انکار کرنا خدا کو ایک صفت مین ناقص سمجھنا ہی اور اسلیئے ایسے لوگ کامل طور پر اسلامی توحید کے مقر نہین ہین پس اسلامی توحید کو مدار نجات قرار دینے سے موحد وہی لوگ ہونگی جو اسلام کو مانتے ہین اور اس صورت مین یہ اختلاف محض لفظی رہجاتا ہی اور "نجات محض توحید کو ماننے سے ہوسکتی ہی" یا "محض مذہب اسلام کو ماننی سی ہوسکتی ہی" ان دونون جملونکا ایک ہی مطلب ٹھیرتا ہی۔ اور اگر انکا یہ خیال ہے کہ اسلام کی بتائی ہوئی صفات ربانی کا ماننا ہی ضرور نہین بلکہ مطلق اقرار توحید خواہ توحید کسی طرح کی ہو نجات کیلیئے کافی ہی تو یہ اسلام کی مفہوم کی ایسی وسعت ہی جو غالباً اسکی معدوم ہوجانیکے برابر ہی۔ کیونکہ جس طرح دایرہ کا اصلی مساحت سے کم ہوتیجانا اسکو وسعت اثر کا کم ہونا اور تباہی کے قریب آتے جانا ہی اور اسلیئے آجکل کے فتاوائے تکفیر کو جو جزوی حالات اور فرعی اختلافات پر دیئے جاتے ہین بیجا طور پر غلط اور نقصان رسان مانا جاتا ہی اسیطرح دایرہ کا یہانتک وسیع ہونا کہ وہ اپنی حدود سے باہر نکلجائے اسکا اس موج کیطرح بالکل معدوم ہوجانا ہی جو دریا مین پیدا ہوکر پھیلتی ہوئی ساحل سی ٹکرا کے اور ناپید ہوجاے اور چونکہ اسلام کا دیگر مذاہب سے مابہ الامتیاز اور سرمایہ ناز ہی توحید کو بدرجۂ تکمیل پہنچانا اور خدا کی تمام صفات کاملہ کو بوضاحت ظاہر کرنا اور روحانیت کی پیچیدگیون کو صاف کرنا ہی۔ اور بقول انکے نجات کے لیئے ان کمالات کی ضرورت نہین تو جس طرح موج کی بلندی کا زایل ہونا جو اسی دریا کے پانی سے ممتاز کرتی تہی خود موج کا معدوم ہوجانا ہی اسیطرح ان کمالات توحید کی عدم ضرورت سے خود اسلام کی ضرورت نہین رہتی اور یہ مذہب جو سراپا خیر و برکت ہی معاذ اللہ بالکل غیر مفید قرار پاتا ہے نظر برین حالات ان تمام مختلف مذاہب اور متضاد اعتقادات مین سے صرف ایک مذہب یا ایک سلسلۂ عقاید باعث نجات ہے اور اسکی خلاف جتنے مذاہب یا خیالات ہونگی وہ سب بوجہ مختلف ہونیکے باعث ہلاکت ہونگی اور مسلمانون مین باوجود اسلام کو مدار نجات ماننے کے ایک طرف اصول مذہب پر بہت سی قیود ایزاد کر کے اسلام پر چلنے والونکو سخت مشکلونمین ڈالاجاتا ہی تو دوسریطرف ضروریات کو غیر ضروری قرار دینے سے احکام اسلام کی بیوقری اور روحانیت سے بیگانگی پیدا ہورہی ہی پس ضرور ہی کہ ان تمام اختلافات کا فیصلہ کرنیکے لیئے محض قرآن کریم کو حکم بنایا جاے اور اسی مین تلاش کیا جاے کہ مدار نجات اور باعث ہلاکت یعنی ارکان ایمان اور اسباب کفر کیا ہین چنانچہ اس عاجز نے صدق دل سے بارگاہ باریتعالی مین دعا مانگ کر اسکی پاک کلام کو بغور دیکھنا شروع کیا اور بہت سی جستجو کے بعد اس مضمون کے متعلق جو کچھہ معلوم ہوا حوالۂ قلم کیا اور جو کچھہ لکھا گیا وہ کہانتک حق اور بجا ہے یا اسمین کوئی فروگذاشت اور غلط فہمی ہوئی ہی اسکا فیصلہ حق شناس ناظرین کر سکتے ہین میری طرف سے صحیح طور پر جو دعوے ہوسکتا ہی وہ یہ ہی کہ مینے اپنی دانست مین کوئی بات اپنی رائے اور خیال سی نہین لکھی بلکہ اپنی تمام اعتقادات سے یکسو ہوکر قرآن کریم کو دیکھا ہے اور جو کچھہ کلام ربانی سی سمجھہ مین آیا ہی تحریر کردیا ہی اور اس ضمن مین جن اختلافی مسایل اور بعض معرکۃ الآرا بحثونکا تذکرہ آگیا ہی انسے بھی حد تک تعرض کرنا مقصود ہی جہانتک ایمان و کفر کا تعلق ہی اور ان مسایل کے متعلق اس سی زیادہ رائے زنی کرنا مطلوب نہین تاہم اپنی بشری خطا و نسیان کا معترف ہون اور انصاف پسند ناظرین سی التجا کرتا ہون کہ وہ بغور و تامل دیکھین کہ مین اپنے مقصد مین کہانتک کامیاب ہوا ہون۔

یہ کہدیا ہے دل صد چاک کو سینے سے نکال + دیکھہ لو عکس رخ یار ہے اس مین کہ نہین۔

خاکسار محمود علی پروفیسر رندہیر کالج کپورتہلہ۔ تحریر ۲۳ مارچ سنہ ۱۹۰۵ء

الایمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وآلہ واصحابہ

انسان کا اپنی اغراض اور خواہشون مین باہمدگر اختلاف رکھنا اور اپنی صلاح کار کے لئے جداگانہ روش اختیار کرنا ایک فطری اور جبلی امر ہے اور خداوند کریم نے اسی فطرت انسانی کا ذکر کیا ہے جہان فرمایا ہے :-

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ إِلَّا مَنْ رَحِمَ رَبُّكَ وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ (پارہ نمبر ۱۲ سورہ ہود - ع ۱۰)	اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو لوگون کو ایک ہی مت کا کر دیتا لیکن لوگ ہمیشہ آپس مین اختلاف کرتے رہین گے مگر جس پر تمہارا پروردگار فضل کرے اور اسی لئے تو انکو پیدا کیا ہے -

اور پھر اپنی حکمت کاملہ سے یہہ بھی ہر شخص کی فطرت مین ڈالا ہے کہ امور اختلافی مین اپنی خواہش اور غرض کو تقویت دینے اور اپنے مخالف کی تردید کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس حکمت کو اپنی کلام مین یون ظاہر کیا ہے :-

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ - (پارہ نمبر ۲ - سورہ بقرہ - ع ۳۳)	اور اگر اللہ بعض لوگون کے ذریعہ سے بعض کو نہ ہٹاتا رہے تو ملک کا انتظام درہم برہم ہو جائے لیکن اللہ دنیا کے لوگون پر بڑا مہربان ہے -

اور ایک اور جگہہ ارشاد ہے :-

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا (پارہ نمبر ۱۷ سورہ حج - ع ۶)	اور اگر اللہ لوگون کو ایک دوسرے کے ہاتھ سے نہ ہٹاتا رہتا تو صومعے اور گرجے اور عبادت خانے اور مسجدین جن مین کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ہے کبھی کے ڈھائے جا چکے ہوتے -

یعنی اگر مخالف کی تردید کرنا ہر شخص کی فطرت مین نہ ہوتا بلکہ اختلاف کے وقت اعراض اور چشم پوشی سے کام لیا جاتا تو فریق ثانی ضرور اعتدال سے تجاوز کر جایا کرتا اور اس طرح حقانیت مخفی رہتی۔ اور بہت سے فساد ظہور پکڑتے۔ اور یہہ اختلاف و مدافعہ فطری جیسا امور معاش مین نظر آتا ہے ویسا ہی امور معاد مین پایا جاتا ہے۔ اور جس طرح مذاہب مین باہم گرموجود ہے مذاہب کی اندرونی شاخون مین بھی دیکھا جاتا ہے اور جس طرح اُمور دنیوی مین بعض اوقات ہر فریق دوسرے کی کمزوری سے فائدہ اٹھاکر اپنے حق سے زیادہ حاصل کرتا یا کرنا چاہتا ہے اسی طرح کسی مذہبی مسئلہ مین بھی کبھی کوئی ایک یا دونو فریق اپنی حد سے بڑہجاتے ہین اور دوسرے کو جس درجہ پر وہ واقع مین ہے اس سے نیچے گرانا چاہتے ہین۔ چنانچہ چند مدت سے مذہب اسلام کے دو صاحب سواد اور ذی علم گروہون مین حد اسلام وکفر کے بارہ مین بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک فریق اسلام کو اس قدر وسیع مانتا ہے کہ اسکی تعریف مین اقرار وحدانیت باری کے سوا اور کوئی قید نہین لگاتا حتیٰ کہ اگر کوئی موحد رسالت کا قایل نہ بھی ہو تو اسے مسلم یا مسلمان جانتا ہے۔ اگرچہ محمدی موسائی وغیرہ فرقون مین شامل نہین سمجھتا اور دوسرا فریق اس دائرہ کو اسقدر تنگ کرتا ہے کہ بعض جزوی اور فروعی اختلافون سے بھی اپنے مخالف پر کفر کا فتویٰ دیدیتا ہے۔ اور اگرچہ یہہ فریق بھی اپنے فتاوےٰ تکفیر کو کسی بڑے اصولی اختلاف پر محمول سمجھتا ہے مگر جن مباحث کو کھینچ کر اصولی اختلاف تک لیجایا جاتا ہے اُنکی تہ مین عموماً یہی فروعی اختلاف ہوتا ہے۔

پہلا فریق چونکہ کثرت قیود سے نفور ہے اور اپنی جانب مین الدین یسر کو جہانتک اُسکے امکان مین ہو نباہنا چاہتا ہے اسلئے کلام اللہ کی اُن آیات سے جنمین محض جناب باری پر ایمان لانے کا ذکر یا حکم ہے استشہاد کرتا ہے۔ مثلاً

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ؕ (پارہ نمبر ۲۶۔ سورہ احقاف۔ ع ۲)	بیشک جن لوگون نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر آخر تک اسی عقیدے پر جمے رہے تو نہ تو انکے لئے کوئی خوف ہے اور نہ وہ آزردہ خاطر ہین۔

اور ارشاد ہے:۔

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا	(اے پیغمبر) انسے کہہ کہ اے اہل کتاب آؤ ایسی بات کیطرف جو ہمارے اور

وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۔ (پارہ نمبر ۳ سورہ آل عمران ۔ ع ۔)

تمہارے درمیان مین یکسان مانی جاتی ہے کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرین اور کسی چیز کو اُسکا شریک نہ ٹہرائین ۔ اور الله کے سوا ہم مین سے کوئی کسی کو اپنا مالک نہ سمجھے پس اگر ایسی بات کے ماننے سے منہہ موڑین تو (مسلمانو تم اُنسے) کہدو کہ تم اس بات کے گواہ رہو کہ ہم تو ایک ہی خدا کو مانتے ہین

لیکن اگر صرف آسانی کو ہی مدنظر رکھنا مقصود ہے اور کفر و ایمان جیسے مہتم بالشان مسئلہ مین وجہ حصر دریافت کرنے کے لئے دیگر آیات قرآنیہ سے استشہاد لینے کے بغیر کسی ایک آیت سے تمسک کرنا کافی ہے تو یہ آیت اس غرض کے لئے سب سے اولیٰ ہوگی جہان خدا فرماتا ہے :۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۔ (پارہ نمبر ۵ سورہ نساء ۔ ع ۳)

مسلمانو ! ۔ جب تم الله کی راہ مین باہر نکلو تو تحقیق کر لیا کرو اور جو شخص تم سے سلام علیک کرے اسے یہہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہین تم زندگی دنیا کا ساز و سامان چاہتے ہو؟ سو خدا کے ہان بہت سی غنیمتین ہین ۔ +

اس لئے کہ نجات ابدی حاصل کرنے اور مومن بننے کیلئے اس سے زیادہ آسانی نہین ہوسکتی کہ صرف السلام علیکم کہنے کی عادت ہو اور جس طرح مذکورہ بالا آیتون مین صرف خدا پر ایمان لانا بتایا گیا ہے یہان صرف سلام کرنا وجہ اسلام قرار دیا گیا ہے حالانکہ کسی سلام کرنیوالے کو جو خدا پر ایمان نہ رکھتا ہو وہ حضرات مسلمان نہین کہتے پس جب اس آیت مین تدبر کرنے اور دیگر آیات قرآنی کو ساتھ ملانے سے ثابت ہو جاتا ہے کہ سلام شرط ایمان نہین بلکہ علامت اسلام ہے تو ایمان بالله کے ساتھ کسی اور بات کو جسپر ایمان لانا خدا نے ضروری بتایا ہو تلاش کرنیکے واسطے دیگر آیات کلام الله مین غور کرنا کیونکر غیر ضروری ہوگا ۔ اور فریق ثانی چونکہ بہت سے اُمور کو جزو ایمان قرار دیتا ہے اسلئے ان مین سے ہر ایک کی دلیل کو سردست بیان کرنا اور اسپر رائے قایم کرنا مشکل ہے جو عذر بالاجمال انکی جانب سے ہوسکتا ہے وہ یہہ ہے کہ جس بات کو وہ اپنے نزدیک خلاف حکم خدا و رسول جانتے ہین اسکے ماننے والے کو خدا و رسول کا مخالف یا بالفاظ دیگر الوہیت و رسالت کا منکر سمجھتے ہین اور اس لئے کافر کہتے ہین پس اس فریق کے ساتھ احکام خدا و رسولؐ کی نسبت فیصلہ کرنے اور انکو نہ ماننے پر کفر لازم آنے کے قواعد تلاش کرنیکے واسطے بھی کلام الٰہی کی اس مضمون کی آیات مین تدبر کرنا ضروری ہے تا معلوم ہو کہ ہر فریق کا دعویٰ کہان تک درست ہے اور کس کس امر

مین غلطی سے تجاوز عن الحد کیا گیا ہے اگرچہ یہہ ہمین اقرار ہے کہ نیت دونو کی بخیر ہے اور دونون کا دعوی محض طلب رضائے حق کے لئے ہے۔ اور چونکہ کلام الٰہی سب کے نزدیک سب سے اعلےٰ اور رافع دلیل و برہان ہے اسلئے اسکا فیصلہ جملہ اہل اسلام کیلئے ناطق اور قطعی ہوگا۔ اور اسکے ہوتے کسی اور فیصلہ کی ضرورت نرہے گی۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے :۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ؕ (پارہ۔ نمبر ۳۰۔ سورہ طارق۔ ع ۱۔)	پانی بہرسانے والے آسمان کی قسم اور پہٹنے والی زمین کی قسم کہ بیشک قرآن ایک بات قطعی ہے اور وہ کچہہ سرسری (سی بے بنیاد بات) نہین۔

پس پہلے ان آیات قرآنی کو جن مین ایمان کی نسبت مذکور یا حکم ہے بہ تفصیل لکہا جاتا ہے اسکے بعد دیکہا جائیگا کہ خداوند کریم کے نزدیک ایمان کی کیا تعریف ہے۔

لیکن تعریف ایمان کو قرآن مین تلاش کرنے سے پہلے اس امر کا دریافت کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایمان صرف کسی بات پر یقین کر لینے کا نام ہے یا اس مین اعمال ظاہری بھی داخل ہین کیونکہ اس مین اہل سنت اور خوارج و معتزلہ کا اختلاف ہے۔ معتزلہ امور ضروری التصدیق کے علاوہ اعمال کی پابندی کو اس طرح ایمان مین داخل مانتے ہین کہ انکو بجا نہ لانیسے اگر آدمی کافر نہین ہوتا تو مسلمان بہی نہین رہتا۔ اور خوارج گنہ گار کو مطلق کافر کہتے ہین۔ اور اہل سنت فاسق کو بھی مومن کہتے ہین اگرچہ کامل الایمان ہونیمین انکا بہی باہمی کچہہ اختلاف ہے اور اس رسالہ کے موضوع یعنی محض تحدید ایمان و کفر کو لحاظ رکہکر کمال و نقصان ایمان کی بحث ضروری نہین کیونکہ جو لوگ ایمان کو قابل کمال و نقصان جانتے ہین وہ بہی فاسق کو دائرہ اسلام سے باہر نہین سمجہتے گو اُسے مومن کامل نہ کہتے ہون۔ لہٰذا تحدید ایمان مین انکا باہمی کوئی اختلاف نہین۔

اعمال ایمان مین داخل نہین ۱۱۱

پس قرآن شریف مین غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ ایمان محض تصدیق قلب کا نام ہے اور اعمال جوارح اس مین داخل نہین ہین کیونکہ :۔

اوّل۔ ایمان لغت مین تصدیق اور سچ ماننے کو کہتے ہین۔ خدا برادران یوسف علیہ السلام کی زبان سے فرماتا ہے :۔

وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ؕ (پارہ نمبر ۱۲۔ سورہ یوسف۔ ع ۲۔)	اور گو ہم سچ ہی کیون نہ کہتے ہون آپ کو تو ہماری بات کا یقین آنے کا نہین۔

دوئم - خداوند کریم خود اسے فعل قلب قرار دیتا ہے - چنانچہ فرماتا ہے :-

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۔ (پارہ نمبر ۱۴ سورہ نحل - ع ۱۴)	جو شخص کفر پر مجبور کیا جائے مگر اسکا دل ایمان کیطرف سے مطمئن ہو اس سے کچھ مواخذہ نہین لیکن جو شخص ایمان لائے پیچھے خدا کے ساتھ کفر کرے اور کفر بھی کرے تو جی کھول کر تو ایسے لوگون پر خدا کا غضب اور ان پر بڑا سخت عذاب ہے - +

یہان قلب کو ظرف ایمان قرار دیکر ایسے شخص کو کفار مین سے نکال لیا ہے جو جبر کے سبب اعمال ظاہری کی پابندی کو چھوڑ دے اور دل سے مسلمان ہو - اور فرمایا ہے کہ مورد غضب خداوندی وہی شخص ہے جس کے دل نے خوشی سے کفر کو قبول کر لیا ہو - اور ارشاد ہے

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ - (پارہ نمبر ۲۶ سورہ حجرات - ع ۲)	عرب کے دیہاتی کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے ای پیغمبر ان سے کہدو کہ تم ایمان نہین لائے ہان یون کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے - اور ایمان کا تو ہنوز تمہارے دلون مین گذر تک بھی نہین ہوا -

یہان خداوند کریم اون لوگون کو جو ظاہری اعمال بجالاتے تھے اور اس وجہ سے ایمان کا دعوی کرتے تھے فرماتا ہے کہ تم اپنے ظاہری اتباع کا دعوی تو کر سکتے ہو لیکن اپنے تئین مومن نہین کہہ سکتے - کیونکہ تمہارے دلون مین تصدیق نہین ہے - پس یہان خدا نے تصدیق قلب کو اصل ایمان قرار دیا ہے اور فرمایا ہے :-

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَاۗدُّوْنَ مَنْ حَاۗدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ اَوْ اَبْنَاۗءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ - (پارہ نمبر ۲۸ - سورہ مجادلہ - ع ۳) +	اے پیغمبر جو لوگ اللہ اور روز آخرت کا یقین رکھتے ہین انکو تو تم نہ دیکھو گے کہ خدا اور اوسکے رسول کے مخالفون کے ساتھ دوستی رکھین گو وہ انکے باپ یا انکے بیٹے یا انکے بھائی یا انکے کنبہ ہی کیون نہ ہون یہی وہ پکے مسلمان ہین جن کے دلون کے اندر خدا نے ایمان کا نقش کر دیا ہے - +

یہان دشمنان خدا و رسول سے دوستی نہ رکھنے کا حکم دیا ہے جو منجملہ اعمال ظاہری کے ہے اور اسکو ان کے ایمان قلبی کی خاص علامت ٹھیرایا ہے اور فرمایا ہے کہ ایسے ہی لوگ ہین جن کے دل مین ایمان ہے پس ایمان کو دل سے مخصوص کرنیکے علاوہ ایک عمل نیک کو ایمان کا نشان قرار دیا ہے جو اگر اعمال داخل ایمان ہوتے تو اسکا جزو ہوتا نہ کہ نشان - ان آیات کے علاوہ اور بھی چند جا ایمان کو قلب کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے جس سے ثابت

ہوا کہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے۔

سویم۔ اکثر جگہہ اعمال نیک کی جزا اور ثواب کے لئے ایمان کو شرط ٹہرایا ہے اور ظاہر ہے کہ شرط مشروط سے خارج ہوتی ہے اور اس طرح معلوم ہوا کہ اعمال ایمان مین داخل نہین ہین چنانچہ فرمایا ہے:۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۝ (پارہ نمبر ۵ سورہ نساء ع ۱)	اور جو شخص کوئی نیک کام کریگا مرد ہو یا عورت۔ اور ایمان بہی رکہتا ہوگا تو ان صفتون کے لوگ جنت مین جا داخل ہون گے اور تل برابر بھی انکی حق تلفی نہ ہونگی۔ +
مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۱۴ سورہ نحل ع ۱۳)	جو شخص نیک عمل کریگا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بہی رکہتا ہو تو ہم دنیا مین بہی اسکی زندگی اچھی طرح بسر کرائینگے اور انکو آخرت مین بہی ان کے ان بہترین اعمال کا صلہ ضرور عطا فرمائین گے۔
وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝ (پارہ نمبر ۱۵ سورہ بنی اسرائیل۔ ع ۲)	اور جو شخص طالب آخرت ہو اور اسکے لئے جیسی کوشش کرنی چاہیے ویسی کوشش بھی کرے اور وہ شخص ایمان بہی رکہتا ہو تو یہی لوگ ہین جنکی محنت قبول ہوگی۔ +
وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى۔ (پارہ نمبر ۱۶ سورہ طٰہٰ۔ ع ۳)	اور جو با ایمان خدا کے حضور مین حاضر ہوگا اور اس نے نیک عمل بہی کئے ہونگے۔ تو یہی لوگ ہین جن کے بڑے درجے ہون گے۔
وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا۔ (پارہ نمبر ۱۶ سورہ طٰہٰ۔ ع ۶)	اور جو دنیا مین نیک عمل کریگا اور وہ ایمان بہی رکھتا ہوگا تو اسکو نہ کسی طرح کی بے انصافی کا خوف ہے نہ کسی طرح کی حق تلفی کا۔
فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۱۷۔ سورہ انبیاء۔ ع)	تو جو شخص نیک کام کرے اور وہ ایمان بھی رکہتا ہو۔ تو اسکی کوشش اکارت ہونیوالی نہین اور ہم اسکے اعمال نیک سب لکھے جاتے ہین۔

ان سب آیتون مین خداوند کریم نے فرمایا ہے کہ نیک اعمال کی جزا اسی صورت مین ہوگی جب کہ عامل با ایمان ہو جس سے ثابت ہوا کہ مومن ہونا اور چیز ہے اور اعمال خیر کو بجا لانا اور چیز۔

چہارم۔ خداوند کریم گنہ گارون کے لئے مغفرت کا وعدہ فرماتا ہے چنانچہ ارشاد ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ	اللہ تو اس جرم کو معاف کرنیوالا نہین کہ اسکے ساتھہ کسی کو شریک گردانا جائے

ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا (پارہ نمبر ۵ سورہ نساء ع)	ہان اسکے سوا جو گناہ جسکو چاہی معاف کردی اور جسنے کسی کو خدا کا شریک گردانا تو اس نے خدا پر بہتان باندہا (جو بہت ہی) بڑا گناہ (ہے)
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا (پارہ نمبر ۵ سورہ نساء ع ۱۸)	اللہ یہ (گناہ) تو معاف کرتا نہین کہ اسکو ساتھہ کسی کو شریک گردانا جاے اور اس سے کم جسکو چاہے معاف کرے اور جس نے اللہ کے ساتھہ شریک گردانا وہ (راہ راست سے بڑی) دور بھٹک گیا۔
قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (پارہ نمبر ۲۴ - سورہ زمر - ع ۶)	(اے پیغمبر ان لوگون سے) کہدو کہ اے ہمارے بندو جنہون نے (گناہ کرکے) اپنے اوپر زیادتیان کی ہین اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو کیونکہ اللہ تمام گناہون کو معاف فرماتا ہے (اور) وہ بیشک (بڑا) بخشنے والا مہربان ہے۔

ان کے سوا اور بہت سی آیتون مین مغفرت ذنوب کی نوید ہے اور اس کے برخلاف کفر کے واسطے عذاب مخلد کا وعید ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ (پارہ نمبر ۲ سورہ بقرہ ع ۱۹)	جو لوگ (جیتے جی دین حق سے) انکار کرتے رہے اور انکار ہی کی حالت مین مر گئے یہی ہین جنپر خدا کی لعنت ہے اور فرشتون کی اور آدمیون کی سب کی۔ ہمیشہ ہمیشہ اسی (پھٹکار) مین رہین گے نہ تو ان (پر) سے عذاب ہی ہلکا کیا جائیگا اور نہ انکو مہلت ہی ملیگی۔
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (پارہ نمبر ۲۶ - سورہ محمد - ع ۴)	بیشک جن لوگون نے کفر کیا اور (لوگون کو) خدا کے رستہ سے روکا پھر کفر ہی کی حالت مین مر گئے۔ خدا ان کو ہرگز نہین بخشے گا۔

پس اگر اعمال داخل ایمان ہوتے اور انکا نہ بجالانا داخل کفر۔ تو انکی نسبت بھی بصورت عدم تعمیل کفر کی طرح عدم مغفرت اور دوام عذاب کا وعید ہوتا نہ مغفرت اور رحمت کی نوید۔

پنجم - خداوند کریم نے دو صاحب تصدیق قتال کرنیوالے گروہون کو مومن کہکر یاد فرمایا ہے۔ اور ارشاد کیا ہے:۔

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا	اور اگر (تم) مسلمانون کے دو فرقے آپسمین لڑ پڑین تو ان مین صلح کرادو

بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدٰىهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتّٰى تَفِيءَ إِلٰى أَمْرِ اللّٰهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝

(پارہ نمبر ۲۶ - سورہ حجرات - ع ۱)

پھر اگر ان میں سے ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرے تو جو زیادتی کرتا ہے تم بھی اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ حکم خدا کی طرف رجوع لائے پھر جب رجوع لے آئے تو فریقین میں برابری کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف کو ملحوظ رکھو بیشک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے مسلمان تو سب آپس میں بھائی ہیں پس اپنے بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو اور غضب خدا سے ڈرتے رہو تاکہ خدا کی طرف سے تم پر رحم کیا جائے

اور حکم دیا ہے کہ ان کے درمیان صلح کرا دو۔ پس اگر اعمال جزو ایمان ہوتے تو اس باہمی قتال سے جو ممنوع ہے کم سے کم ایک گروہ۔ اور اگر دونوں تجاوز عن الحد کے مرتکب ہوں اور

جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا (پارہ نمبر ۲۵ سورہ شوریٰ ع ۴)

اور برائی کا بدلہ ہے ویسی ہی برائی۔

پرکار بند نہ رہے ہوں تو دونوں کافر ہوتے اور اس لئے ان کو مومن نہ کہا جاتا اور نہ ان میں صلح کرا دینے کی یہ لم بیان کی جاتی کہ مسلمان باہم بھائی ہیں۔

آیات مذکورہ کے سوا قرآن شریف کی اور بھی بہت سی آیات سے استدلال ہو سکتا ہے کہ اعمال جزو ایمان نہیں ہیں مثلاً خدا فرماتا ہے:-

وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ (پارہ نمبر ۷ - سورہ انعام - ع)

اور اے پیغمبر جو لوگ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں جب تمہارے پاس آیا کریں تو تم کہو کہ خدا کی طرف سے تم کو سلامتی ہو اور تمہارے پروردگار نے بندوں پر مہربانی کرنا اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ جو کوئی تم میں سے نادانستہ کوئی گناہ کر بیٹھے پھر اس کے پیچھے توبہ اور اپنی حالت کی اصلاح کر لے تو خدا اسے بخش دیگا۔ کیونکہ وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

یہاں خداوند کریم نے جن لوگوں کو گناہگاری سے توبہ کرنے پر مغفرت کا وعدہ دیا ہے انکو پہلے ایمان والے اور مستحق سلام خداوندی اور مستوجب رحمت باری تسلیم کیا ہے اور فرمایا ہے کہ تم جو یہ منزلت رکھتے ہو اگر کوئی گناہ کرو تو ہم تمہاری توبہ قبول کر سکتے ہیں پس اگر گناہ سے وہ لوگ کافر ہو جاتے تو مومن کہکر ان کو اس طرح کے لطف آمیز اور سراپا عنایت خطاب سے مشرف نہ کیا جاتا۔

فریق ثانی کی طرف سے بھی چند آئتیں اعمال کے جزو ایمان ہونے کے بارے میں پیش کی جاتی ہیں مثلاً کہتے ہیں

اوّل - خدا نے فاسق کو مومن کا مقابل ٹھرایا ہے - اور فرمایا ہے :-

اَفَمَنْ کَانَ مُؤْمِنًا کَمَنْ کَانَ فَاسِقًا لَا یَسْتَوٗنَ ؔ (پارہ نمبر ۲۱ سورہ سجدہ - ع ۲)	تو کیا ایمان لانیوالا اُس (شخص) کے برابر ہو جائیگا جو نافرمانی کرتا ہے (دونون فریق ہرگز) برابر نہین ہو سکتے -

جیسے ایک اور جگہہ کافر کو مومن کے مقابل ذکر کیا ہے - چنانچہ فرمایا ہے :-

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ط (پارہ نمبر ۲۸ - سورۃ تغابن - ع ۱)	(لوگو!) وہی تو ہے جس نے تمکو پیدا کیا - اسپر بھی تم مین بعض کافر ہین اور بعض مومن -

اور فاسق گنہ گار کو کہتے ہین اس لئے معلوم ہوا کہ گنہ گار مومن نہین ہوتا اگرچہ اسے کافر بھی نہین کہہ سکتے - کیونکہ اسکے لئے کوئی دلیل ان کے نزدیک بھی نہین ہے -

اسکے جواب مین اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ فاسق صرف گنہ گار کو نہین کہتے بلکہ یہہ لفظ قرآن مین غیر مصدق یعنی کافر اور گنہ گار دونون کے لئے بکثرت مستعمل ہے - چنانچہ فرمایا ہے :-

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ط (پارہ نمبر ۱۰ سورہ توبہ - ع ۹)	بیشک منافق (ہی تو بڑے) نافرمان ہین -
وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ط اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ط (پارہ نمبر ۱۰ - سورہ توبہ - ع ۱۱)	اور (اے پیغمبر) جو ان مین سے مر جائے تم اسپر کبھی نماز (جنازہ) نہ پڑہنا اور نہ انکی قبر پر ٹھہرنا (کیونکہ) وہ ایسے لوگ ہین جنہون نے خدا کے ساتہہ اور اسکے رسول کے ساتھ کفر کیا اور نافرمانی ہی کی حالت مین مرگئے
اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ط اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ط وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ (پارہ نمبر ۱۰ - سورہ توبہ - ع ۱۱)	(اے پیغمبر) چاہے تم ان کے لئے ہم سے بخشش مانگو چاہے نہ مانگو اگر تم ان کے لئے ستر دفعہ بھی بخشش مانگو گے تو اللہ انہین کبھی نہ بخشے گا اسلئے کہ وہ ایسے لوگ ہین جنہون نے اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ کفر کیا - اور اللہ نافرمان قوم کو ہدایت نہین کرتا -
وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ط (پارہ نمبر ۲۸ سورہ حشر - ع ۳)	اور ان لوگون جیسے نہ بنو جنہون نے خدا کو بہلا دیا پس خدا نے انکی ایسی مت ماری کہ وہ اپنے آپ کو ہی بہول گئے یہی لوگ (تو بڑے) نافرمان ہین

اور اسی محاورہ کے مطابق آیت مذکورہ مین مومن کے مقابل کافر پر فاسق کا لفظ بولا گیا ہے پس فاسق بمعنے گنہ گار اس مین داخل نہین -

دویم - خدا فرماتا ہے :-

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ
(پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ع ۹)

ہان جوکوئی بُرائی کرے اور اوسکے گناہ اسے گھیر لین تو ایسے لوگ دوزخی ہین - اور وہ آگ مین ہمیشہ (ہمیشہ) رہین گے -

یہان خدا نے خطاکارون کو دائمی عذاب کا وعید کیا ہے اور یہ مسلم ہے کہ مومن ہمیشہ عذاب مین نہین رہین گے - اسلئے ثابت ہوا کہ خطاکار مومن نہین ہوتا -

اسکا جواب یہ ہے کہ خداوند کریم نے جن لوگون کے لئے عذاب مخلد کا وعید کیا ہے پہلے ان کی دو حالتین بیان کی ہین - اول یہ کہ وہ برائی کرین - اور دوسرے یہ کہ انکی بُرائی انہین محیط ہو پہلی حالت یعنی ارتکاب خطا کے بارہ مین قرآن مین جابجا مغفرت کے وعدے ہین مثلاً فرمایا ہے :-

وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ (پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ع ۶)

اور (اے پیغمبر اُس واقعہ کو یاد کرو) جبکہ ہم نے اون لوگون کو کہا کہ اس گاؤن مین چلو اور اس مین سے جو چاہو مزے سے کھاؤ اور دروازہ مین سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو ہم تمہارے گناہ معاف کر دینگے اور نکوکارون پر اور بہی زیادہ انعام کرینگے -

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (پارہ نمبر ۱۳ - سورہ یوسف - ع ۱)

(حضرت یوسف نے) کہا آج تپر کوئی سرزنش نہین خدا تمہارے گناہ معاف کرے اور وہ سب مہربانون سے بڑا مہربان ہے -

وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ (پارہ نمبر ۱۹ - سورہ شعرار - ع ۵)

اور جو (بخشنے والا مہربان ہے اور اس سے) مجھکو توقع ہے کہ روز جزا کو میرے قصور معاف کر دیگا -

اور پہر لفظ احاطہ پر نظر کرتے ہین تو جیسا عام محاورہ لسان مین اس کا استعمال ہے قرآن مین بہی یہہ لفظ ہر جانب سے گھیرنے کے معنون مین مستعمل پاتے ہین - جیسے

وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ (پارہ نمبر ۱ سورہ بقرہ - ع ۲ -)

اور اللہ کافرون کو گھیرے ہوئے ہے -

یعنی دنیا و آخرت مین پس و پیش اور یمین و یسار ہر طرف سے وہ قدرت خداوندی کے اندر ہین اور -

اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ (پارہ نمبر ۱ سورہ توبہ ع)

بیشک دوزخ کافرون کو گھیرے ہوئے ہے -

یعنی ہر جانب سے دوزخ نے انہین پکڑا ہوا ہے اور

هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ

وہی (تو خدا) ہے جو تمہین خشکی اور تری پر سفر کرواتا ہے حتی کہ

فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ (پارہ نمبر ۱۱۔ سورہ یونس۔ ع ۳)	جب تم کشتی مین ہوتے ہو اور کشتیان اپنے سوارون کو لیکر موافق ہوا سے چلتی ہین اور وہ اس کامیابی سے خوش ہوتے ہین تو ناگاہ ایک تند ہوا کا آتا ہے اور انکو موجین ہر طرف سے آلیتی ہین اور وہ سمجھتے ہین کہ بس اب گھرے تو وہ خالص اعتقاد کے ساتھ اللہ کو پکارنے لگتے ہین

یعنی جب موجین انہین گھیر لیتی ہین اور وہ کسی طرح مخلصی نہین دیکھتے تو خدا کو پکارتے ہین۔ اور ان کے سوا اور بہت جگہہ یہی معنی مراد ہین پس ان دونون امور کی نسبت قرآن سے فیصلہ کرنے کے بعد کوئی تشک نہین رہتا کہ انہی لوگون کی نسبت عذاب دائمی مقدر ہے جو ہر جانب سے خطا مین منہمک ہین یعنی انکا دل تصدیق نہین کرتا زبان اقرار نہین کرتی اور جوارح حسب ارشاد خداوندی کام نہین کرتے اور ایسے لوگ لاریب کافر مطلق ہین اور اگر صرف جوارح سے خطا کرنے والے اس حکم مین شامل ہون تو انکی نسبت یہہ کہنا غلط ہوگا کہ خطا مین انہین محیط ہین کیونکہ دو بڑے اعضا جو خطاؤن کے سرچشمہ ہین یعنی قلب و زبان اس نجاست سے پاک ہین پس معلوم ہوا کہ یہان بھی عذاب مخلد کا وعید صرف کفار کے لیئے ہے اور نیز لفظ من کسب سیئۃ خطاکاری پر دلالت کرتا ہے پس اگر احاطت بہ خطیئتہ سے بھی محض خطاکاری بے تعلق عدم تصدیق لیجاوے تو دونون فقرون کا ایک ہی مطلب ہوتا ہے اور دوسرا فقرہ معاذاللہ عبث ٹھہرتا ہے اور دونون فقرے حسب قواعد فصاحت موزون اسی صورت مین ہوتے ہین کہ دوسرا کفر پر دلالت کرے وھو المطلوب۔

سوئم۔ خدا فرماتا ہے:۔

وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۚ (پارہ نمبر ۴ سورہ نساء ع ۲)	اور جو اللہ اور اوسکے رسول کی نافرمانی کرے اور اسکی حدون سے تجاوز کرجائے تو اللہ اسے آگ مین ڈالتا ہے جسمین وہ ہمیشہ رہیگا اور اسے نہایت ذلت کا عذاب ہوتا ہے

یہان بھی خدا نے اصحاب معصیت کو عذاب دائمی کا مستوجب گردانا ہے جو مومن کی شان سے بعید ہے اسلیئے عاصی مومن نہین۔

اسکے جواب مین یہی تقریر مذکورہ بالا کافی ہے کیونکہ محض عصیان کے لیئے وعدہ مغفرت بکثرت موجود ہے اور یہان اسکے ساتھ حد سے بڑھ جانے کی قید زائد ہے پس اگر اس قید سے بھی وہی نفس عصیان مراد ہو تو ایک تو مغفرت کے وعدے اور دائمی عذاب کے حکم مین تناقض ہوتا ہے اور دوسرے ان الفاظ کا ذکر

بے فائدہ ٹھہرتا ہے جس سے ثابت ہوا کہ حد سے بڑھ جانا محض گنہ سے زاید امر ہے اور وہ یہی ہے کہ دل سے بھی احکام خداوندی کو واجب العمل نہ سمجھے اور یہ مسلم ہے اور آیندہ انشاء اللہ ثابت بھی کیا جائیگا کہ خدا کے حکم کو حکم نہ سمجھنا اور اوسکو قابل تعمیل نہ جاننا بیشک کفر ہے اور یہہ دل کا فعل ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہان بھی دایمی عذاب فعل قلب سے متعلق ہے نہ اعمال ظاہری سے۔

چہارم۔ فرمایا ہے:۔

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۤؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝ (پارہ نمبرہ سورہ نساء ع ۱۳)	اور جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھکر قتل کرے تو اسکی سزا دوزخ ہے جس مین وہ ہمیشہ رہیگا اور اوسپر خدا کا غضب نازل ہوتا ہے اور خدا اوسے اپنی رحمت سے دور کردیتا ہے اور اوسنے اسکے لئے بڑا سخت عذاب تیار رکھا ہوا ہے

یہان قتل پر جو افعال جوارح مین سے ہے دایمی عذاب کا حکم دیا گیا ہے۔

جواب یہہ ہے کہ اول تو یہان ایک خاص فعل کی نسبت حکم ہے جس سے اگر ثابت ہوگا تو یہ ہوگا کہ صرف قتل عمد ایک ایسا فعل ہے جس سے مومن مومن نہین رہتا۔ حالانکہ دعوی یہہ تہا کہ تمام اعمال سیئہ مومن کو ایمان سے نکالدیتے ہین اور دوسرے خداوندکریم نے اس مضمون کو شروع یون کیا ہے کہ:۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ج (پارہ نمبرہ سورہ نساء۔ ع ۱۳)	اور مومن کو نہین لایق کہ کسی مومن بہائی کو قتل کرے۔ مگر بہول چوک سے ہو جائے (تو دوسری بات ہے)

یعنی مومن کو دوسرے مومن کا قتل ہرگز مناسب نہین لیکن بہول چوک سے ہوجائے تو خیر اور پہر قتل خطا کا کفارہ ذکر کرنیکے بعد قتل عمد کا ذکر کیا ہے اور اوسپر عذاب دایمی کا حکم دیا ہے اور سورہ بقرہ مین اسکے لئے قصاص کا حکم نافذ فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِى الْقَتْلٰى (پارہ نمبر۲ سورہ بقرہ۔ ع ۲۲)۔	مسلمانو! جو لوگ قتل کئے جائین تمپر اون کے بدلے مین قصاص فرض کیا گیا ہے۔

پس اگر محض قتل ہی یہہ اثر رکہتا تو ذمی اور معاہد کے قتل پر بھی حکم ہونا چاہیے تہا کیونکہ اتلاف نفس اسمین بھی موجود ہے اور اسکے علاوہ سوائے عذاب دایمی کے اور تمام احکام قتل بہی ان کے لئے ایسے ہی ہین جیسے مومن کے لئے یعنی بجز سہو وخطا کے انکو قتل کرنا بہی گناہ ہے جیسے مومن کو اور قصاص ان کے قتل پر بھی ہے جیسے مومن کے قتل پر اور قصاص اور بغاوت وغیرہ کی صورت مین مومن کو قتل کرنا بہی ایسا ہی

ضروری ہے جیسا ذمی اور معاہد کو پس یہان مومن کا خصوصیت کے ساتہہ ذکر کرنا کہ اسکا قتل بہول چوک کے سوا جائز نہین۔ حالانکہ ذمی کا حکم بھی یہی تہا اور اسکے قتل عمد پر عذاب مخلد کا حکم دینا اور ذمی و معاہد کے لئے ایسا حکم نہ دینا صاف ظاہر کرتا ہے کہ یہان محض قتل کے سوا جو ایک خارجی عمل ہے کسی اور چیز کو بہی دخل ہے اور وہ وہی چیز ہونی چاہئے جو ذمی اور معاہد مین نہ پائی جاتی ہو یعنی ایمان بس یہی وہ حیثیت ہے جسکے لئے مومن کو مومن کے قتل سے بالخصوص روکا گیا کیونکہ غصے یا کسی اور نفسانی یا شہوانی جذبے کا مغلوب ہوکر کسی ذمہ واری یا معاہدے کو ملحوظ نہ رکہنا اگرچہ کبائر مین سے ہے لیکن ان خواہشون کا یہان تک مغلوب ہونا کہ ایمان کو بھی خیرباد کہدے بلکہ اور مومنون سے بوجہ ان کے ایمان کے برسر پرخاش ہو عین کفر ہے پس معلوم ہوا کہ قتل مگر وہ قتل جو مقتول کی حیثیت ایمان کی وجہ سے عمل مین لایا گیا ہو یہ حکم رکہتا ہے اور اس سے کسی کو انکار نہین کہ ایسا شخص بیشک عذاب دائمی کا مستوجب اور غضب و لعنت باری کا مستحق ہے۔

اسی کے قریب قریب وہ آیت ہے جسمین سحر کو کفر کہا گیا ہے اور فرمایا ہے :-

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۚ وَمَا اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۚ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۚ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۚ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ

(پارہ نمبر ۱۔ سورہ البقرہ۔ ع ۱۲)

اور ان (ڈہکوسلون) کے پیچھے پڑ گئے جکو سلیمان کے عہد سلطنت مین شیاطین پڑہا (پڑہایا) کرتے تہے۔ حالانکہ سلیمان سے کفر کی (یہ) حرکت سرزد نہین ہوئی۔ بلکہ کفر (کیا تہا تو) شیاطین نے کیا تہا کہ وہ لوگون کو جادو سکہایا کرتے تہے اور (اسکے علاوہ ان باتون مین مشغول ہوگئے) جو بابل مین ہاروت ماروت کو پہنچائی گئی تہین اور وہ (بہی جو انکو پہنچا تہا) کسی کو نہ بتاتے جبتک اس سے یہ نہ کہدیتے کہ ہم تو (ذریعہ) آزمایش ہین تو اس علم کو بری طرح استعمال کرکے) کہین کافر نہ ہو جائیو ۔ اسپر بہی ان سے ایسی باتین سیکہتے جنکی وجہ سے میان بی بی مین جدائی ڈالدین۔ حالانکہ بے حکم خدا وہ اپنی ان باتون سے کسی کو نقصان نہین پہونچا سکتے۔

اس آیت مین جس عمل کو سحر کے نام سے یاد کرکے کفر کہا گیا ہے اسکی تعریف عام طور پر یون کی جاتی ہے کہ جو اثر مخفی اور نامعلوم اسباب سے پیدا کیا جائے وہ سحر ہے جیسا تفسیر کبیر وغیرہ مین مذکور ہے اور اس تعریف مین امام رازیؒ کی تصریح کے موافق تمام شعبدے اور کرتب اور تمام وہ فنون جنکے اثر کا ترتب عوام کی سمجھ مین نہین

آتا- حتی کہ گھنٹون گھڑیون[۱] وغیرہ کا وقت بتانا اور بجنا بھی شامل ہے اور اگرچہ واقع مین یہہ فنون اس تعریف مین شامل نہین ہوسکتے کیونکہ گھڑیون اور دیگر نوایجاد صنائع مثلاً ریل تار وغیرہ کا عمل واضح اور معلوم اسباب پر مرتب ہے گو ان فنون سے واقفیت نہ رکھنے والے ان کو نہ سمجھہ سکتے ہون مگر ہان تمام گنڈے تعویذ اور جھاڑ پھونک جنکا ان کے آثار یعنی صحت و مرض اور حب و بغض کے ساتھ کوئی عقلی تعلق نہین ثابت ہوتا اس تعریف مین ضرور داخل ہین- اور اگر واقع مین سحر کی یہی تعریف ہو تو حسب ارشاد قرآنی وہ کفر ٹھہرتا ہے اور لازم آتا ہے کہ ایمان و کفر مین تصدیق و انکار قلبی کے علاوہ اس عمل کے کرنے یا نہ کرنے کو بھی دخل ہو مگر آیت مذکورہ کے تمام پہلوون کو غور سے دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کریم نے جس عمل کو سحر کہکر کفر کہا ہے اسکی تعریف صرف یہی نہین جو عام مفسر لکھتے ہین بلکہ اسکے ساتھہ یہ بھی ضرور ہے کہ اون ارواح اور موکلین کو جن سے جادوگر مدد مانگتے ہین یا اون الفاظ اور خطوط اور افعال کو جن سے وہ کام لیتے ہین حقیقی مؤثر اور نفع نقصان کا مالک سمجھین کیونکہ خداوند کریم نے جادو کے آثار مین سے عداوت زوجین کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ وہ کسی کو حکم خدا کے بغیر ضرر نہین پہونچا سکتے- پس اس جملہ حالیہ سے جس خیال کو باطل کیا گیا ہے وہ جادوگرون مین ضرور موجود ہوگا- اور اگر اونکا یہ اعتقاد نہ ہوتا اور وہ خدا کے سوا کسی کو نفع نقصان کا مختار نہ سمجھتے تو انکا حکم بیان کرنیکے اثنا مین اس جملہ کو لانا معاذاللہ محض بے سود حشو ہوتا اور کلام ربانی مین اس قسم کے جملے ہمیشہ کسی غلط خیال یا احتمال کو دفع کرنے کے لئے ہوا کرتے ہین- مثلاً حضرت یعقوب علیہ السلام کی زبان سے آپکے صاحبزادون کو نصیحت کرنے کے موقع پر فرمایا ہے:-

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۭ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ؁

(پارہ نمبر ۱۳- سورہ یوسف ع)

اور کہا کہ اے میرے بیٹو تم ایک دروازہ سے شہر مین نہ جانا- بلکہ مختلف دروازون سے داخل ہونا اور مین اس حیلہ سے خدا کے حکم کو تو تم پر سے ذرا بھی ٹال نہین سکتا حکم تو بس اللہ ہی کا چلتا ہے- اور مین نے تو اسی پر بھروسا کرلیا ہے اور (سب) بھروسا کرنے والون کو چاہیئے کہ اسی پر بھروسہ کرین-

یہان انکو مختلف دروازون سے داخل ہونے کا حکم دینے سے جو خیال ہوتا تہا کہ شاید آپ ان کو کسی نقصان سے جو مشیت ایزدی مین مقدر ہو سلامت رہنے کی ایک حکمی تدبیر بتاتے ہین اور آپ جانتے ہین کہ اس طرح خدا کا حکم ٹل جائیگا اس خیال کو دور کرنے کے لئے فرمایا کہ مین خدا کے حکم سے تمکو نہین بچا سکتا اور

[۱] امام رازیؒ نے اس مقام پر صندوق الساعۃ کے نام سے گھڑی کا خاص طور پر ذکر کیا ہے- ۱۲

اسی طرح جناب خضر کی زبان سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اعتراض کے جواب مین فرمایا ہے :-

فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَا اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝ (پارہ نمبر ۱۶- سورہ کہف - ع ۱)-	پس تمہارے پروردگار نے چاہا کہ دونو لڑکے اپنی جوانی کو پہنچین اور پہر اپنا خزانہ نکالین (انکو حال پر تمہارے پروردگار کی یہ ایک مہربانی تہی اور مین نے جو کچہہ کیا اپنے اختیار سے نہین کیا بلکہ خدا کے حکم سے کیا یہ ہے اصل حقیقت ان (واقعات) کی جنپر تم سے صبر نہ ہو سکا-

یہان حضرت موسیٰ کا اعتراض تہا کہ تم نے اپنی مرضی سے چند کام کیے اور ان مین فلان فلان غلطی کی- حضرت خضر نے انکی حکمت بیان کی اور پہر فرمایا کہ مین نے یہہ کام اپنی مرضی سے نہین کیے اور ایسا ہی ایک اور جگہہ آیا ہے :-

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۱۳- سورہ یوسف - ع ۱۱-)	(ای پیغمبر) یہ چند غیب کی باتین ہین جنکو ہم وحی کے ذریعہ سے تمہین معلوم کراتے ہین ورنہ جس وقت یوسف کے بہائیون نے اپنا مصمم ارادہ کر لیا تہا اور وہ یوسف کے ہلاک کی تدبیرین کر رہی تہی تو تم انکے پاس موجود نہ تہے کہ خود معلوم کر لیتے

یہان وحی حالات غیب کے دعوی پر جو کفار خیال کرتے تہے کہ نہین بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی نہ کسی ذریعہ سے اخبار گذشتہ سناتے ہین فرمایا کہ تو ان کے پاس نہین تہا تا ہماری اطلاع کے بغیر انکی منصوبہ بازیونکا حال معلوم کر لیتا بغرض اس طرح کے جملہائے معترضہ قرآن مین بکثرت ہین اور ضرور کسی نہ کسی غلطی کی اصلاح کا فایدہ دیتے ہین- اور جب خدا نے جادوگرون کے فعل کی قباحت بیان کرنے اور ان کے کفر کی وجہ بتانے مین اس بات پر اکتفا کی تو ثابت ہوا کہ وہ خدا کے سوا اورون کو متصرف فی الامور اور مختار خیر و شر جاننے سے کافر ہوئے ہین اور یہہ ایک اعتقادی نقص ہے نہ کہ فعل جوارح اور ایسے اعتقاد کے کفر ہونے مین کسی کو کلام نہین پس اگر تعویذ گنڈے کرنے والے اور فسون و عزیمت پڑہنے والے ان کو بدین اعتقاد استعمال کرین کہ خدا نے ان مین کچہہ اثر ودیعت کیا ہے اور یہ یا ان کے موکل کوئی اختیار اور قدرت نہین رکہتے تو وہ حسب التصریح مذکور کافر نہ ہونگے جیسے اطبا ردوا استعمال کرتے ہین اور ان مین خدا کی طرف سے تودیع اثر کے قایل ہونے سے کافر نہین ہوتے اگرچہ یہہ ضرور ہے کہ بعض قسم کے عملیات جن کی اجازت شریعت سے ثابت نہو حرام یا مکروہ ہونگے یا منکرین اثر سحر کے نزدیک انکا فعل لغو اور بیہودہ ٹھہریگا اور اگر وہ لوگ ان حرکات کو موثر حقیقی مانین یا اپنے اعمال مین ارواح اور موکلین سے مدد مانگین تو بوجہ اس

مشرکانہ اعتقاد کے ضرور کافر ہونگے بلکہ اس اعتقاد کے ساتھ دوا وغیرہ کا استعمال بھی کفر ہے لیکن چونکہ ساحرون مین عموماً یہ اعتقاد ہوتا ہے اور وہ اپنے ہر فسون اور عمل کے لیئے اس کا ایک مالک و مختار موکل یا بیر وغیرہ نامون سے لمنتے ہین اور اکثر انہی کی نذر یا بھینٹ وغیرہ کے طور پر کچھ خیرات بھی دلوایا کرتے ہین اور اطبا ریا دیگر اسباب سے کام لینے والے یہہ خیال نہین کہتے اسلیئے سحر کو خصوصیت کے ساتھ کفر کہا گیا۔ اور اگرچہ "جادو برحق اور کرنے والا کافر" اکثر مسلمانون کی زبان پر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عموماً ساحرون کو کافر مانتے ہین لیکن الحمد للہ علمائے اسلام کا یہہ خیال ہرگز نہین چنانچہ تفسیر عزیزی اور کبیر وغیرہ مین قریب قریب یہی تفصیل ہے۔

خوارج نے مندرجہ ذیل آیتون سے استدلال کیا ہے کہ گنہ گار کافر ہوتا ہے۔

اوّل۔ خدا فرماتا ہے :۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۶ سورہ مائدہ ع)	اور جو خدا کے نازل کردہ حکم کے موافق فیصلہ نہ کرے تو ایسے لوگ ہی تو کافر ہین۔

یہان فرمودۂ ایزدی کے خلاف کرنے والے کو کافر کہا گیا ہے۔

لیکن اس استدلال مین بہت دہوکا کہایا گیا ہے کہ لفظ حکم کو بمعنی عمل سمجھ لیا ہے اور اس لئے نتیجہ نکالا گیا ہے کہ ہر مجرم چاہے وہ جُرم کو جرم سمجھتا ہو اور اپنی خطا کا معترف ہو صرف ارتکاب سے کافر ہوجاتا ہے حالانکہ حکم صرف فیصلہ کے معنون مین ہے اور قرآن مین کہین بمعنی عمل وارد نہین ہوا بلکہ اکثر آیتون سی استدلال ہوسکتا ہے کہ اس لفظ کا سوا فیصلہ کے اور کوئی مفہوم نہین مثلاً خدا فرماتا ہے :۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ۝ (پارہ نمبر ۷۔ سورہ انعام ع۔)	حکم صرف خدا ہی کا ہے وہ حق حق باتین بیان کرتا ہے اور وہ سب فیصلہ کرنیوالون سے بہتر (فیصلہ کرنے والا) ہے۔

اور ایک جگہہ فرماتا ہے :۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۱۳ سورہ یوسف ع)	حکم صرف اللہ ہی کا ہے۔ مین نے اسی پر بہروسہ کیا ہے اور بہروسہ کرنیوالون کو چاہیئے کہ اسی پر بہروسہ کرین۔

یہان حکم کو خداوند کریم کی ذات سی مخصوص کیا ہے اور وہ اگر فیصلہ کے معنون مین ہو تو بیشک ذات ایزدی سے مختص ہے اور کسی کو اسکے حکم کے خلاف فیصلہ کا اختیار نہین۔ اور اگر بمعنی عمل ہو تو یہ صفت ذات باری

سے مختص نہین کیونکہ ہر شخص عامل ہے خدا فرماتا ہے :-

قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ (پارہ نمبر ۱۵ سورہ بنی اسرائیل ع ۹)	(اے پیغمبر ان لوگون سے) کہو کہ ہر ایک اپنے طور پر عمل کرتا ہے -

اور علےٰ ہذا ارشاد ہے :-

وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ط (پارہ نمبر ۵ - سورہ نساء - ع ۸)	اور جب لوگون مین فیصلہ کرنے لگو تو اللہ حکم دیتا ہے کہ عدل سے فیصلہ کرو -

اور ایک جگہہ ہے :-

وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ط (پارہ نمبر ۶ - سورہ مائدہ - ع ۶)	اور (اے پیغمبر) جب کوئی حکم دو تو عدل وانصاف سے حکم دو -

یہان اگر حکم سے مراد عمل ہو تو اس مین عدل کے سوا احسان وفضل بہی شامل ہی حالانکہ یہان محض عدل کی اجازت دی گئی ہے اور اگر فیصلہ مراد ہو تو بیشک اُس مین عدل کے سوا اور کسی چیز کی گنجائش نہین اسلئے کہ اگر فریقین مین سے ایک پر احسان کیا جائے تو یقیناً دوسرے پر ظلم ہوگا - اور فرمایا ہے :-

وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ط (پارہ نمبر ۲ سورہ بقرہ - ع ۲۶)	اور خدا نے انکے ساتہہ سچی کتاب اوتاری تاکہ وہ لوگون مین جس بارہ مین انکا اختلاف ہو اسکی بابت فیصلہ کرے -

یہان کتاب کو حاکم کہا گیا ہے اور وہ قول فیصل تو بیشک ہے مگر عامل نہین - غرض حکم ہر جگہہ بمعنی فیصلہ ہے اور اس مین کوئی شک نہین کہ جو شخص فرمودہ خدا کے خلاف فیصلہ کرے یعنی اسکے حرام کو حلال اور حلال کو حرام جانے وہ کافر ہے لیکن یہہ ایک اعتقادی جرم ہے نہ عملی -

دوئم - خدا فرماتا ہے :-

اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ط (پارہ نمبر ۱۶ - سورہ طٰہٰ - ع ۲)	بیشک ہمین وحی کے ذریعہ سے بتایا گیا ہے کہ عذاب یقیناً انہی لوگونکو ہوگا جو فرمودہ ربانی کو جھٹلائین اور حکم خدا سے روگردانی کرین -

اور ایک جگہہ فرمایا ہے :-

لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ط (پارہ نمبر ۳۰ - سورہ واللیل - ع ۱)	آگ مین وہی بدبخت لوگ داخل ہونگے جو خدا کے حکم کو جھٹلائین اور اوس سے روگردانی کرین -

یہان عذاب کو صرف کفار کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے حالانکہ قرآن وسنت مین گنہگارون کے لئے

بھی عذاب کا وعید ہے پس اگر گنہ گار کافر نہ ہون تو عذاب کا کفار سے مخصوص ہونا غلط ٹھہرتا ہے۔
لیکن ان بزرگوارون نے اس استدلال مین عجیب منطق سے کام لیا ہے کیونکہ اول تو جیسے اس صورت مین ایک طرف گنہ پر عذاب کا وعید ہے اور دوسری جانب کافرون کے ساتھ عذاب کی خصوصیت اسی طرح قرآن مین اکثر جگہہ فلاح ونجات کو مومنین کے ساتھ خاص کیا ہے۔ مثلاً ارشاد ہے :۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۱ سورہ بقرہ - ع)	اور (اے پیغمبر) جو کتاب (تم پر اتری) اور جو تم سے پہلے اتریں ان (سب) پر ایمان لاتے اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہین یہی لوگ اپنے پروردگار کے سیدھے رستہ پر ہین اور یہی لوگ (آخرت مین من مانی) مرادین پائین گے۔

اور فرمایا ہے :۔

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۭ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۱۸ - سورہ نور - ع)	مسلمانون کی شان تو یہ ہے کہ ان کو جب خدا اور اسکے رسول کیطرف بلایا جاتا ہے کہ ان مین (انکے باہمی جھگڑون کا) چکوتہ کر دین تو بس وہ (دو ٹوک بات) کہدیتے ہین کہ ہمنے (طلبی کا حکم) سنا اور (خدا رسول کا حکم) مانا اور یہی لوگ (آخرت مین) فلاح پائین گے۔

اور کہین اعمال نیک پر فلاح کی نوید دی ہے۔ مثلاً

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۲۱ سورہ روم - ع)	پس (اے پیغمبر) رشتہ دار کو اسکا حق دیتے رہو اور محتاج اور مسافر کو (ان کا حق) جو لوگ خدا کی رضامندی کے طالب ہین یہ انکے لیے بہتر ہے اور یہی لوگ (آخرت مین) فلاح پانے والے ہین۔

اور

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۲۸ سورہ تغابن - ع)	اور جو شخص اپنے بخل طبعی سے محفوظ رکھا جائے تو آخرت مین ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہین۔

پس جس طرح وہان کفار کی خصوصیت عذاب کے سبب ایمان والون کو محض گناہ سے کفار مین شامل کر لیا گیا ہے لازم آتا ہے کہ یہان ایمان نہ رکھنے والون کو محض مستحقین کا حق دینے اور حرص سے بچنے پر مومنین مین شامل کر لیا جائے ورنہ فلاح کا مومنین سے خاص ہونا غلط ٹھہرتا ہے حالانکہ ان کے نزدیک

بھی صرف فعل نیک کرنے سے کوئی شخص مومن اور فلاح یاب نہین ہوتا جبتک اسکے دل مین تصدیق
نہ ہو۔ اور اگر یہان نیک عمل کرنے والون کے لئے ایمان کی شرط پر فلاح مل سکتی ہے تو وہان بھی گنہ گارون
کے لئے انکار خدا و رسول کی شرط پر دائمی عذاب ہوگا۔ اور دوسرے جو مطلب اس قسم کی آیتون
سے بادی النظر سمجھہ مین آتا ہے وہ یہہ ہے کہ سوا منکرین و مکذبین کے اور کوئی عذاب نہ پائیگا۔ پس اگر
صرف اس سطحی مطلب پر کاربند ہونا مقصود تھا اور دیگر احکام قرآنی کو نظر انداز کر دینا تھا تو یہہ اعتقاد
کیا ہوتا کہ گنہ گار جو منکر اور مکذب نہون ہرگز عذاب نہ پائین گے اور سیدھے جنت مین جگہہ لینگے۔ کیونکہ
عذاب انکار کرنے والون کے ساتھہ مختص ہے۔ اور اگر تدبر کو کام مین لانا اور تمام مقدمات قرآنیہ کو ملا کر
نتیجہ اخذ کرنا تھا تو جہان فکر کو اس قدر تکلیف دی کہ گناہگارون کے عذاب کی خبر کو قابل توجہ سمجھا گیا اور
دونون باتون کو ملا کر نتیجہ نکالا وہان ایک نظر ادن آیات پر بھی ڈالی ہوتی جن مین ان بیکسون پر رحم کھانے
اور ان کے جرائم سے در گذر کرنے اور فضل و مغفرت کے سایہ مین بسنے کی نوید ہے اور اس قسم کی آیتین
جیسا ہم ذکر کر چکے ہین قرآن مجید مین بکثرت ہین اور پھر ان سب کو ملا کر دیکھا ہوتا کہ ایک طرف کفار یعنی
منکرین ارشاد خداوندی کے لئے دائمی عذاب اور عدم مغفرت کا ناطق فیصلہ ہے اور دوسری جانب
گرفتاران ہوا و ہوس کے لئے انکی لغزشون پر کسی صورت مین سزا اور کسی حالت مین مغفرت کا وعدہ ہے
اور ان سب قسمون کی کچھہ کچھہ آیتین اوپر ذکر ہو چکی ہین اور پھر یہان فرمایا گیا ہے کہ دوزخ حقیقت مین انہی
لوگون کے لئے ہے جو ہمین نہ مانتے ہون۔ ان سب مضامین کو پیش نظر رکھنے سے معلوم ہو جاتا کہ
اختلاف اور تعارض ہرگز نہین جسکو دور کرنیکے لئے تاویل کیجائے کیونکہ جب گنہ گار بعض مغفرت کے اثر سے
اور بعض اپنی سزائے اعمال بھگت کر اپنے قلبی اذعان اور اعتقاد کی برکت سے ہاویہ جہنم سے نکل آئین گے
تو حقیقت مین جہنم انکا حصہ نہوا بلکہ ایک عارضی اور چند روزہ جائے قیام ٹھہرا اور اصلی باشندے اور حقیقی
حقدار وہی لوگ ہوئے جو ہمیشہ کے لئے اس مین رہین گے پس وہ ایک ہی مضمون ہے جسکو کبھی یون بیان کیا
گیا کہ منکرین جہنم مین ہمیشہ رہین گے۔ اور کہین یون ادا ہوا کہ حقیقت مین عذاب انہی لوگون کو ہے یا حقیقت مین
دوزخ مین پڑنے والے وہی لوگ ہین جو ہماری تکذیب کرتے ہین۔ غرض یہہ حکم یعنی دوزخ کی حقیقی وراثت منکرین
کے سوا کسی اور مین نہین پائی جاتی تا خواہ نخواہ اسکو منکر اور کافر مان کر خصوصیت کو درست کیا جائے اور اس لئے
گنہ گار ان آیتون سے کافر نہین ٹھہرتے۔ اب ہم پر بار ثبوت صرف اس امر کا ہے کہ یہان جو عذاب سے

عذاب کامل اور دخول فی النار سے دخول حقیقی مراد لیا ہے اسکی نظیر قرآن شریف سے دین سو یہ محاورہ قرآن مجید مین بکثرت ہے۔ مثلاً فرمایا ہے:-

وَلَا تُؤْمِنُوٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ - (پارہ نمبر ۳ - سورہ آل عمران - ع ۸)	اور جو تمہارے دین کی پیروی کرے اسکے سوا دوسرے کا اعتبار نہ کرو (اے پیغمبر انسے) کہدو کہ (اصلی) ہدایت تو (وہی) اللہ کی ہدایت ہے۔

اور

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ (پارہ نمبر ۷ - سورہ انعام - ع ۹ -)	(اے پیغمبر انسے) کہدو کہ اللہ کا (بتایا ہوا) رستہ وہی سیدھا رستہ ہے اور ہم (مسلمانون) کو (تو یہی) حکم ملا ہے کہ پروردگار عالمین کے فرمان بردار بندے ہو کر رہین۔

یہان اللہ سے ہدایت کامل مراد ہے ورنہ ہدائت ناقص اور کسی ایک آدھ معاملہ مین راہ صواب دکھانا تو منکرین مین بھی پایا جاتا ہے اور فرمایا ہے:-

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۠ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ (پارہ نمبر ۹ - سورہ انفال - ع ۲)	تو (مسلمانو!) کافرون کو تم نے قتل نہین کیا بلکہ ان کو اللہ نے قتل کیا اور (اے پیغمبر) جب تم نے تیر چلائے تو تم نے تیر نہین چلائے بلکہ اللہ نے تیر چلائے۔

یہان قتل اور رمی سے قتل واقعی اور رمی حقیقی مراد ہے ورنہ بظاہر قتل و رمی کا ظہور انسانون کے ہاتھ پر ہوا تھا۔ یہ ضرور ہے کہ اس قسم کی مراد کے لئے قرینہ ہونا چاہئے سو آیات زیر بحث مین قرینہ وہی آیات خلود کفار اور مغفرت فساق ہین جنکا حوالہ دیا گیا ہے اور نیز یہان عذاب ابدی اور دخول دائمی مراد ہونے سے وہ لوگ بھی انکار نہین کر سکتے ورنہ لازم آتا ہے کہ کفار ہمیشہ عذاب مین نہ رہین اور جب یہان عذاب سے یقیناً دائمی عذاب مراد ہے تو قطع نظر امور مذکورہ بالا کے یون بھی جواب ہو سکتا ہے کہ گنہ گارون کے لئے اس قسم کے عذاب کا وعدہ ہی نہین تا انکے کافر نہ ہونے پر اس عذاب کی خصوصیت غلط ٹھہرے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

ایمان کو محض تصدیق قلبی ثابت کر نیمین کسی قدر تفصیل سے کام لیا گیا ہے کیونکہ یہ قاعدہ آئندہ تحقیق مین غالباً بہت کام دیگا۔ اب نفس مطلب کو شروع کیا جاتا ہے اور تعریف ایمان دریافت کرنے کے لئے تمام ان آیات کو جن مین کسی چیز پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے یا اسکو نہ ماننے پر کافر کہا گیا ہے یا عذاب

دائمی کا وعید دیا گیا ہے بالتفصیل لکھا جاتا ہے +

آیات ایمان باللہ

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (پارہ نمبر۱ سورہ بقرہ - ع۳)	(لوگو!) کیونکر تم خدا کا انکار کر سکتے ہو حالانکہ (تمہارا حال یہ ہے کہ) تم بے جان تھے تو اُسنے تم مین جان ڈالی پھر (وہی) تمکو مارتا ہے پھر وہی قیامت کو تمہین جلائیگا پھر اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔
بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (پارہ نمبر۱ - سورہ بقرہ - ع۱۳)	بلکہ واقعی بات تو یہ ہے کہ جس نے خدا کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور وہ نکوکار بھی ہے تو اوسکے لئے اسکا اجر پروردگار کے ہان (موجود) ہے اور (قیامت کے دن) ایسے لوگوں پر نہ (کسی قسم کا) غم (طاری) ہوگا اور نہ وہ آزردہ خاطر ہون گے۔
اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (پارہ نمبر۱ - سورہ بقرہ - ع۱۶)	جب ان سے انکے پروردگار نے کہا کہ (ہماری ہی) فرمانبرداری کرو (تو انہون نے) کہا کہ مین سارے جہان کے پروردگار کا (یعنی تیرا ہی) فرمانبردار ہون
لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَىِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ (پارہ نمبر۳ - سورہ بقرہ - ع۳۴)	دین مین زبردستی (کا کچھہ کام) نہین۔ گمراہی سے ہدایت (الگ) ظاہر ہوچکی ہے۔ تو جو جھوٹے معبودون کو نہ مانے اور اللہ (ہی) پر ایمان لائے تو اس نے مضبوط رسی پکڑ رکھی ہے جو ٹوٹنے والی نہین اور اللہ (سب کی) سنتا اور (سب کچھہ) جانتا ہے۔
فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِىَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۗ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ۗ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ (پارہ نمبر۳ سورہ آل عمران ع۲)	(اے پیغمبر) اگر (اہل کتاب) اسپر بھی تم سے حجت کرین تو (انسی) کہدو کہ مینے تو خدا کے آگے اپنا سر تسلیم خم کر دیا اور جو لوگ میری پیروی مین (انکا بھی یہی حال ہے) اور اہل کتاب اور (عرب کے) جاہلون سے کہو کہ تم بھی اسلام لاتے ہو؟ (یا نہین) پس اگر اسلام لائے ہین تو بیشک راہ راست پر ہولئے اور اگر منہ موڑین تو (اے پیغمبر) تمپر (حکم الٰہی کا) پہنچا دینا ہی اور بس اور اللہ بندون (کے حال) کو خوب دیکھہ رہا ہے۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ٣۔ سورہ آل عمران۔ ع)	(اے پیغمبر انسے) کہو کہ ای اہل کتاب آؤ ایسی بات کیطرف (رجوع کرو) جو ہمارے اور تمہارے درمیان مین (یکسان مانی جاتی) ہو کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرین اور کسی چیز کو اسکا شریک نہ ٹھہرائین اور اللہ کے سوا ہم مین سے کوئی کسی کو (اپنا) مالک نہ سمجھے پس (اگر یہی سیدہی بات کے ماننے سے منہ موڑین) تو (ای مسلمانو انسے) کہو کہ تم گواہ رہنا کہ ہم تو (صرف ایک ہی خدا کو) ماننے والے ہین۔
إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى إِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ (پارہ نمبر ٥۔ سورہ نساء۔ ع)	اللہ تو اس (جرم) کو معاف کرنیوالا ہے نہین کہ اسکے ساتھ (کسی اور کو) شریک گردانا جائے۔ ہان اسکے سوا جو گناہ جسکو چاہے معاف کردے اور جسنے (کسی کو خدا) کا شریک گردانا تو اسنے (خدا پر بڑا طوفان) باندھا جو بہت ہی بڑا گناہ ہے۔
إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝ (پارہ نمبر ٥۔ سورہ نساء۔ ع ١٨)	اللہ یہ (گناہ) تو معاف کرتا نہین کہ اسکے ساتھ (کسی کو) شریک گردانا جائے اور اس سے کم جسکو چاہے معاف کرے۔ اور جسنے اللہ کے ساتھ (کسی کو) شریک گردانا وہ (راہ راست سے) بڑی دور بھٹک گیا۔
وَمَنْ أَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝ (پارہ نمبر ٥۔ سورہ نساء۔ ع ١٨)	اور اس شخص سے کس کا دین بہتر (ہوسکتا) ہے جسنے اللہ کے آگے سر (تسلیم) خم کردیا۔ اور وہ نکوکار بہی ہے اور ابراہیم کے مذہب پر چلتا ہے کہ وہ ایک ہی (خدا) کے ہو رہے تہے اور ابراہیم کو اللہ نے اپنا (بندہ) مخلص بہی قرار دیا تہا۔
لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْ إِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ إِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوٰهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ	جو لوگ کہتے ہین کہ خدا تو یہی مریم کے بیٹے مسیح ہین یہ لوگ (اس کہنے سے) بیشک کافر ہوگئے۔ اور مسیح (تو یون) سمجھایا کرتے تہے کہ ای بنی اسرائیل اللہ (ہی) کی عبادت کرو کہ وہ میرا (بہی) پروردگار ہے اور تمہارا (بہی) پروردگار (ہے اور) اسمین شک نہین کہ جو اللہ کے ساتھ (کسی کو بہی) شریک گردانے تو اللہ کیطرف سے بہشت اوسپر حرام ہوچکی اور اسکا ٹھکانا

اَنْصَارٍ ۝ (پارہ نمبر ۶۔ سورہ مائدہ۔ غ۱)	دوزخ ہے اور (ایسے) ظالمون کاکوئی بہی مددگار نہین۔
قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ (پارہ نمبر ۸۔ سورہ انعام۔ ع۱۹)	(اے پیغمبران لوگوں سے) کہو کہ (ادہر) آؤ مین تمکو وہ چیزین پڑہکر سناؤن جو اللہ نے تمپر حرام کی ہین (وہ) یہ کہ کسی کو خدا کا شریک مت ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرتے رہو۔
مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ (پارہ نمبر ۱۴ سورہ نحل۔ ع۱۴)	جو شخص (کفر پر) مجبور کیا جائے مگر اُسکا دل ایمان کیطرف سے مطمئن ہو اس سے کچہ مواخذہ نہین لیکن جو شخص ایمان لائے پیچھے خدا کے ساتھ کفر کرے اور کفر بہی کرے تو جی کہول کر تو ایسے لوگون پر خدا کا غضب اور انکے لئے بڑا (سخت) عذاب ہے۔
قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝ (پارہ نمبر ۱۶ سورہ کہف۔ ع۱۲)	(اے پیغمبران لوگوں سے) کہو کہ مین (بہی تو) تم جیسا بشر ہی ہون (مجہہ مین تم مین صرف اتنا فرق ہے کہ) میری پاس (خدا کی طرف سے) یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (وہی اکیلا) ایک معبود ہے تو جکو پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو چاہیے کہ نیک عمل کرے اور کسی کو اپنے پروردگار کی عبادت مین شریک نکرے
قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۱۷۔ سورہ انبیاء۔ ع۶)	(اے پیغمبران لوگوں سے) کہو کہ میری طرف تو اسی بات کی وحی آتی ہے کہ صرف خدائے واحد ہی تمہارا معبود ہے تو کیا تم (اسکے بندہ) فرمانبردار بنتے ہو (یا نہین)۔
وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۱۸۔ سورہ مومنون۔ ع۶)	اور جو شخص خدا کے سوا کسی اور معبود کو (اپنی حاجت روائی کیلئے) بلاتا ہے (اور) اسکے پاس اس (شرک کرنے) کی کوئی دلیل (تو ہے) نہین تو بس اسکے پروردگار ہی کے ہان اسکا حساب ہونا ہے (مگر معلوم رہے کہ) کافرونکو کسی طرح (فلاح ہونیکی نہین۔
قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (پارہ نمبر ۲۴ سورہ زمر۔ ع۷)	(اے پیغمبران لوگوں سے) کہو کہ اے نادانو کیا تم مجہے (یہ) صلاح دیتے ہو کہ خدا کے سوا (کسی اور) کی عبادت کرون اور (بلا شبہ اے پیغمبر تمپر اور تمسے پہلے سب نبیون پر وحی بہیجی جا چکی ہے کہ اگر تمنے شرک کیا تو ضرور تمہارے ساری عمل ضبط ہوجائینگے اور ضرور تم گھاٹے مین آجاؤ گے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۲۴- سورہ حٰم سجدہ- ع)	بیشک جن لوگون نے اقرار کیا کہ اللہ ہی ہمارا پروردگار ہی پہر (اسی عقیدہ پر) جمے رہے (تو مرتے وقت رحمت کے فرشتے) انپر نازل ہونگے (اور انسی کہین گے) کہ نہ (تو آیندہ کا کوئی) اندیشہ کرو اور نہ (گذشتہ کا کچھہ) رنج اور بہشت جسکا تم سے وعدہ کیا گیا تہا اب اسکی خوشیان مناؤ-
اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۲۶- سورہ احقاف- ع ۲)	بیشک جن لوگون نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پہر (اسی عقیدے پر آخر تک) جمے رہے تو (آخرت مین نہ تو انپر (کسی قسم کا) خوف (طاری) ہوگا اور نہ وہ (کچھہ) آزردہ خاطر ہون گے-
وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ (پارہ نمبر ۲۷ سورہ ذاریات- ع)	اور خدا کے ساتھہ کوئی دوسرا معبود نہ ٹہراؤ مین اسکی طرف سے تم کو (اسکے عذاب سے) صاف طور پر ڈراتا ہون-
قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰی تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ (پارہ نمبر ۲۸- سورہ ممتحنہ- ع)	(مسلمانو!) ابراہیم اور جو لوگ انکے ساتھہ تہے پیروی کرنیکو تمہارے لئے انکا ایک اچھا نمونہ ہو گذرا ہی جبکہ انہون نے اپنی قوم سی کہا کہ ہم تو تم سے اور تمہارے ان (معبودون) سی جنکی تم خدا کی سوا پرستش کرتے ہو کچھہ (بہی) سروکار نہین رکہتے اور تم لوگون کے (عقیدون کو بالکل) نہین مانتے- اور ہم مین اور تم مین (کُہلم کہلا) دشمنی اور عداوت (قایم) ہوگئی ہے اور یہ (دشمنی تو) ہمیشہ کیلئے (رہی) جب تک تم اکیلے خدا پر ایمان نہ لاؤ-
وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَیَعْمَلْ صَالِحًا یُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ۝ (پارہ نمبر ۲۸ سورہ طلاق- ع)	اور جو شخص خدا پر ایمان لائیگا اور نیک عمل کریگا خدا اسکو (بہشت کے ایسے) باغون مین داخل کریگا جنکے تلے نہرین بہ رہی ہونگی (اور وہ) ان مین سدا کو (اور ہمیشہ) ہمیشہ رہین گے- اللہ نے (دیہ) انکو خوب ہی روزی دی-

آیات ایمان بالرسول

یَوْمَئِذٍ یَّوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ	جن لوگون نے (دین حق قبول کرنیسے) انکار کیا اور رسول (کے حکم)

لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ۝ (پارہ نمبر ۵ - سورہ نساء - ع ۶)	کی نافرمانی کی اسدن تمنا کرینگے کہ ای کاش (زمین مین گاڑکر) کوئی انپر (اوپر سے) مٹی پھیردی اور (یہ لوگ اسدن) خدا سے کوئی بات چھپا نہی سکین گے۔
فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (پارہ نمبر ۵ - سورہ نساء - ع ۹)	پس (ای پیغمبر) تمہاری (ہی) پروردگار کی قسم ہی کہ جبتک یہ لوگ اپنے باہمی جھگڑے تم ہی سی نہ فیصلہ کروائین اور جو کچھہ تم فیصلہ کردو اس سے کسی طرح دلگیر بہی نہون بلکہ (دل و جان سے اسکو) قبول کرین (غرض جبتک یہ سب باتین نکرین تب تک) انکو ایمان سی کچھہ بہرہ نہین۔
مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝ (پارہ نمبر ۵ - سورہ نساء - ع ۱۱)	جس نے رسول کا حکم مانا اس نے اللہ ہی کا حکم مانا اور پھر جو پھر بیٹھا تو (اے پیغمبر تم سے اسکی کچھہ باز پرس نہین کیونکہ) ہم نے تمکو کچھہ ان لوگون کا پاسبان (بناکر) نہین بہیجا۔
وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ (پارہ نمبر ۵ - سورہ نساء - ع ۱۷)	اور جو شخص راہ راست ظاہر ہوئے پیچھے پیغمبر سے کنارہ کش رہی اور مسلمانون کے رستہ کے سوا (دوسرے رستہ) ہولے تو جو (رستہ) اسنے اختیار کیا ہی ہم اسکو اسی رستے چلائے جاینگے اور (آخر کار) اسکو جہنم مین (لیجا) داخل کرینگے اور وہ (بہت ہی) بری جگہہ ہے۔
كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ۝ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ (پارہ نمبر ۲۷ - سورہ قمر - ع ۱)	ان لوگون سے پہلے نوح کی قوم نے (بہی مطلق رسالت کا انکار کرکے تمام پیغمبرون کو) جھٹلایا تہا (اور بالجملہ) ہمارے بندے نوح کو بہی جھٹلایا اور کہا کہ (یہ) دیوانہ ہی اور انکو جھڑکیان دیگئین تو انہون نے اپنے پروردگار سے فریاد کی کہ مین (انکے ہاتھ سے) عاجز ہون سو تو ہی (میرا) بدلہ لے تو ہمنے موسلادہار پانی سے آسمان کے پٹ کہولدیئے۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (پارہ نمبر ۲۷ - سورہ حدید - ع ۴)	(اے) مسلمانو! اللہ سے ڈرتے رہو اور (سچے دل سے) اسکے پیغمبر (محمد) پر ایمان لاؤ کہ خدا اپنی رحمت سے تمکو دوہرا حصہ دے اور تمکو ایسا نور عنایت کرے جس (کی روشنی) مین تم چلو اور تمہارے گناہ بخشے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

آیات ایمان بالکتاب

وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ	اور اس قرآن پر ایمان لاؤ جو ہم نے (اب) نازل کیا ہے (اور وہ)

وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ ۖ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ ۝ (پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ع ۵)	اس (کتاب توریت) کی تصدیق کرتا ہے جو تمہارے پاس ہے اور (سب سے) پہلے اسکے منکر نہ ہو اور ہماری آیتون کے معاوضہ مین تہوڑی قیمت نہ حاصل کرو اور ہم ہی سے ڈرتے رہو۔
ثُمَّ أَنْتُمْ هَٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِنْكُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَإِنْ يَأْتُوكُمْ أُسَارَىٰ تُفَادُوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ ۚ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ (پارہ نمبر ۱ سورہ بقرہ ع ۱۰)	پہر وہی تم ہو کہ اپنون کو مارتے اور نیز اپنون مین سے کچہہ لوگون کے مقابلہ مین ناحق اور زبردستی ایکدوسرے کے مددگار بنکر انکو انکے شہر و دیس نکالا دیتے ہو اور وہی لوگ اگر (کہین) قید ہو کر تمہارے پاس (مدد) کو آئین تو تم چنٹی بہر کر انکو چہڑا لیتے ہو حالانکہ (سرے سے) انکو نکالدینا ہی تمکو روا نتہا تو کیا کتاب (الہی) کی بعض باتون کو مانتے ہو اور بعض کو نہین مانتے تو جو لوگ تم مین سے ایسا کرین اسکے سوا انکا اور کیا بدلہ ہوسکتا ہے کہ دنیا کی زندگی مین (انکی) رسوائی ہو اور (آخرکار) قیامت کے دن بڑے ہی سخت عذاب کی طرف لوٹا دیئے جائین اور جو کچہہ بہی تم لوگ کرتے ہو اللہ اس سے بے خبر نہین۔
وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ ۚ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ (پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ ع ۱۱)	اور جب خدا کی طرف سے انکے پاس قرآن اترا (اور وہ) اس (کتاب) کی جو انکے پاس ہے تصدیق (بہی) کرتا ہے اور اس سے پہلے (اسی کی توقع پر) منکرون کے مقابلے مین اپنی فتح کی دعائین مانگا کرتے تہے تو جب وہ چیز جسکو جانے پہچانے ہوئے تہے آموجود ہوئی تو لگے اسکا انکار کرنے پس منکرون پر خدا کی پہٹکار۔
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَىٰ أَدْبَارِهَا أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ۝ (پارہ نمبر ۵ - سورہ نساء ع ۶) -	اے اہل کتاب (قرآن) جو ہم نے نازل فرمایا ہے اور وہ اس (کتاب) کی تصدیق بہی کرتا ہے جو تمہارے پاس ہے اسپر ایمان لے آؤ (مگر) اس سے پہلے کہ (لوگون کے) منہ بگاڑ کر ہم انکی گدیون مین لگادین یا جس طرح ہم نے اصحاب سبت کو پہٹکار دیا اسی طرح انکو بہی پہٹکار دین اور جو خدا کو منظور ہے وہ تو ہو کر رہے گا۔
وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ	اور جو خدا کی اُتاری ہوئی (کتاب) کے مطابق حکم نہ دے تو یہی

هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۶ سورہ مائدہ ع ۶)	لوگ کافر ہین۔
وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ۝ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ (پارہ نمبر ۱۵ سورہ بنی اسرائیل۔ ع ۱۲)	اور قرآن کو ہم نے تہوڑا تہوڑا کر کے (اس مصلحت سے) اتارا کہ تم مہلت کے ساتہ اسے لوگون کو پڑہ کر سناؤ اور اسی لیے ہم نے اسے رفتہ رفتہ اُتارا (اے پیغمبران سے) کہو کہ تم قرآنکو مانو یا نہ مانو جن لوگون کو قرآن سے پہلے (آسمانی کتابونکا) علم دیا گیا ہی انکا تو یہ حال ہے کہ جب ان کے روبرو پڑہا جاتا ہے تو ٹہوڑیون کے بل سجدہ مین گر پڑتے ہین اور کہنے لگتے ہین کہ ہمارا پروردگار پاک (ذات) ہے بیشک ہمارے پروردگار کا وعدہ پورا ہونا ہی تہا۔
فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝ (پارہ نمبر ۱۵ سورہ کہف ع ۱)	تو اے پیغمبر اگر (یہ لوگ) اس بات کو نہ مانین تو شاید تم مارے افسوس کے اپنے تئین ہلاک کر ڈالو گے۔
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ښ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ۨ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝ (پارہ نمبر ۲۲ سورہ سبا۔ ع ۴)	اور کفار کہتے ہین کہ ہم تو اس قرآن کو کبہی بہی نہ مانین اور نہ اس سے پہلی (کتابون) کو (مانین) اور (اے پیغمبر) کاش تم دیکہو جب (قیامت کے دن یہ) ظالم اپنے پروردگار کے حضور مین (جواب دہی کے لئے) کہڑے کیے جائینگے (اور) ایک کی بات ایک رد کر رہا ہوگا کہ کمزور (یعنی ادنی درجہ کے لوگ) بڑے لوگون سے کہین گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آئے ہوتے۔
فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۔ (پارہ نمبر ۲۵ سورہ شوریٰ ع ۲)	تو (اے پیغمبر تم تو (لوگون کو) اسی (دین) کیطرف بلاتے رہو اور (خود بہی) جیسا حکم دیا گیا ہے (اسپر) قایم رہو اور ان (لوگون) کی خواہشون پر نہ چلو اور (انسے) کہدو کہ کتاب (کی قسم) سے جو کچہہ اتارا گیا ہے میرا تو سب پر ایمان ہے۔
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰي مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝	اور جو لوگ ایمان لائے اور انہون نے نیک عمل بہی کئے اور (قرآن) جو محمد پر نازل ہوا ہے اسپر (بہی) ایمان لائے اور وہ برحق ہے (اور) انکے پروردگار (ہی) کی طرف سے نازل ہوا ہے خدا نے انکے گناہ انپر سے

سجدہ

ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ (پارہ نمبر ۲۶ - سورہ محمد - ع)	اتار دیئے اور انکی حالت بھی درست کر دی۔ یہ اختلاف حالت اس لئے ہے کہ جن لوگون نے دین حق کو نہ مانا وہ غلط رستہ پر چلے اور جو ایمان لائے وہ اپنے پروردگار کے ٹھیک رستہ پر چلے یون اللہ لوگون کے سمجھنے کے لئے ان کے حالات بیان فرماتا ہے۔

آیات ایمان بالقیامۃ

لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (پارہ نمبر ۱۴ - سورہ نحل - ع)	بری (بری) باتین تو انہی لوگون کے مناسب حال ہین جو (کافر ہین اور روز) آخرت کا یقین نہین کرتے۔ اور اللہ کی شان کے مناسب تو وہی باتین ہین (جو عمدہ سے عمدہ اور اعلی سے اعلی ہین اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔
وَاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا (پارہ نمبر ۱۵ - سورہ بنی اسرائیل ع)	اور (قرآن لوگون کو) یہ بھی (سمجھاتا ہے) کہ جو لوگ آخرت کا یقین نہین رکھتے ان کے لئے ہمنے عذاب دردناک تیار کر رکھا ہے۔
وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُوْنَ (پارہ نمبر ۱۸ سورہ مومنون ع)	اور جن لوگون کو آخرت کا یقین نہین وہ (سیدھے) رستے سے ہٹے ہوئے ہین۔
اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ (پارہ نمبر ۱۹ سورہ نمل - ع)	جو لوگ روز آخرت کا یقین نہین رکھتے ہمنے ان کے اعمال انکو عمدہ کر دکھائے ہین تو یہ لوگ بھٹکے بھٹکے پھرتے ہین یہی لوگ ہین جنکو بری طرح کا عذاب ہونا ہے اور یہی ہین جو آخرت مین (سب سے زیادہ) نقصان مین رہین گے۔
اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ (پارہ نمبر ۲۴ سورہ مومن ع)	قیامت تو ضرور آنی ہے اس مین کسی طرح کا شک نہین۔ مگر اکثر لوگ (اسکا) یقین نہین کرتے۔
كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ	ثمود اور عاد (دونون) نے (اس) کھڑکھڑا دینے والے (دن) کو جھٹلایا سو ثمود تو (ایک بڑی زور کی) کڑک (کے صدمے) سے ہلاک کئے گئے رہے عاد سو وہ (بھی) زناٹے کی آندھی سے ہلاک کر دیئے گئے کہ برابر سات رات اور آٹھ دن وہ (ہوا) خدا نے ان پر چلائے رکھی تو

فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝
(پارہ نمبر ۲۹ سورہ الحاقہ - ع ۱)

(اے مخاطب) تو (ان) لوگون کو اس (آندھی) مین اس طرح (ڈھے) پڑے دیکھتا جس طرح کھجورون کے کھوکھلے بوتے۔

آیات ایمان باللہ والرسول

مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ
عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۗ
وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ
وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ ۖ
فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا
فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ (پارہ نمبر ۴ سورہ آل عمران ع ۱)

(منافقو) اللہ ایسا نہین کہ جس حال مین تم ہو اچھے برے کی تمیز کیے بغیر اسی حال پر مومنون کو (تمہارے ساتھ ملا جلا) رہنے دے اور اللہ ایسا بھی نہین کہ تمکو غیب کی باتین بتا دے ہان اللہ اپنے رسولون مین سے جسکو چاہتا ہے انتخاب فرما لیتا ہے (اور انکو بقدر مناسب بتا دیتا ہے) تو اللہ اور اسکے رسولون پر ایمان لاؤ اور اگر ایمان لاؤگے اور (نفاق سے) بچتے رہوگے تو تمکو بڑا اجر ملیگا۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ
أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ
نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ
أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۝ أُولَٰئِكَ
هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ
عَذَابًا مُهِينًا ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ
وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ أُولَٰئِكَ
سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ ۗ وَكَانَ اللَّهُ
غَفُورًا رَحِيمًا ۝ (پارہ نمبر ۶ سورہ نساء - ع ۲۱)

جو لوگ اللہ اور اوسکے رسولون سے برگشتہ ہین اور اللہ اور اُسکے رسولون مین جدائی ڈالنی چاہتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم بعض (پیغمبرون) کو مانتے ہین اور بعض کو نہین مانتے اور چاہتے ہین کہ (پیغمبرون مین مغایرت ڈالکر) کفر و ایمان کے بیچ بیچ مین (کوئی) رستہ اختیار کرین تو ایسے لوگ یقیناً کافر ہین اور کافرون کے لئے ہمنے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولون پر ایمان لائے اور ان مین سے کسی ایک کو دوسرے سے جدا نہ سمجھا تو ایسے ہی لوگ ہین جنکو اللہ (آخرت مین) انکے اجر عطا فرمائیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۖ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ ۚ انْتَهُوا
خَيْرًا لَكُمْ ۚ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ سُبْحَانَهُ
أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ ۘ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي
الْأَرْضِ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝ (پارہ نمبر ۶ سورہ نساء ع ۲۳)

تو اللہ اور اسکے رسولون پر ایمان لاؤ اور تین (خدا) نہ کہو (اس سے) باز آؤ کہ یہ تمہارے حق مین بہتر ہے بس اللہ ہی اکیلا معبود ہے وہ اس سے بری ہے کہ اسکے کوئی اولاد ہو اسی کا ہے جو کچھ آسمانون مین ہے اور جو زمین مین ہے اور اللہ (سب کا) کارساز بس ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَذٰلِكَ یَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ (پارہ نمبر ۲۶ - سورہ محمد - ع)	اتار دیئے اور انکی حالت بھی درست کر دی۔ یہ اختلاف حالت اس لئے ہے کہ جن لوگون نے دین حق کو نہ مانا وہ غلط رستہ پر چلے اور جو ایمان لائے وہ اپنے پروردگار کے ٹہیک رستہ پر چلے یون اللہ لوگون کے سمجھنے کے لئے ان کے حالات بیان فرماتا ہے۔

آیات ایمان بالقیامۃ

لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (پارہ نمبر ۱۴ - سورہ نحل - ع)	بری (بری) باتین تو انہی لوگون کے مناسب حال ہین جو (کافر ہین اور روز) آخرت کا یقین نہین کرتے۔ اور اللہ کی شان کے مناسب تو وہی باتین ہین جو عمدہ سے عمدہ اور اعلیٰ سے اعلیٰ ہین اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔
وَاَنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا (پارہ نمبر ۱۵ سورہ بنی اسرائیل ع)	اور (قرآن لوگون کو) یہ بھی (سمجھاتا ہے) کہ جو لوگ آخرت کا یقین نہین رکھتے ان کے لئے ہمنے عذاب دردناک تیار کر رکھا ہے۔
وَاِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُوْنَ (پارہ نمبر ۱۸ سورہ مومنون ع)	اور جن لوگون کو آخرت کا یقین نہین وہ (سیدھے) رستے سے ہٹے ہوئے ہین۔
اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَیَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ یَعْمَهُوْنَ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ (پارہ نمبر ۱۹ سورہ نمل - ع)	جو لوگ روز آخرت کا یقین نہین رکھتے ہمنے ان کے اعمال انکو عمدہ کر دکہائے ہین تو یہ لوگ بھٹکے بھٹکے پہرتے ہین یہی لوگ ہین جنکو بری طرح کا عذاب ہونا ہے اور یہی ہین جو آخرت مین (سب سے زیادہ) نقصان مین رہین گے۔
اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ لَّا رَیْبَ فِیْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ (پارہ نمبر ۲۴ سورہ مومن ع)	قیامت تو ضرور آنی ہے اس مین کسی طرح کا شک نہین۔ مگر اکثر لوگ (اسکا) یقین نہین کرتے۔
كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِیَةِ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِیَةٍ سَخَّرَهَا عَلَیْهِمْ سَبْعَ لَیَالٍ وَّثَمٰنِیَةَ اَیَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ	ثمود اور عاد (دونون) نے (اس) کہڑکہڑا دینے والے (دن) کو جھٹلایا سو ثمود تو (ایک بڑی زور کی) کڑک (کے صدمے) سے ہلاک کئے گئے رہے عاد سو وہ (بھی) زناٹے کی آندھی سے ہلاک کر دیئے گئے کہ برابر سات رات اور آٹھ دن وہ (ہوا) خدا نے ان پر چلائے رکھی تو

فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝ (پارہ نمبر ۲۹ سورہ الحاقۃ ع ۱)

(اے مخاطب) تو (ان) لوگون کو اس (آندھی) مین اس طرح ڈھیے پڑے دیکھتا جس طرح کھجورون کے کھوکھلے بوتے۔

آیات ایمان باللہ والرسول

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۗ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ ۖ فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ ۚ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ (پارہ نمبر ۴ سورہ آل عمران ع ۱)

(منافقو!) اللہ ایسا نہیں کہ جس حال مین تم ہو اچھے برُے کی تمیز کیے بغیر اسی حال پر مومنون کو (تمہارے ساتھ ملا جلا) رہنے دے اور اللہ ایسا ہی نہیں کہ تمکو غیب کی باتین بتا دے ہان اللہ اپنے رسولون مین سے جسکو چاہتا ہے انتخاب فرمالیتا ہے (اور انکو بقدر مناسب بتا دیتا ہے) تو اللہ اور اسکے رسولون پر ایمان لاؤ اور اگر ایمان لاؤ گے اور (نفاق سے) بچتے رہو گے تو تمکو بڑا اجر ملیگا۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ (پارہ نمبر ۶ سورہ نساء ع ۲۱)

جو لوگ اللہ اور اوسکے رسولون سے برگشتہ ہین اور اللہ اور اُسکے رسولون مین جدائی ڈالنی چاہتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم بعض (پیغمبرون) کو مانتے ہین اور بعض کو نہین مانتے اور چاہتے ہین کہ (پیغمبرون مین مغائرت ڈالکر) کفر و ایمان کے بیچ بیچ مین (کوئی) رستہ اختیار کرین تو ایسے لوگ یقیناً کافر ہین اور کافرون کے لئے ہمنے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولون پر ایمان لائے اور ان مین سے کسی ایک کو دوسرے سے جدا نہ سمجھا تو ایسے ہی لوگ ہین جنکو اللہ (آخرت مین) انکے اجر عطا فرمائیگا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ ۖ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ ۚ انْتَهُوا خَيْرًا لَكُمْ ۚ إِنَّمَا اللّٰهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ سُبْحَانَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ ۘ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَكَفَىٰ بِاللّٰهِ وَكِيلًا ۝ (پارہ نمبر ۶ سورہ نساء ع ۲۳)

تو اللہ اور اسکے رسولون پر ایمان لاؤ اور تین (خدا) نہ کہو (اس سے) باز آؤ کہ یہ تمہارے حق مین بہتر ہے بس اللہ ہی اکیلا معبود ہے وہ اس سے بری ہے کہ اسکے کوئی اولاد ہو اسی کا ہے جو کچھ آسمانون مین ہے اور جو زمین مین ہے اور اللہ (سب کا) کارساز بس ہے۔

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۷ سورہ مائدہ ع ۱۵)	اور جب ہمنے حواریون کو ایما کیا کہ ہمپر اور ہمارے رسول (عیسٰی) پر ایمان لاؤ تو انہون نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور (اے خدا) تو اس بات پر گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار (بندے) ہین۔
اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ۝ (پارہ نمبر ۱۰ سورہ توبہ ع ۸)	کیا انہون نے ابھی تک اتنی بات بھی نہین سمجھی کہ جو اللہ اور اُسکے رسول سے مخالفت کرتا ہے تو اسکے لئے دوزخ کی آگ (تیار) ہے جسمین وہ ہمیشہ رہیگا اور یہ بڑی ہی رسوائی کی بات ہے۔
اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (پارہ نمبر ۱۰ سورہ توبہ ع ۱۰)۔	(اے پیغمبر) تم انکے حق مین مغفرت کی دعا کرو یا مغفرت کی دعا نہ کرو (انکے لئے یکسان ہے) اگر تم انکے لئے ستر دفعہ بھی مغفرت کی دعا کروگے تو اللہ انہین ہرگز نہ بخشیگا یہ انکے اس فعل کی سزا ہے کہ انہون نے اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ کفر کیا اور اللہ (ایسے) سرکش لوگونکو (توفیق) ہدایت نہین دیا کرتا۔
وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓي اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰي قَبْرِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۱۰ سورہ توبہ ع ۱۱)	اور (اے پیغمبر) اگر ان مین سے کوئی مرجائے تو تم ہرگز اس (کے جنازہ) پر نماز نہ پڑھنا اور نہ اسکی قبر پر (جاکر) کھڑے ہونا (کیونکہ) انہون نے اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ کفر کیا اور سرکشی ہی کی حالت مین مر گئے۔
وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ۝ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ۭ بَلْ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۱۸ سورہ نور ع ۶ ۷)	اور (دو دلے لوگ) کہتے ہین کہ اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان لے آئے اور (خدا رسول کا) حکم مانا پھر اسکے بعد انمین کا ایک فریق (خدا رسول کے حکم سے) روگردانی کرتا ہے اور وہ (دل سے) مسلمان (ہی) نہین اور جب انکو خدا اور اسکے رسول کیطرف بلایا جاتا ہے تاکہ انمین (انکے باہمی جھگڑونکا) چکوتا کردین تو بس انمین کا ایک فریق کنارہ کرتا ہے اور اگر حق بجانب انکے ہو تو (دبے تاقی) کان دبائے رسول کیطرف (دوڑے) چلے آتے ہین کیا انکے دلین (کچھ بیماری) کا مرض ہے یا شک مین پڑے ہوئے ہین یا (اس بات سے) ڈرتے ہین کہ (کہین) اللہ اور اسکا رسول انکی حق تلفی (نہ) کردین (خدا رسول تو ایسے کیون ہونے لگے) بلکہ یہ آپ بے انصاف ہین (مسلمانونکی شان تو یہ ہے کہ ان) کو جب خدا اور اسکے رسول کیطرف بلایا جاتا ہے تاکہ انمین (انکے باہمی جھگڑونکا) چکوتا کردین تو کہتے ہین کہ ہمنے (طلبی کا حکم) سنا اور (خدا رسول کا) حکم مانا اور یہی لوگ (آخرت مین) فلاح پائین گے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ (پارہ نمبر ۱۸ - سورہ نور - ع ۹)	(سچے) مسلمان تو بس وہ ہین جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لائے ہین اور جب کسی ایسی بات کیلئے جس مین لوگون کے جمع ہونیکی ضرورت ہو پیغمبر کے پاس ہوتے ہین تو جب تک پیغمبر سے اجازت نہ لین (مجلس سے) اُٹھکر نہین جاتے (اے پیغمبر) جو لوگ (ایسے وقت) تمسے اجازت لیتے ہین وہی لوگ ہین (جو سچے دل سے) اللہ اور اسکے رسول کو مانتے ہین تو جب یہ لوگ اپنی کسی (ضروری) کام کے لئے تمسے (جانیکی) اجازت طلب کیا کرین تو تم انمین سے جسکو چاہو اجازت دیدیا کرو اور خدا سے انکی مغفرت کی دعا بھی کرو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے -
إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ (پارہ نمبر ۲۶ سورہ فتح ع ۱)	(اے پیغمبر) ہمنے تمکو (اپنی ذات صفات کا) گواہ (مومنون کو) خوشخبری دینے والا اور (کافرونکو) ڈرانیوالا (بناکر) بھیجا ہے (اور مسلمانو!) ہمنے انکو اسلئے پیغمبر بناکر بھیجا ہے) کہ تم اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ اور (دین کی مدد کرنے سے) خدا کی مدد کرو اور اسکا ادب ملحوظ رکھو اور صبح شام اسکی (تسبیح و تقدیس) مین لگے رہو-
وَمَن لَّمْ يُؤْمِن بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا ۝ (پارہ نمبر ۲۶ سورہ فتح ع ۲)	اور جو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان نہ لائے تو ہم نے (ایسے) کافرون کے لئے (جہنم کی) دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے-
إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ۝ (پارہ نمبر ۲۶ سورہ حجرات ع ۲)-	اور (سچے) مسلمان تو وہ ہین جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لائے اور پھر (کسی طرح کا شک (و شبہ) بھی نہ کیا اور اللہ کے رستہ مین اپنی جان و مال سے کوشش کی (حقیقت مین) یہی سچے مسلمان ہین-
آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُم مُّسْتَخْلَفِينَ فِيهِ ۖ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَأَنفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ ۝ (پارہ نمبر ۲۷ سورہ حدید ع ۱)	(لوگو!) اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اس (مال) مین سے جسکا تم کو (اگلون کا) جانشین (بناکر مالک) کردیا ہے (راہ خدا مین بھی) خرچ کرو جو لوگ تم مین سے ایمان لائے اور (راہ خدا مین) خرچ (بھی) کیا انکو بڑا اجر ملے گا-

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ (پارہ نمبر ۲۷ سورہ حدید - ع ۲)	اور جو لوگ اللہ اور اُسکے پیغمبرون پر (سچے دل سے) ایمان لائے یہی لوگ اپنے پروردگار کے ہان صدیقون اور شہیدون (کے درجے) مین ہونگے انکوان (ہی) کے سے اجر ملین گے اور ان (ہی) کا (سا) نور (ایمان) ان کے ساتھ ہوگا) اور جو لوگ ہماری آیتون سے انکار رکھتے اور (انکو) جھٹلایا کرتے ہین یہی لوگ دوزخی ہین -
سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ (پارہ نمبر ۲۷ سورہ حدید - ع ۳)	(لوگو!) اپنے پروردگار کی مغفرت کیطرف لپکو اور جنت کی (طرف لپکو) جسکا پھیلاؤ (اتنا) ہے جیسے آسمان و زمین (ملاکر دونو) کا پھیلاؤ (اور وہ) ان لوگون کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اسکے رسولون کو مانتے ہین یہ خدا کا فضل ہے جسکو چاہے عنایت کرے اور اللہ کا فضل بہت بڑا ہے۔
ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ (پارہ نمبر ۲۸ سورہ مجادلہ ع ۱)	یہ (حکم) اسلئے (دیا جاتا ہے) کہ تم لوگ اللہ اور اسکے رسول کو مانو اور یہ اللہ کی باندہی ہوئی حدین ہین اور جو لوگ منکر ہین انکو عذاب دردناک (ہونا) ہے۔ جو لوگ اللہ اور اُسکے رسول (حکم) کے برخلاف کرتے ہین (وہ آخرکار ایسے ہی) ذلیل ہونگے جیسے انسے اگلے (نافرمان) ذلیل ہوئے اور ہم تو اپنے کھلے کھلے احکام اُتار ہی چکے اور منکرون کو ذلت کا عذاب (ہونا) ہے۔
اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ۝ (پارہ نمبر ۲۸ سورہ مجادلہ ع ۳)	جو لوگ اللہ اور اُسکے رسول کے خلاف کرتے ہین (آخرکار) وہی ذلیل ترین لوگون مین ہون گے -
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (پارہ نمبر ۲۸ - سورہ حشر - ع ۱)	(اور) یہ اس سبب سے کہ انہون نے خدا اور اسکے رسول کی مخالفت کی اور جو خدا کی مخالفت کرے تو خدا کی مار (بڑی ہی) سخت ہے - +
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰي تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	(اے پیغمبر مسلمانون سے کہو) مسلمانو! (دکھو تو) مین تمکو ایسی سوداگری بتا دون؟ جو تمکو (آخرت کے) عذاب دردناک سے بچالے (وہ یہ ہے کہ) خدا اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ مین اپنے مال اور اپنی جانین لڑادو

بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (پاره نمبر ۲۸ - سوره صف - ع ۲)۔

یہہ تمہارے حق مین بہتر ہے بشرطیکہ تم کو سمجہہ ہو۔

آیات ایمان باللہ والکتاب

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

(پاره نمبر ۱ - سوره بقره - ع ۱۶)۔

(مسلمانو تم یہود ونصاریٰ کو یہ) جواب دو کہ ہم تو اللہ پر ایمان لائے ہین۔ اور (قرآن) جو ہمپر اترا (اس پر) اور (صحیفے) جو ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب پر (اترے) اُنپر اور موسیٰ اور عیسیٰ کو جو (کتاب) ملی (اسپر) اور جو (دوسرے) پیغمبرونکو انکے پروردگار سے ملا (اسپر) ہم ان (پیغمبرون) مین سے کسی ایک مین بہی (کسیطرح کی) جدائی نہین سمجہتے۔ اور اسی (ایک خدا) کے فرمانبردار ہین پس اگر تمہاری طرح یہ لوگ بہی انہی چیزونپر ایمان لے آئین جنپر تم ایمان لائے ہو تو بس راہ راست پر آگئے اور اگر انحراف کرین تو (سمجہو کہ) بس وہ (تمہاری) ضد پر ہین تو (اے پیغمبر) ان (کے شر) سے خدا (کا حفظ وامان) تمہارے لئے کافی ہوگا اور وہ (سب کی) سنتا اور (ہر ایک کے عمال سے) واقف ہے۔

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ - وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

(پاره نمبر ۳ - سوره آل عمران - ع ۹)

(اے پیغمبر ان لوگونسے) کہو کہ (ہمارا دین تو یہ ہے کہ) ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو کتاب ہمین ملی اسپر اور جو صحیفے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب پر اترے انپر اور موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے پیغمبرونکو جو کتابین انکے پروردگار کیطرف سے عنایت ہوئین انپر۔ ہم تو ان (پیغمبرون) مین سے کسی ایک مین فرق نہین کرتے اور ہم اسی (ایک خدا) کو مانتے ہین اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کی تلاش مین ہو تو خدا کے ہان اوسکا وہ دین مقبول نہین اور وہ آخرت مین زیانکارون مین ہوگا۔ +

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ

اور اہل کتاب مین سے بیشک کچہہ لوگ ایسے (بہی) ہین جو خدا پر ایمان رکہتے ہین اور کتاب جو تمپر اُتری اور جو انپر اتری ہے ان (سب) پر

لِلّٰهِ لَا یَشْتَرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ۝ (پارہ نمبر ۴ سورہ آل عمران ع ۲۰)

ایمان رکھتے ہین (اور ہر وقت) اللہ کے آگے جھکے رہتے ہین (اور) اللہ کی آیتون کے عوض مین (دنیوی فایدہ کے) تہوڑے دام نہین لیتے یہ وہ لوگ ہین جن کے اجر خدا کے ہان (تیار موجود) ہین (اور) اللہ جلدی حساب کرنیوالا ہے ۔

آیات ایمان باللہ والقیامہ

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۱ ۔ سورہ بقرہ ع ۷) ۔

بیشک مسلمان اور یہودی اور عیسائی اور صابی ان مین سے جو لوگ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے انکو ان (کے کئے) کا اجر پروردگار کے ہان سے ملیگا اور انپر نہ (کسی قسم کا) خوف طاری ہوگا اور نہ وہ آزردہ خاطر ہون گے

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِیْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰی عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝

(پارہ نمبر ۱ ۔ سورہ بقرہ ۔ ع ۱۵) ۔

اور (اے پیغمبر ان لوگون کو وہ وقت بہی یاد دلاؤ) جب ابراہیم نے دعا مانگی کہ اے میرے پروردگار اس (شہر کو) امن کا شہر بنا اور اسکے رہنے والون مین سے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائین انکو پہل پہلاری کہانے کو دے اللہ نے فرمایا کہ جو (اللہ اور روز آخرت کا) منکر ہوگا اوسکو بہی چند روز کیلئے ہم (ان چیزون) سے فایدہ اوٹھانے دینگے پہر (آخر کار) اسکو مجبور کرکے عذاب دوزخ مین لیجا داخل کرینگے اور وہ (بہت ہی) برا ٹہکانا ہے ۔

لَیْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ یَّتْلُوْنَ اٰیٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَهُمْ یَسْجُدُوْنَ ۝ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝

(پارہ نمبر ۴ ۔ سورہ آل عمران ۔ ع ۱۲ ۔)

(پہر بہی ان سب کا حال) یکسان نہین اہل کتاب مین سے کچھ لوگ ایسے بہی ہین جو راتون کو (نماز مین) کہڑے رہکر آیات الٰہی پڑہتے اور (خدا کے آگے) سجدہ کرتے ہین (اور) اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے اور (اچھے کام کرنے) کو کہتے اور برے کامون سے منع کرتے اور (خود بھی) نیک کامون مین دوڑ پڑتے ہین اور یہی لوگ نیک بندون مین داخل ہین ۔ +

وَمَاذَا عَلَیْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

اور (اگر یہ لوگ) اللہ اور روز آخرت پر ایمان لاتے اور جو کچھ اللہ نے انکو

وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ۝ (پارہ نمبر ۵ - سورہ نساء - ع)	دیا ہے اس مین سے کچھہ اللہ کی راہ مین خرچ کرتے تو انکا کیا بگڑتا اور اللہ تو ان (کے حال) سے واقف (ہی) ہے ۔
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصَّابِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۶ - سورہ مائدہ - ع)	بیشک مسلمان اور یہودی اور نصارٰے اور صابی (ان مین سے) جو کوئی ہو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائے اور نیک عمل (بہی) کرے تو (قیامت کے دن) ایسے لوگون پر (کسی طرح کا) خوف طاری نہوگا اور نہ وہ (کسی طرح) آزردہ خاطر رہین گے ۔
وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَاۤ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (پارہ نمبر ۱۱ - سورہ توبہ - ع)	اور دیہاتیون مین سی کچھہ ایسے (بہی) ہین جو اللہ کا اور روز آخرت کا یقین رکہتے اور جو کچھہ (راہ خدا مین) خرچ کرتے ہین اسکو خدا کی جناب مین تقرب اور رسول کی دعاؤن کا ذریعہ سمجہتے ہین سو سُن رکہو حقیقت مین وہ (خرچ کرنا) انکے لئے (موجب) قربت ہے بہی کہ ضرور (مری پیچہے) اللہ انکو اپنی رحمت مین لے لیگا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔
وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ۬ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْۤ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۱۳ - سورہ رعد ع) ۔	اگر تم (دنیا مین کسی بات پر) تعجب کرو تو کافرون کا یہ (قول بہی عجیب ہے) کہ جب ہم (گل سڑ کر) مٹی ہوجائینگے تو کیا ہمکو (پہر) نئے جنم مین آنا ہے یہی لوگ ہین جنہون نے اپنے پروردگار (کی قدرت) کا انکار کیا اور یہی لوگ ہین جنکی گردنون مین (قیامت کے دن) طوق (پڑے) ہونگے اور یہی لوگ ہین دوزخی کہ یہ دوزخ مین ہمیشہ رہین گے ۔
اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۱۴ سورہ نحل - ع)	(لوگو!) تمہارا معبود خدائے واحد ہے تو جو لوگ (روز آخرت کا یقین نہین رکہتے ان کے دل (ہی) کچھہ اس قسم کے ہین کہ کیسی (اچہی بات ہو انکار (ہی) کئے جاتے ہین اور وہ (بڑے) مغرور ہین ۔
قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْۤا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ؕ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۲۴ سورہ حم ع)	(اے پیغمبر ان لوگون سے) کہو کہ مین (بہی) تم ہی جیسا بشر ہون مجہپر وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود بس (وہی) ایک معبود ہے پس سیدہے اسی کیطرف (منہہ کئے) چلے جاؤ اور اسی سے (اپنے گناہون کی) معافی مانگو اور شرک کرنے والون پر افسوس جو زکوٰۃ نہین دیتے اور وہ آخرت کے بہی منکر ہین ۔

ذٰلِكُمْ يُوعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا۔ (پارہ نمبر ۲۸ - سورہ طلاق - ع ۱)

یہ نصیحت کی باتین ان لوگون کو سمجھائی جاتی ہین جنکو اللہ اور روز آخرت کا یقین ہے اور جو شخص خدا سے ڈرتا رہیگا خدا اوسکے لئے (تکلیفون سے) نجات کی شکل نکال دیگا۔

آیات ایمان بالکتاب و القیامہ

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ج وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ع ۱)

اور (اے پیغمبر) جو (کتاب) تمپر اتری اور جو تم سے پہلے اترین ان (سب) پر ایمان لاتے اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہین یہی لوگ اپنے پروردگار کے سیدھے رستہ پر ہین اور یہی (آخرت مین من مانی) مرادین پائین گے۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۷ - سورہ انعام - ع ۱۱)

اور یہ (قرآن بھی) کتاب (آسمانی) ہے جسکو ہمنے اتارا ہے برکت والی (کتاب ہے) (اور) جو کتابین اس سے پہلے کی ہین انکی تصدیق (بھی) کرتی ہے۔ اور (اے پیغمبر ہمنے اسکو اسلئے اتارا ہے) کہ تم (اہل) مکہ اور اسکے آس پاس والون کو ڈراؤ اور جو لوگ آخرت کا یقین رکھتے ہین وہ اسپر بھی ایمان لے آتے ہین اور وہ اپنی نماز کی بھی پابندی کرتے ہین۔ +

آیات ایمان بالکتاب و الرسول

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۷ - سورہ مائدہ - ع ۱۴)

اور جب ان (لوگون) سے کہا جاتا ہے کہ جو (قرآن) اللہ نے اتارا ہے اسکی اور رسول (خدا) کی طرف چلو (اور جو حکم دین مانو) تو کہتے ہین کہ جس (طریقہ) پر ہمنے اپنے باپ دادا کو پایا ہے وہی (طریقہ) ہمارے لئے بس کرتا ہے کیا یہ اسی طرز پر رہینگے اگرچہ انکے باپ دادا کچھہ نہ جانتے اور نہ راہ راست پر رہے ہون

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ۝ (پارہ نمبر ۷ - سورہ انعام - ع ۱۰)

یہ (پیغمبر) وہ لوگ تھے جنکو ہمنے کتاب (بھی) دی حکومت (بھی دی) اور پیغمبری (بھی دی) تو یہ کفار اگر ان (نعمتون) کی قدر نہ (بھی) کرین تو (کچھہ پروا کی بات نہین) ہمنے ان (نعمتون) پر ایسے لوگ (یعنی مسلمان) تعینات کر دیئے ہین جو انکی ناقدر شناس نہین ہین

آیات ایمان باللہ والرسول والقیامہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا
(پارہ نمبر ۵ سورہ نساء ع)

اے مسلمانو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور جو تم مین سے صاحب حکومت ہین (انکا بھی) حکم مانو۔ اور اگر کسی امر مین تم (اور حاکم وقت) آپسمین جھگڑ پڑو تو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لانیکی شرط یہ ہے کہ اس امر مین اللہ اور اُسکے رسول (کے حکم) کی طرف رجوع کر دیہ تمہارے حق مین بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی (یہی طریقہ) اچھا ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ الخ
(پارہ نمبر ۲۸ سورہ مجادلہ ع)

(اے پیغمبر) جو لوگ اللہ اور روز آخرت کا یقین رکھتے ہین انکو تم نہ دیکھو گے کہ خدا اور اُسکے رسول کے مخالفون کے ساتھ دوستی رکھین گو وہ انکے باپ یا ان کے بیٹے یا انکے بھائی یا انکے کنبہ ہی کے (کیون نہ) ہون یہی (وہ پکے مسلمان) ہین جنکے دلونپر خدا نے ایمان کا نقش کر دیا ہے اور اپنے فیضان غیبی سے ان کی تائید کی ہے۔

آیات ایمان باللہ والرسول والکتاب

فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ
(پارہ نمبر ۳ سورہ آل عمران ع)

تو جب عیسیٰ نے یہود (کیطرف) سے انکار دیکھا تو پکار اُٹھے کہ کوئی ہے جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کرے (یہ سُن کر) حواری بولے کہ اللہ کے طرفدار ہم ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے اور (حضرت! آپ بھی) گواہ رہو کہ ہم تابعدار ہین (اور جناب الٰہی مین عرض کیا کہ) اے ہمارے پروردگار (انجیل جو تو نے اُتاری ہم اسپر ایمان لائے اور ہم نے (تیرے) رسول (یعنی عیسیٰ) کی پیروی اختیار کی تو ہمکو (بھی انکی) تصدیق کرنے والون مین لکھہ رکھ۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ

(اے پیغمبر ان سے کہو کہ لوگو! مین تم سب کیطرف اس خدا کی طرف سے بھیجا ہوا آیا ہون کہ آسمان و زمین کی (تمام) سلطنت اسی کی ہے اس کے سوا کوئی اور معبود نہین (وہی) جلاتا اور (وہی) مارتا ہے تو (لوگو!) اللہ

النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿پارہ نمبر ۹ سورہ اعراف ع ۲﴾ -	ایمان لاؤ اور اسکے رسول نبی امی (محمدؐ) پر (بھی) کہ (وہ خود بھی) اللہ اور اسکی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں اور انہی کی پیروی کرو تاکہ تم سیدھے رستہ پر آجاؤ -
فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿پارہ نمبر ۲۸ - سورہ تغابن - ع ۱﴾	تو (لوگو!) اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اس نور (ہدایت یعنی قرآن) پر جسکو ہمنے اتارا ہے اور اللہ تمہارے (سب) عملوں کو جانتا ہے - +

آیات ایمان باللہ و الکتاب و القیامہ

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿پارہ نمبر ۶ سورہ نساء - ع ۲۲﴾	لیکن (اے پیغمبر) ان میں سے جو علم میں (پکے) پایگاہ رکھتے ہیں اور مسلمان یہ دونو فریق تو اس (کتاب) پر جو تمپر اتری ہے اور جو تم سے پہلے اتری ہیں (سب پر) ایمان لاتے اور نمازیں پڑھتے اور زکوۃ دیتے اور اللہ اور روز آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ لوگ ہین جن کو ہم عنقریب بڑا اجر عطا فرمائیں گے - +
قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿پارہ نمبر ۱۰ سورہ توبہ - ع ۴﴾ -	اہل کتاب جو نہ خدا کو مانتے ہین (جیسا کہ ماننے کا حق ہے) اور نہ روز آخرت کو اور نہ اللہ اور اسکے رسول کی حرام کی ہوئی چیزون کو حرام سمجھتے ہین اور نہ دین حق کو تسلیم کرتے ہین (مشرکون کے علاوہ) ان (لوگون) سے (بھی) لڑو۔ یہان تک کہ ذلیل ہوکر (اپنے) ہاتھون سے جزیہ دین -

آیت ایمان باللہ و الملائکہ و الرسل

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ع ۱۲﴾ -	جو شخص اللہ کا دشمن ہو اور اس کے فرشتون کا اور اسکے رسولون کا اور (خاص کر) جبریل (فرشتے) کا اور میکائیل (فرشتے) کا تو اللہ بھی ایسے کافرون کا دشمن ہے - +

آیت ایمان باللہ والملائکۃ والکتب والرسل

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣلَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ڭ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝

(پارہ نمبر ۳ - سورہ بقرہ - ع ۴۰)

(ہمارے یہ) پیغمبر (محمدؐ) اس کتاب کو مانتے ہین جو انکے پروردگار کیطرف سے انپر اتری ہے اور (پیغمبر کے ساتھہ دوسرے) مسلمان بھی (یہ سب کے) سب اللہ اور اسکے فرشتون اور اسکی کتابون اور اسکے پیغمبرون پر ایمان لائے کہ (سب کا دین حق ہے اور) ہم خدا کے پیغمبرون مین سے کسی ایک کو (بھی) جدا نہین سمجھتے اور بول اُٹھے کہ (اے ہمارے پروردگار) ہمنے (تیرا فرمان) سنا اور اسے مانا اور اسے پروردگار بس (تیری ہی مغفرت (درکار ہے) اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

آیات ایمان باللہ والملائکۃ والکتب والرسل والقیامہ

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰي حُبِّهٖ الخ (پارہ نمبر ۲ - سورہ بقرہ - ع ۲۲)

نیکی یہی نہین کہ (نماز مین) اپنا منہ مشرق (کیطرف کرلو) یا مغرب کی طرف کرلو بلکہ (اصل) نیکی تو انکی ہے جو اللہ اور روز آخرت اور فرشتون اور (آسمانی) کتابون اور پیغمبرون پر ایمان لائے اور مال (عزیز) اللہ کی حب پر دیا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ (پارہ نمبر ۵ سورہ نساء ع ۲۰)

مسلمانو! اللہ پر ایمان لاؤ اور اسکے رسول پر اور اس کتاب پر جو اسنے اپنے رسول (محمدؐ) پر اتاری اور ان کتابون پر (جو قرآن سے) پہلے (دوسرے پیغمبرون پر) اتارین اور جو شخص اللہ کا منکر ہو اور اسکے فرشتون کا اور اسکی کتابون کا اور اسکے پیغمبرون کا اور روز آخرت کا تو وہ (راہ راست سے) بڑی دور بھٹک گیا۔ +

ایمان کے متعلق جس قدر آیات دستیاب ہوسکین اُن مین سے اکثر لکھی گئین۔ اس سے اگرچہ کسی قدر تطویل ہوگئی لیکن ایک تو معلوم ہوگا کہ قرآن شریف مین کس قدر مختلف پیرایون مین اس مضمون کو ادا کیا گیا ہے جو نفس مطلب کے علاوہ اور بھی بہت سے نکات ظاہر کرتے ہین اور دوسرے یہ ثابت ہوگا کہ صرف یہی پانچ مضامین ہین جنپر یقین کرنا انسان کو نجات ابدی دیتا ہے اور انکے سوا اور کوئی چیز نہین جس کا ماننا مومن بننے کیواسطے

ضروری ہو ورنہ باوجود اس قدر تفصیل اور تشریح کے جو قرآن مجید نے اس بارہ مین کی ہی کسی ضروری امر کو نظرانداز کرنا ایک بڑا نقص ہوتا اور کلام ربانی ایسے نقصون سے پاک اور مبرا ہے۔ البتہ کلام پاک مین علاوہ ان پانچ امور کے ایک مجمل لفظ آیات کا بھی ہے جسپر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے اور اسپر ایمان لانے سے کافر یا دائمی جہنمی کہا گیا ہے مثلاً ارشاد ہے :-

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ (پارہ نمبر ۱ سورہ بقرہ - ع ۴)	اور جو لوگ نافرمانی کرینگے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائینگے وہی دوزخی ہون گے اور وہ ہمیشہ (ہمیشہ) دوزخ ہی مین رہین گے۔

اور فرمایا ہے :-

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا ھُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَۃِ عَلَیْھِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَۃٌ (پارہ نمبر ۳۰ سورہ بلد - ع ۱)	اور جن لوگون نے ہماری آیتون سے انکار کیا وہی منحوس (بدنصیب) ہونگے کہ انکو (دوزخ کی) آگ مین ڈالکر (سب طرف سے) کواڑ بھیڑ دیئے جائینگے۔

اور اسی طرح اکثر جگہہ ایمان بالآیات کا ذکر ہے مگر جب اس لفظ آیات کی تشریح کلام الٰہی مین تلاش کی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ یا تو بمعنی اسباب معرفت الٰہی مستعمل ہے جیسے

اَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّیْلَ لِیَسْکُنُوْا فِیْہِ وَالنَّھَارَ مُبْصِرًا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ (پارہ نمبر ۲۰ - سورہ نمل - ع ۶)	کیا ان لوگون نے اس (بات) پر نظر نہین کی کہ ہمنے رات کو (اسلئے) تاریک (بنایا) کہ اس مین آرام کرین اور دن کو روشن کہ (اس مین دیکھین بھالین) کچھہ شک نہین کہ (روز و شب کے) اس (اختلاف) مین ایمان والون کیلئے قدرت خدا کی بہت سی نشانیان ہین

اور یا بمعنی احکام الٰہی آیا ہے جیسے :-

وَمَا کَانَ رَبُّکَ مُھْلِکَ الْقُرٰی حَتّٰی یَبْعَثَ فِیْٓ اُمِّھَا رَسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِنَا وَمَا کُنَّا مُھْلِکِی الْقُرٰٓی اِلَّا وَاَھْلُھَا ظٰلِمُوْنَ (پارہ نمبر ۲۰ - سورہ قصص - ع ۶)	اور (اے پیغمبر) جبتک تمہارا پروردگار کسی قصبے مین پیغمبر نہ بھیج لے اور وہ انکو ہماری آیتین پڑھکر نہ سنادے اس (کی شان انصاف) سے بعید ہے کہ (بلے اتمام حجت) بستیون کو ہلاک کردیا کرے اور ہم بستیون کو تب ہی ہلاک کرتے ہین جبکہ وہان والے نافرمانی اختیار کرلیتے ہین۔

اور یا بمعنے معجزہ مذکور ہے جیسے :-

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّہٖ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰہِ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ (پارہ نمبر ۲۱ - سورہ عنکبوت - ع ۵) -	اور کہتے ہین اس (شخص) پر اسکے پروردگار (کیطرف) سے معجزے کیون نہین اترے (اے پیغمبر) انسے کہدو کہ معجزے تو خدا ہی کے پاس ہین اور مین تو صاف طور پر ڈر سنانے والا ہون۔ اور بس۔

اوریا پارہ سورہ کے معنون مین ہے جیسے :-

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ (دپارہ نمبر ۲۴۔ سورہ حٰم سجدہ ع ۵)	اگر ہم اسکو عربی کے سوا دوسری زبان کا قرآن بناتے تو دیہ کفار مکہ) ضرور کہتے کہ اسکی آیتین اچھی طرح کھول کر کیون نہین سمجھائی گئین -

اوراس موقع ایمان بالآیات مین اسباب معرفت الٰہی کے معنے زیادہ چسپان ہین اور ظاہر ہے کہ ایسی اسباب کو نہ ماننا اوران سے عبرت نہ لینا بعینہ خدا کو نہ ماننا ہے اور اگر بالفرض دوسرے معنون مین سے کوئی مراد لیا جاوے تو بہی احکام الٰہی کو نہ ماننا یا پارہ سورہ کی تکذیب کرنا دوسرے لفظون مین کتاب الٰہی ہی کا منکر ہونا ہے اور معجزہ کو دیکھکر اسکی غرض و غایت یعنی صاحب معجزہ کی تسلیم تک نہ پہونچنا بالفاظ دیگر کفر بالرسول ہے پس ایمان بالآیات یا تکذیب آیات مذکورہ بالا امور مین سے ہی کسی کی تصدیق یا تکذیب ہے اور اس لئے ایسی آیتون سے بھی سوائے پانچون اشیاء کے کسی اور چیز پر ایمان لانا ثابت نہین ہوتا -

اور چونکہ ثابت ہو چکا ہے کہ ایمان محض دل کا فعل ہے اور عمل جوارح کو اس مین دخل نہین اسلئے ان پانچون باتون یعنی خدا پیغمبرون - فرشتون - الہامی کتابون اور قیامت کو دل سے برحق ماننا ہی ایمان ہے لیکن چونکہ زبانی اقرار سے انسان اسی حالت مین گریز کرتا ہے جبکہ وہ کسی وجہ سے مجبور ہو جبکو خدا نے -

اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ - (پارہ نمبر ۱۴ سورہ نحل - ع ۱۴)	مگر جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر قایم ہو تو خیر -

کہکر معاف فرما دیا ہے یا جبکہ اسکا دل اس بات کو نہ مانتا ہو اور اگر یہہ دونون سبب نہ ہون تو پہر اسے اظہار ما فی الضمیر مین کوئی تامل نہین ہوتا اور نیز دنیا مین اسلامی احکام جاری کرنے کیلئے اور کسی کو مسلمان سمجہنے کے لئے ایک زبان ہی ذریعہ ثبوت ہے - اسلئے اقرار باللسان کو تصدیق بالقلب کے ساتھ شرط ایمان ٹھہرایا گیا ہے اور اکثر جگہہ اس اعتقاد کو زبان سے کہنے کا حکم دیا گیا ہے - مثلاً

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا الخ (پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ع ۱۶)	مسلمانو ! کہو کہ ہم تو اللہ پر اور قرآن پر جو ہماری طرف بہیجا گیا ایمان لائے -
اور - اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا (پارہ نمبر ۲۶ - سورہ احقاف - ع ۲)	بیشک جو لوگ کہتے ہین کہ ہمارا پروردگار خدا ہے پہر اس عقیدے پر جمے رہتے ہین -

البتہ اگر کوئی شخص ایسا فرض کیا جاوے جو تمام عمر کسی جنگل مین رہا ہے اور اُس نے کبہی کسی متنفس سے کلام نہین

ما اقرار اللسان ۱۲

کی اور نیز بالفرض اس نے اسلامی قاعدہ کے مطابق نماز بہی نہین ادا کی جسکے ہر رکن مین ان امور مین سے کسی نہ کسی کا زبانی اقرار ضرور ہوتا ہے لیکن دل سے وہ ان سب باتون کو سچ مانتا اور پختہ اعتقاد رکہتا ہے تو وہ شخص حسب تحقیق بالا خدا کے نزدیک مومن ہوگا گو عبادت نہ ادا کرنے کے سبب اسکو گنہگار کہین کیونکہ بصورت مفروضہ اسکو اقرار باللسان کا موقع ہی نہین پیش آیا۔

مذکورہ بالا آیات سے اگرچہ بیقین ثابت ہوا کہ خدا کے سوا اور بھی چار چیزین ہین جن کا برحق ماننا داخل ایمان ہے مگر بعض آیتون سے بادی النظر مین صرف خدا پر ایمان لانا کافی سمجہا جاتا ہے۔ مثلاً

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۝ (پارہ نمبر ۸ سورہ انعام ع [19])۔	(اے پیغمبر ان سے) کہو (ادہر) آؤ مین تمکو وہ چیزین پڑہکر سناؤن جو تمہارے پروردگار نے تمپر حرام کی ہین (وہ) یہ ہین کہ کسی چیز کو خدا کا شریک نہ ٹہراؤ اور مان باپ کے ساتھ سلوک کرتے رہو۔
اور۔ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ (پارہ نمبر ۲۸ سورہ ممتحنہ۔ ع ۱)۔	جبکہ انہون نے اپنی قوم (کے لوگون) سے کہا کہ ہمکو تمسے اور تمہارے ان (معبودون) سے جنکی تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو کچہہ (بھی) سروکار نہین ہم (تمہارے عقیدے) کو (بالکل) نہین مانتے اور ہم مین تم مین (کہلم کہلا) عداوت اور دشمنی ہمیشہ کیلیئے (قایم) ہوگئی۔ جبتک کہ تم اکیلے خدا پر ایمان نہ لاؤ۔

اور انکے سوا اور بھی چند آیتون سے ایسا گمان پیدا ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ فی زمانہ بعض مسلمانون کو کہتے سنا ہے کہ صرف خدا کو ماننے والا کسی اور چیز کو نہ ماننے سے کافر نہین ہوسکتا۔ لیکن اول تو ہم انکو گذشتہ آیات کی طرف جن مین یوم آخر وغیرہ سے انکار کرنے والون کو بصراحت کافر کہا گیا ہے اور پہر اس آیت کیطرف توجہ دلاتے ہین

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝ (پارہ نمبر ۲۸۔ سورہ حشر۔ ع ۲)	(منافقون کی مثال) شیطان کیسی مثال ہے کہ وہ آدمی کو کفر کی تعلیم و تلقین کرتا ہے پہر جب وہ کفر کر بیٹہتا ہے تو (شیطان) کہتا ہے کہ میرا تجہہ سے کچہہ سروکار نہین مین خدا سے جو تمام جہان کا پروردگار ہے ڈرتا ہون پہر ان دونو کا انجام یہی ہوتا ہے کہ وہ دونو آگ مین (دھکیل دیئے) جائینگے (اور) اسمین ہمیشہ رہین گے۔ اور (تمام) سرکشون کی یہی سزا ہے۔

کہ یہان شیطان کی نسبت ثابت ہوا ہے کہ وہ خدا کو مانتا ہے بلکہ اسکی طرف سے یہہ دعوی بتایا گیا ہے کہ مین خدا سے

ف۔ بعض آیات مین صرف خدا پر ایمان لانیکا حکم اور اسکی وجہ

جو رب العالمین ہے ڈرتا ہون اور پہر اسکو دائمی جہنمی کہا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو ماننے والا بھی کافر ہوسکتا ہے۔ اور پہر اگر یہہ سوال ہو کہ اس قسم کی آیتون مین اور صرف خدا کو ماننے کی آیتون مین تناقض لازم آتا ہے تو اسکا جواب بھی قرآن ہی سے دیا جاسکتا ہے کیونکہ جن چار چیزون کو ارکان ایمان بتایا گیا ہے ان مین سے کسی ایک کا انکار حسب ارشاد خداوندی بعینہ خدا کا انکار ہے۔ مثلاً پیغمبرون کی نسبت خدا فرماتا ہے :۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۝ (پارہ نمبر ۶ سورہ نساء ع ۱۲)	بیشک جو لوگ خدا اور اوسکے پیغمبرون کو نہین مانتے اور چاہتے ہین کہ خدا اور اوسکے پیغمبرون مین بیگانگی سمجھین اور کہتے ہین کہ انمین سے بعض کو تو مانتے ہین اور بعض کو نہین مانتے اور چاہتے ہین کہ ایمان وکفر کے بیچ بیچ رستہ اختیار کرین۔ یہی لوگ تو ہین جو پکے اور یقینی کافر ہین اور ہم نے کافرون کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکہا ہے۔

یہان ایسے لوگون کا ذکر ہے جو بعض انبیاء کو مانتے ہین اور بعض کو نہین مانتے اور ظاہر ہے کہ جو شخص بعض انبیاء کو مانتا ہے وہ خدا کو بھی مانتا ہوگا کیونکہ نبی کو ماننا یہی معنے رکہتا ہے کہ وہ خدا کا فرستادہ ہے۔ پس فرستادہ کا خیال ہی ذہن مین نہین آسکتا جب تک بھیجنے والے کا خیال نہ آئے اور ممکن نہین کہ بھیجے ہوئے کو سچا مانین اور پہر کہین کہ بھیجنے والا کوئی نہین اور پہر ایسے شخصون کو جو واقع مین خدا کو مانتے ہین بعض انبیاء پر ایمان نہ لانے کے سبب منکرین خدا اور رسول کہا ہے اور ایک اور جگہہ فرمایا ہے :۔

إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ (پارہ نمبر ۱۸ سورہ نور ع ۹)	(اے پیغمبر) جو لوگ اپنی ضرورتون کے لئے تم سے اجازت مانگتے ہین وہی لوگ ہین جو خدا اور اوسکے رسول پر ایمان رکہتے ہین۔

یہان رسول کا حکم ماننے والون کی نسبت فرمایا ہے کہ خدا اور رسول کو ماننے والے وہی لوگ ہین اور نیز فرمایا ہے :۔

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۖ وَمَنْ تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۝ (پارہ نمبر ۵ سورہ نساء ع ۱۱)	اور جو پیغمبر کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ ہی کی اطاعت کرتا ہے اور جو پہر بیٹہا تو (اے پیغمبر تم سے کچھ بازپرس نہین کیونکہ) ہمنے تم کو کچھ انکا نگہبان (بناکر) تو بھیجا نہین۔

یہان بھی رسول کی اطاعت کو بعینہ اپنی اطاعت کہا ہے پس ان آیتون سے ثابت ہوا کہ نبی کو نہ ماننا

بعینہ خدا سے کافر ہونا ہے اور نبی پر ایمان لانا بعینہ خدا پر ایمان لانا اور اسی طرح کتابون کی نسبت ارشاد ہے

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْکِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰی۔ (پارہ نمبر۷ سورہ انعام ع۱۱)۔	اور یہود نے جیسی قدر اللہ کی جاننی چاہئے تھی ویسی اسکی قدر نہ جانی کہ ضد سے کہنے لگے کہ خدا نے کسی انسان پر (کتاب کی قسم کی) کوئی چیز نہین اتاری (اے پیغمبر ان سے) پوچھو کہ وہ کتاب پھر کس نے اتاری جو موسٰی لیکر آئے تھے۔

یہان ایسے لوگون کو جو خدا کو مانتے تھے اور حضرت موسٰی کی کتاب کو بھی مانتے تھے (کیونکہ الزام کے طور پر انکو یہی جواب دیا گیا ہے کہ موسٰی پر کس نے کتاب اتاری) ایک اور کتاب الٰہی پر ایمان نہ لانے کے سبب کہا گیا ہے کہ انہون نے خدا کو جیسا چاہئے نہین پہچانا جس سے ثابت ہوا کہ کسی ایک کتاب پر بھی ایمان نہ لانے سے خدا کی خدائی کا اعتقاد ناقص رہتا ہے اور ایسے شخص کو خدا پر پورا اعتقاد رکھنے والا نہین کہہ سکتے۔ اور نیز ارشاد ہے

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ کَفَّرَ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ذٰلِکَ بِاَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ کَذٰلِکَ یَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ (پارہ نمبر۲۶ سورہ محمد ع۱)۔	اور جو لوگ ایمان لائے اور انہون نے نیک عمل بھی کئے اور قرآن پر بھی ایمان لائے جو محمد پر اترا ہے اور وہ حقیقت مین ان کے پروردگار ہی کی طرف سے نازل ہوا ہے خدا نے انکو گناہ انپر سے اتار دیئے اور انکی حالت بھی درست کر دی یہ اسلئے کہ جنہون نے کفر کیا وہ غلط رستہ پہ چلے اور جو ایمان لائے انہون نے اپنے پروردگار کا ٹھیک راستہ لیا۔ یون اللہ لوگون کو سمجھانے کے لئے حالات بیان فرماتا ہے۔

یہان کتاب پر ایمان لانے والون کو خدا کی حقانیت ماننے والے اور اس سے انکار کرنے والون کو گمراہی کی اطاعت کرنے والے فرمایا ہے جس سے ثابت ہوا کہ کتاب کو ماننا بعینہ خدا کو ماننا ہے اور اس سے اعراض بعینہ خدا سے اعراض ہے اور علیٰ ہذا قیامت کے بارے مین فرمایا ہے۔

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا کُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ؕ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِکَ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ	اور اگر تم (دنیا مین کسی بات پر) تعجب کرو تو کفار کا یہ قول بھی عجیب ہے کہ جب ہم مٹی ہو جائینگے تو کیا ہمکو (پھر) نئے جنم مین آنا ہے یہی لوگ ہین جنہون نے اپنے پروردگار کی (قدرت کا)

اَعْنَاقِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ٥ (پارہ نمبر ۱۳ - سورہ رعد - ع ۱)	انکار کیا اور یہی لوگ ہین جن کی گردنون مین (قیامت کے دن) طوق پڑے ہونگے اور یہی لوگ ہین دوزخی کہ دوزخ مین ہمیشہ ہمیشہ رہین گے -

یہان قیامت سے انکار کرنے والونکی نسبت فرمایا ہے کہ اسکا انکار صریح خدا کا انکار ہے اور یہ لوگ عذاب ابدی کے مستوجب ہین اور نیز ارشاد ہے :-

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ٥ (پارہ نمبر ۱۴ - سورہ نحل - ع ۳)	(لوگو!) تمہارا معبود خدا ئے واحد ہے تو جو لوگ (روز) آخرت کا یقین نہین رکھتے انکے دل (ہی کچھہ اس قسم کے ہین کہ کیسی ہی اچھی بات ہو) انکار کردیتے ہین اور وہ (بڑے) مغرور ہین -

یہان قیامت کا انکار کرنے والون کی یہ خاصیت بتائی ہے کہ انکا دل ہمارا منکر ہوتا ہے اور اپنے تئین کسی کا بندہ ہونیسے برتر جانتے ہین جس سے ثابت ہوا کہ قیامت کو نہ ماننے والے دراصل خدا کی قدرت و جبروت سے اور اپنے بندہ اور مخلوق ہونے سے منکر ہوتے ہین - اور ملائکہ کے بارہ مین ارشاد ہے -

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ٥ (پارہ نمبر ۱ - سورہ البقرہ - ع ۱۲)	(اے پیغمبر ان لوگون سے) کہو کہ جو کوئی جبریل (فرشتے) کا دشمن ہو (ہوا کرے) یہ (قرآن) اسی (فرشتے) نے خدا کے حکم سی تمہارے دل مین ڈالا ہے اور (قرآن) ان (کتابون) کی بہی تصدیق کرتا ہے جو اس سے پہلے (موجود) ہین اور وہ ایمان والون کے لئے ہدایت اور خوشخبری ہی جو شخص اللہ کا دشمن ہو اور اسکے فرشتون کا اور اسکے پیغمبرونکا اور جبریل (فرشتے) کا اور میکائیل (فرشتے) کا تو اللہ بہی ایسے کافرونکا دشمن ہے

یہان عداوت جبریل کی وجہ یہ برائی بیان فرمائی ہے کہ وہ خدا کے حکم سے رسول اللہ پر وحی لاتا ہے اور اس جملہ سے برائی اسی طرح ثابت ہوتی ہے کہ کہا جائے "پس اس سے عداوت رکھنا بعینہٖ خدا سے اور اسکے حکم سے اور نیز رسول سے عداوت رکھنا ہے" اور اسی جملہ کو مقدر مانکر آئندہ آیت چسپان ہوتی ہے کہ جو خدا سے اور رسولون سے اور فرشتون سے عداوت رکھے وہ کافر ہے اور خدا بھی اسکا دشمن ہے اگر کہا جائے کہ یہہ حکم عداوت کا ہے جس سے مطلب کسی کی برائی چاہنا اور اسکے درپئے ایذا ہونا ہے اور جو شخص فرشتون کو نہین مانتا وہ ان سے عداوت نہین رکھتا تا اس سے خدا کا انکار یا اسکی عداوت

لازم آئے تو جواب یہہ ہے کہ یہان عداوت بمعنی انکار ہے کیونکہ اسی دوسری آیت مین کہا گیا ہے
کہ "جو خدا کا دشمن ہو" اور ظاہر ہے کہ کوئی شخص خدا کو مان کر اسکا دشمن اور درپئے ایذا نہین ہو سکتا اور بغیر
ماننے عداوت کا وجود ہی محال ہے پس اگر ہو سکتا ہے تو خدا کا منکر ہی ہو سکتا ہے جس سی معلوم ہو کہ عداوت
سے اسکو یا اسکے حکمون کو نہ ماننا مراد ہے اور جب دلیل کے دوسرے مقدمہ مین عداوت سے انکار مراد ہوا تو پہلے
مقدمہ مین بھی یہی مطلب ہوگا ورنہ نتیجہ نہین نکل سکتا۔ غرض ثابت ہوا کہ فرشتون کا انکار بھی خدا کا انکار
ہے۔ اور عقلا بھی کسی حاکم کے سفیر کو جسکے پاس قوی دلائل اپنی سفارت کے موجود ہون (جیسے صورت
زیر بحث مین نبی) یا اسکے فرامین کو جو واقع مین اسکی بارگاہ سے نافذ ہوئے ہون (جیسے یہان آسمانی
کتابین) یا اُن وسائل اور ذرائع کو جن سے سفیر اپنے حاکم کے احکام سے مطلع ہو کر آیا ہے (جیسے یہان
فرشتے) نہ ماننا بعینہ اُس حاکم کی حکومت سے انکار کرنا ہے اور اسی طرح کسی بادشاہ کی اس طاقت سے انکار کرنا
کہ وہ اپنی رعایا کو کسی دن اپنے حضور مین فصل مقدمات کے لئے بُلا سکتا ہے (جیسے یہان قیامت) اسکو اپنے
اختیارات شاہی سے معزول کرنا ہے اور باوجود اس انکار کے اپنے تئین مطیع اور فرمانبردار رعایا مین سمجھنا اور
دعوے کرنا کہ ہم بادشاہ کو مانتے ہین گو اسکے ارکان دولت اور قوانین اور اختیارات کو نہین مانتے سراسر لغو
اور بیمعنی ہے اور نیز انسان مین جو برخلاف دیگر مخلوقات کے فطرۃً اپنی موجودہ حالت سے بڑہنے اور ترقی کرنے کی
خواہش پیدا کی گئی ہے اسکی علت غائی یعنی جسمانی اور روحانی ترقی اُنہی کامون سے حاصل ہو سکتی ہے جو منشاء
خداوندی کے مطابق اور اوسکی مرضی کے موافق ہون پس اگر کوئی شخص خدا کی ہستی کا قایل ہو لیکن یہہ اعتقاد رکھتا ہو
کہ خدا کی مرضی اور منشاء کو کوئی انسان معلوم نہین کر سکتا یعنی بالفاظ دیگر کوئی رسول اور پیغمبر نہین ہو سکتا یا یہ یقین
رکھتا ہو کہ خدا کسی انسان سے خطاب نہین کرتا یعنی اسکی جانب سے کوئی کتاب نہین نازل ہوتی تو وہ شخص منشاء خداوندی
نہ معلوم کر سکنے کے سبب تمام جسمانی اور روحانی ترقیون سے ایسا ہی محروم رہیگا جیسا خود خدا کو نہ ماننے والا
اور اگر اتفاقاً کسی ایک آدہ بات مین اپنی عقل سے یا دیگر مذاہب الہامیہ کی اکثر موٹی موٹی اور قریب الفہم
قاعدون کی تقلید سے راہ راست پالیگا تو اور بہت سی باتون مین ضرور غلطی کھائیگا اور حقیقی معراج ترقی
تک ہرگز نہ پہونچ سکے گا۔ اور اسی طرح جو شخص یہ مانتا ہو کہ کوئی ذریعہ یا طاقت ایسی موجود نہین جس سے انسان
احکام و فرامین الٰہی سے واقف ہو سکے جسکو دوسرے لفظون مین فرشتہ یا ملک کہتے ہین کیونکہ فرشتہ چاہے
کوئی مستقل ہستی ہو جیسا کہ اکثر مسلمانون کا خیال ہے یا اُس ملکہ نبوت وغیرہ قوائے عاملہ کا نام ہو جس سے

ایک شخص خدا کے بے صوت و لفظ کلام کو سننے کے لایق ہو جائے جیسا بعض آزاد خیال مسلمان سمجھتے ہین دونون صورتون مین وہ خدا اور بندہ مین احکام وفرامین پہنچانے اور قدرت وطاقت پیدا کرنے کا واسطہ ہے پس اس سے انکار کرنے والا احکام الٰہی کے انسان تک پہونچنے سے انکار کرتا ہے اور اسلئے وہ بھی حقیقی ترقی کے قواعد سے ناواقف اور حصول کمال سے محروم رہیگا اور اسی طرح جو شخص کسی ایسے دن کا آنا ناممکن سمجھتا ہے جب خدا بدکارون کو انکے اعمال کے مطابق سزا اور نکوکارون کو انکے مدارج کے موافق جزا دیگا اسکو کوئی طاقت اعمال بد سے روکنے اور حسنات کی ترغیب دینے والی نہوگی اور یہ انسان کی سرشت مین داخل ہے کہ وہ کوئی کام نہین کرتا جب تک اسکے اجر اور فائدے کا اسکو یقین نہ ہو اور کسی بات سے نہین رکتا تاوقتیکہ اُس کے نقصان کا خوف نہ ہو اسلئے ایسا شخص بھی کسی صورت سے اپنے معیار ترقی تک نہ پہونچ سکے گا اور یہی اسباب ہین جن سے خدا نے اپنے ایمان کے ساتھ ان چار چیزون پر ایمان لانا ضروری گردانا اور انکے منکر کو ابدی جہنمی کافر اور منکر خدا کہا۔ غرض جن آیتون سے صرف اقرار الوہیت پر نجات ابدی کا انحصار سمجھا جاتا ہے وہان موقوف علیہ یعنی اقرار الوہیت ہی نہین پورا ہوتا جب تک ان تمام باتون کا اقرار نہ ہو البتہ جس شخص کے لئے بالفرض یہ تفصیل نہ گذری ہو مثلاً کسی جنگل یا پہاڑ مین تمام زیست بسر کرنے کے سبب کسی رسول کی تبلیغ اور منادی اسکے کان تک نہ پہونچی ہو اور وہ بالاجمال خدا کو ہر بات مین سچا اور برحق مانتا ہو تو چونکہ وہ ان امور مین سے کسی کا منکر نہین کہا جاسکتا اس لئے اس قسم کی آیتون کے مطابق مومن ہے اور انعام خداوندی کا مستحق اور ایسے ناواقف لوگون کو مومنین مین شامل کرنیکی غرض سے خداوند ذوالانعام نے اکثر جگہ صرف اپنے تئین معبود برحق اور ہر بات مین سچا ماننے کا اجمالی حکم دیا اور جن لوگون تک ان تمام امور کی تفصیل پہنچ چکی ہے انکے واسطے ان سب پر ایمان لانے کا مفصل اور مشرح حکم مختلف پیرایون مین صادر فرمایا اور جیسا گذشتہ آیات ایمان کے مطالعہ سے معلوم ہوا امور مذکورہ مین سے ہر ایک کے ذکر پر اسکے نہ ماننے والون کو کافر کہا اور پھر مختلف موقعون پر کفر کی وجہ بھی بتا دی کہ انکو نہ ماننا خدا کے انکار کا مستلزم ہے اور یہی اجمال و تفصیل کا فرق ہے جسکو نہ سمجھنے سے ناقص یا خدا کے سوا دیگر ارکان کی عدم ضرورت کا خیال پیدا ہوا۔

البتہ ایک آیت کی تشریح ابھی اور کسی قدر ضروری ہے۔ جہان فرمایا ہے :-

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ (پارہ نمبر۵ سورہ نساء ع)	البتہ تو اس رحیم کو معاف کرنیوالا نہین کہ اسکے ساتھ کسی کو شریک گردانا جائے ہان اسکے سوا جو گناہ چاہے جسکو چاہے معاف کردے۔

کہ یہان شرک کے سوا اور سب باتون کو معاف کر دینے کی امید دلوائی ہے اور بظاہر مذکورہ بالا چارون امور مین سے کسی کو نہ ماننا گو خدا کو فی الواقع نہ ماننا ہے مگر اسکے ساتھ کسی اور کو شریک کرنا نہین ہے اور اس لئے قابل مغفرت ہی لیکن یہ احتمال بھی اسی آیت مین غور کرنے سے رفع ہو جاتا ہے اس لئے کہ اگر شرک سے مراد خدا کو مان کر اسکے ساتھ کسی اور چیز کو کسی صفت کمال مین اُس جیسا سمجھنا ہے تو اسکا غیر جسے مادون سے تعبیر کیا گیا ہے خدا کو مان کر کسی اور کو شریک نہ کرنا ہوگا اور اگر شرک سے یہ مطلب ہے کہ خدا کی ہستی سے بالکل انکار ہو اور اسکے سوا اور چیزون کو مدبر عالم وغیرہ صفات سے متصف سمجھو تو اس صورت مین بھی اسکا غیر خدا کا اقرار بے شائبہ شرک ہوگا اور جب دونون صورتون مین مَا دُوْنَ ذٰلِکَ مین خدا کا اقرار ضروری ہے اور یہ ثابت ہو چکا کہ خدا کا اقرار جب ہی پورا ہوتا ہے کہ ان چارون پر بھی ایمان ہو ورنہ کسی نہ کسی وجہ سے اقرار الوہیت مین نقص رہتا ہے تو معلوم ہوا کہ ان مین سے کسی کا انکار کرنے والا مَادُوْنَ مین داخل نہین تا مغفرت کا مستحق ہو البتہ اگر آیت کا یہ مطلب لیا جاوے کہ جو شخص خدا کے ساتھ شرک نہ کرے چاہے وہ سرے سے خدا کو ہی نہ مانتا ہو وہ بھی نجات پا جائیگا تو بیشک اس معنی سے منکر رسول ضرور نجات کا مالک ہے مگر اس آیت کا یہ مطلب شاید کوئی عقلمند نہ سمجھتا ہوگا۔

یہان ایک اور نکتہ کا ذکر بھی خالی از لطف نہ ہوگا کہ آیات ایمان مین جس طرح اکثر جا صرف خدا پر ایمان لانے کا ذکر ہے جس سے احتمال مذکور پیدا ہوا اسی طرح اکثر جگہہ صرف رسول یا کتاب یا قیامت پر ایمان لانیکا حکم ہے اور اس مین بھی یہی حکمت ہے کہ اگر کوئی شخص صرف رسول پر ایمان لے آئیگا تو چونکہ رسول تمام مدارج ایمان کی تشریح کرنیوالا اور ہر ضروری امر کی ہدایت دینے والا ہے اسلئے وہ شخص ضرور ہی اُسکی تبلیغ سے تمام اُمور مذکورہ پر ایمان لے آئیگا اور اگر صرف کتاب کو مان لیگا تو اس مین بھی تمام مدارج کی تفصیل درج ہونیکے سبب اُسی لامحالہ سب باتون پر ایمان لانا پڑیگا۔ اور علیٰ ہذا اگر کوئی صرف قیامت کے آنیکا یقین رکھیگا تو اُسے مجبوراً اون اُمور کو تلاش کرنا پڑیگا جن پر کاربند ہونے سے وہ اس دن سرخروئی حاصل کرے اور عذاب و نکال سے نجات پائے اور اسلئے ضرور ہی خدا کی راہ بتلانے والے پیغمبرون اور اونکی اُتاری ہوئی کتابون کی طرف رجوع لائیگا اور اس طرح تمام مراتب ایمان کو طے کر لیگا۔ لیکن اگر صرف ایک نورانی مخلوق یعنی فرشتون کو مانتا ہوگا تو جب تک انکے افعال یعنی تنزیل وحی وغیرہ اور ادن چیزون کو جن سے ان افعال کا تعلق ہے یعنی احکام آلٰہی اور پیغمبرون کو نہ مانے مذکورہ بالا نتیجہ مرتب نہین ہوتا اسلئے کلام اللہ مین کہین بھی صرف ملائکہ پر ایمان لانیکا حکم نہین ہے اور ہر جگہہ ایمان بالملائکہ کے ساتھہ خدا و رسول پر ایمان لانے کا ہی حکم ہے۔

مذکورہ بالا پانچون ارکان ایمان مین سے کسی کا انکار بجز جبر کی صورت کے اور کسی وجہ سے ہو کفر اور باعث عذاب ابدی ہے۔ جبر کی صورت کو تو معلوم ہو چکا ہے کہ خدا نے

اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ۔ (پارہ نمبر۱۴۔ سورہ نحل۔ ع۱۴)	مگر جو مجبور کیا جائے اور اوس کا دل ایمان پر قایم ہو تو خیر۔

کہکر مستثنیٰ کر دیا ہے اور ایک اور جگہہ فرمایا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَةً وَّلَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًا فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا۔ (پارہ نمبر۵۔ سورہ نساء۔ ع۱۴)	جو لوگ (مشرکین مین پڑے رہنے اور اپنے دین کی خرابی سے) اپنے اوپر آپ ظلم کر رہے ہین فرشتے اونکی جان قبض کرکے پیچھے اُنسے پوچھتے ہین کہ تم (دارالحرب مین پڑے پڑے) کیا کرتے رہے تو وہ جواب دیتے ہین کہ ہم تو وہان بے بس تھے فرشتے کہتے ہین کہ اللہ کی دھرتی لمبی چوڑی (زمین داس قدر) گنجایش نہین رکھتی تھی کہ کہین کو ہجرت کرکے چلے جاتے غرض یہ وہ لوگ ہین جنکا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ (بہت ہی) بری جگہ ہے مگر (ہان) جو مرد اور عورتین اور بچے اسقدر بے بس ہین کہ ان سے کوئی حیلہ کرتے نہین بن پڑتا اور نہ انکو (باہر نکل جانیکا) کوئی رستہ سوجھہ پڑتا ہے تو امید ہے کہ اللہ ایسے لوگون کو معاف کرے اور اللہ معاف کرنیوالا (اور) بخشنے والا ہے

یہان جبر کی وضاحت بھی کر دی ہے کہ جو لوگ ہجرت نہ کر سکین اور کسی طرح کفار کے تحت سے نہ نکل سکین وہ مجبور ہین اور اس حالت مین اگر زبان سے کفر کا اقرار کرین تو ماخوذ نہ ہونگے اور نیز جبر کی صورت مین جو انکار ہوتا ہے وہ صرف زبان سے ہوتا ہے اور اسلئے واقع مین یہ انکار انکار ہی نہین کیونکہ ایمان و کفر ثابت ہو چکا ہے کہ افعال قلب مین سے ہی اور جس طرح صرف زبان کا اقرار اگر دل سے نہ ہو نفاق اور سراسر غیر مقبول ہے اسی طرح یہ جبری انکار بھی قابل اعتراض اور قابل عفو ہے اور اگر جبر نہ ہو بلکہ دل سے انکار ہو بایں طور کہ وہ دلائل ایمان کو غلط اور اپنے اعتقاد کو مدلل سمجھتے ہون یا دلائل ایمان کو انکا دل مانتا ہو مگر عناد اور ہٹ دھرمی سے ان کے نتیجہ کو اپنے دل مین جگہہ نہ دیتے ہون یا مخالف و موافق دلیل مین امتیاز کرنے اور حق و باطل کو جدا کرنے کی طرف توجہ نہ کرتے ہون اور صرف دیگر کفار کی تقلید سے ایسی غلط اعتقاد پر قائم ہون ان سب صورتون مین وہ کافر ہین۔ اپنے اعتقاد کو مدلل مانکر اسپر قایم رہنے والے کفار کا ذکر اور انکے

لغو دلائل کی تردید قرآن پاک مین بکثرت ہی۔ بلکہ کہا جاسکتا ہے کہ قرآن کا موضوع بحث ہی صرف یہ مضمون ہے۔ مثلاً فرمایا ہے :-

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ (پارہ نمبر ۱۴۔ سورہ نحل۔ ع ۵)	اور مشرکین کہتے ہین کہ اگر خدا چاہتا تو نہ تو ہم اسکے سوا کسی اور کی پرستش کرتے اور نہ ہمارے بڑے (ہی کرتے) اور نہ ہم اسکے (حکم کے) بدون (اپنی طرف سے) کسی چیز کو حرام ٹہراتے۔ جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہین انہون نے بہی ایسا ہی (حیلہ حوالہ) کیا تو پیغمبرون پر سوا اسکے کہ (احکام خدا) صاف طور پر پہنچا دین اور کچہہ ذمہ داری نہین۔
وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ (پارہ نمبر ۱۴ سورہ نحل۔ ع ۵)	اور یہ منکر خدا کی بڑی سخت قسمین کہاتے ہین کہ جو مرجاتا ہے اسکو خدا (دوبارہ) نہین اٹہا کہڑا کریگا (اے پیغمبر انسے کہو کہ) ضرور اٹہائیگا یہہ اسکا وعدہ حق ہے مگر اکثر لوگ اسکا یقین نہین کرتے۔
وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ (پارہ نمبر ۲۲۔ سورہ سبا۔ ع ۴)	اور ہم نے کسی بستی مین کوئی (عذاب خدا سے) ڈرانیوالا نہین بہیجا۔ مگر وہان کے آسودہ لوگون نے کہا کہ جو احکام تمکو دیکر بہیجا گیا ہی ہم تو انکو مانتے نہین اور (اسی طرح یہ کفار مکہ بہی) کہتے ہین کہ ہم مال اور اولاد (تم سے) زیادہ رکہتے ہین اور (آخرت مین) ہمکو عذاب نہین ہوگا۔

اور عناد کے بارہ مین بہی اکثر ذکر ہے مثلاً فرمایا ہے :-

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۚ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ (پارہ نمبر ۱۔ سورہ بقرہ۔ ع ۱۱)۔	اور جب انکی طرف ایسی کتاب خدا کے پاس سے آئی کہ جو انکے پاس کتاب ہے اسکی بہی تصدیق کرتی ہے اور یہ لوگ اس سے پہلے اس کتاب اور مذہب کے وسیلہ سے کافرون پر غلبہ پانیکی دعا مانگا کرتے تہے تو جب ایسی چیز آگئی جسکو وہ خوب طرح جانتے پہچانتے ہین تو لگے اس سے کفر کرنے پس ایسے کافرون پر خدا کی پہٹکار۔
اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۷ سورہ انعام۔ ع ۲)۔	جن لوگون کو ہم نے الہامی کتابین دی ہین وہ پیغمبر عربی کو ایسا پہچانتے ہین جیسے اپنے بیٹون کو مگر جنکی جانین خسارہ مین ہین وہ تو ایمان لانے کے نہین۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ - يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ (پارہ نمبر ۳ - سورہ آل عمران - ع)۔

اے اہل کتاب تم دیکھہ بھال کر خدا کی آیتون سے کیون انکار کرتے ہو۔ اے اہل کتاب تم سچ جھوٹ کو کیون گڈ مڈ کرتے ہو۔ اور جان بوجھہ کر کیون حق کو چھپاتے ہو۔

اور تقلید کے بارہ مین ارشاد ہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۝ (پارہ نمبر ۷ - سورہ مائدہ ع ۱۴)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کتاب خدا نے اتاری ہے اسکی طرف اور رسول کیطرف آؤ تو وہ کہتے ہین کہ جس رستہ پر ہمنے اپنے باپ دادا کو پایا ہے وہی ہمارے لئے بس ہے چاہے انکے باپ دادا کچھہ بھی نہ جانتے ہون اور ہدایت نہ پائے ہوئے ہون۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُؤْمِنَ بِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ الْقَوْلَ يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ ۝ (پارہ نمبر ۲۲ سورہ سبا، ع ۳)۔

اور کافر کہتے ہین کہ ہم تو نہ قرآن پر ایمان لائینگے اور نہ ان کتابون پر جو اس سے پہلے ہین اور اے پیغمبر کاش تم دیکھو جب قیامت کے دن یہ ظالم اپنے پروردگار کے حضور مین جوابدہی کیلئے کھڑے کئے جائینگے اور ایک کی بات ایک ردکر رہا ہوگا کمزور یعنی ادنے درجہ کے لوگ بڑے لوگون سے کہین گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آئے ہوتے۔

اور ایمان وتصدیق کی بھی قریب قریب یہی صورت ہے اُدہر جبر کی وجہ سے زبانی کلمہ کفر کہنے والے اور دل سے ایمان رکھنے والے قابل معذوری ہین ادہر طمع اور کسی مفاد کے خیال سے زبانی ایمان لانے والون اور دل سے انکار کرنے والون کا اقرار غیر مقبول اور ناقابل توجہ ہے اور ایسے لوگون کا ذکر جنکو اصطلاح شرع مین منافق کہتے ہین قرآن مین اس کثرت سے ہے کہ اُسکے استشہاد کی ضرورت نہین۔ یہان پہونچکر نہایت حیرت ہوتی ہے ان لوگون کے قول پر جو کہتے ہین کہ اسلام مین جبراً مسلمان بنانے کا حکم ہے یا بانیٔ اسلام نے معاذ اللہ بزور شمشیر اپنے دین کو پھیلایا حالانکہ قرآن مجید بآواز بلند اور بتکرار کہتا ہے کہ ڈر یا لالچ سے جو لوگ اسلام قبول کرین وہ یقیناً کافر اور ناقابل مغفرت ہین بلکہ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔

بیشک منافق دوزخ کے سب سے نیچے کے درجے مین ہون گے۔

کہکر انکو دیگر کفار سے بھی زیادہ مورد غضب خداوندی ثابت کرتا ہے۔ پس جو مذہب اس شد و مد سے جبری اقرار کو غیر مقبول بتاتا ہو وہ کیونکر جبر کرنیکا حکم دیسکتا ہے۔

اور جس طرح اپنے اعتقاد کفر کو مدلل جاننے والے کافر مطلق اور ناری ہین اسی طرح بدلائل ایمان لانیوالے مومن کامل اور ناجی ہین اور جس طرح بہ تقلید کفر اختیار کرنیوالے واقعی کافر ہین اسیطرح بہ تقلید ایمان لانیوالے واقعی مسلمان ان دعوون مین سے ایمان بتقلید کی کسی طرح تشریح ضروری ہے کیونکہ عام طور پر علمائے اسلام عقائد کی کتابون مین ایمان بالتقلید کو غیر معتبر اور نامقبول کہتے ہین پس یہان اگر تقلید سے یہ مطلب ہے کہ امور مذکورہ پر پختہ اعتقاد نہ ہو بلکہ دلی تذبذب کے ساتھ لوگون کے کہنے سے تصدیق کر لی جائے تو بیشک ایسا اعتقاد نامقبول ہے کیونکہ گذشتہ تحقیق سے معلوم ہو چکا ہے کہ ایمان کے لئے دلی اعتقاد اور پختہ یقین مطلوب ہے اور ارشاد ہے

ایمان بالتقلید ۱۲

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۔ (پارہ نمبر ۲۶۔ سورہ حجرات۔ ع ۲)۔	بس (سچے) مسلمان تو وہ ہین جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لائے پھر (کسی طرح کا) شک (و شبہ) نہین کیا اور اللہ کے رستے مین اپنی جان و مال سے کوشش کی (حقیقت مین) یہی سچے (مسلمان) ہین۔

اور نیز فرمایا ہے :-

وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۔ (پارہ نمبر ۱۔ سورہ بقرہ۔ ع ۹)	اور بعض ان مین ان پڑھ ہین جو مُنہ سے لفظون کے (بڑبڑا لینے کے سوا کتاب (الٰہی کے مطلب) کو (کچھ بھی) نہین سمجھتے اور وہ فقط خیالی تکّے چلایا کرتے ہین۔

جس سے ثابت ہوا کہ اوپرے دل سے ماننے والے یا ظن اور شک کرنیوالے مسلمان نہین ہین اور اگر تقلید سے یہہ مراد ہو کہ اعتقاد تو پختہ ہو لیکن خود دلائل کو نہ پرکھا ہو اور صرف دوسرون کے بتانے پر یقین کر لیا ہو اور تقلید سے جو تحقیق کے مقابل بولی جاتی ہے مطلب بھی یہی ہوا کرتا ہے تو ایسے اعتقاد کا نامقبول ہونا قرآن سے ثابت نہین ہوتا بلکہ اس کے خلاف قرآن کا ارشاد ہے :-

(۱) وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ	اور (یہ بھی) مناسب نہین کہ مسلمان (اپنے گھرون سے) سب کے سب نکل کھڑے ہون ایسا کیون نہ کیا کہ انکی ہر ایک جماعت کے کچھہ لوگ (اپنے گھرون سے) نکلے ہوتے کہ دین کی سمجھہ پیدا کرتے اور جب (واپس)

يَحْذَرُوْنَ ؀ (پارہ نمبر ۱۱ ۔ سورہ توبہ ۔ ع ۱۵)	اپنی قوم مین واپس جاتے تو انکو نافرمانی خدا سے ڈراتے تاکہ وہ لوگ (بھی برے) کامون سے بچین۔

یہان ہر شخص کو دلائل و براہین کا پورا علم حاصل کرنے اور فقہ یعنے کامل تحقیق سے بہرہ یاب ہونیکے فرض سے معاف رکھا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ ہر فرقے مین کچھ لوگ ایسے ہون جو اپنا تمام وقت تحقیق دین مین صرف کرین اور اسکے ماله اور ماعلیہ سے مطلع ہون اور پھر وہ لوگ پسماندگان کو ان کے نفع نقصان سے آگاہ کرین شاید وہ انکا کہنا مان لین اور راہ راست پر آجائین پس اگر پسماندگان کو اسی کامل تحقیق کے ساتھ ایمان لانا ضروری ہے تو سب کو سفر کرنے اور علم حاصل کرنے کا حکم ہوتا کیونکہ وہ لوگ اپنے گھرون کے کاروبار مین مصروف رہکے اور وقت کا بہت سا حصہ امور معاش مین صرف کرکے اُن جیسا تبحر نہین حاصل کر سکتے۔ جنہون نے اپنا تمام وقت اسی مین صرف کیا ہو پس وہ لوگ جو کچھ کر سکتے ہین وہ یہی ہے کہ اپنے ان عالم بھائیون کی تحقیق پر بھروسہ کرین اور انکی ہدایت کے موافق اپنے اعتقاد کو درست کرلین اور یہ بعینہ تقلید ہے۔ (۲) اور ایک اور جگہہ فرمایا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ؀ (پارہ نمبر ۲۷ ۔ سورہ ۔ طور ۔ ع ۱)	اور جو لوگ ایمان لائے اور انکی اولاد ایمان کے ساتھ (نیک عملون مین) انکی پیروی کرتی رہی (تو ہم جنتیون کی پاس خاطر سے) انکی اولاد کو (بھی جنت مین) انکے ساتھ لیجا شامل کرینگے اور جنتیون کے اعمال (کے صلے) مین سے کچھ بھی کم نہ کرینگے (کیونکہ) ہر شخص اپنے عمل کے بدلے مین گرو ہے۔

یہان مؤمنین کی اولاد کی نسبت ارشاد ہے کہ اگر وہ بھی ایمان مین اپنے آبا و اجداد کا اتباع کرین تو مومن اور مستحق رحمت باری ہونگے پس اگر اولاد کے لئے سقم و صحت سے ماہر ہوکر پوری تحقیق کے ساتھ ایمان لانیکا حکم ہو تو اسکو آبا و اجداد کا اتباع کہنا معاذاللہ غلط ہوگا کیونکہ وہ بجائے خود مستقل اور کامل ایمان ہے اور اس ایمان کا ثواب اور اجر انکا حق ہے کوئی زائد از استحقاق احسان نہین جسکی نسبت کہا جائے کہ اسکے بدلے ہم مان باپ کے ثواب مین کچھ کمی نہ کرینگے اور نیز ایسی صورت مین اس آیت سے کسی جدید حکم کا فائدہ بھی نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اپنی تحقیق سے مسلمان ہونے والا ہر حال مین مسلمان ہی چاہیے اوسکے مان باپ مسلمان ہون یا نہون پس مان باپ کا اتباع کرنے اور ان کے ساتھ انکے ثواب مین بطور رحمت خاص حصہ لینے اور مان باپ کے ثواب کو کم نہ کرنے کی صورت یہی ہو سکتی ہے کہ مان باپ اپنی تحقیق سے ایمان لائے ہون اور

اسلیئے بہت بڑے اجر کے مستحق ہون اور اولاد نے وہ درجہ تحقیق کا نہ حاصل کیا ہو بلکہ اپنے مان باپ کی تقلید سے تصدیق کر لی ہو اور اس لئے وہ از روئے استحقاق اُس اجر کے دعویدار نہ ہو سکتے ہون مگر خداوند کریم اپنی رحمت سے انکو بھی مان باپ جیسا رتبہ بخشے۔ اور باایں ہمہ مان باپ کے حصہ مین بھی کمی نہ کرے (۳) ایک اور موقعہ پر فرمایا ہے:۔

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝ (پارہ نمبر ۲۴۔ سورہ مومن۔ ع ۴)۔	اور فرعون کے لوگون مین سے ایک مرد ایماندار تھا (اور) اپنے ایمان کو چھپاتا تھا وہ (یہ ماجرا سنکر) بولا کہ کیا تم (صرف اسلئے) ایک شخص کے قتل کے درپے ہو کہ وہ خدا ہی کو اپنا پروردگار بتاتا ہے حالانکہ وہ تمہارے پروردگار کیطرف سے تمہارے پاس معجزے لیکر بھی آیا ہے اور اگر بالفرض یہ شخص جھوٹا ہی ہو تو اسکے جھوٹ کا وبال اُسی پر پڑیگا) اور اگر سچا ہوا تو جس جس (عذاب) کا تمسے وعدہ کرتا ہے کوئی نہ کوئی (تو) تم پر (ضرور) آنازل ہوگا۔ بیشک جو شخص حد سے بڑھا ہوا (اور) جھوٹا ہو خدا اسی (نیک) ہدایت نہیں دیا کرتا۔

یہان منجملہ دلایل ایمان کے ایک مومن کی زبان سے یہ دلیل بھی بیان فرمائی ہے کہ اگر تم نبی کے دلایل باہرہ اور براہین ساطعہ کو نہین سمجھ سکتے تو اتنا تو خیال کرو کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو تمہارا کچھ بگڑنے کا نہین اور اگر سچا ہے تو پھر نہ ماننے سے تم ضرور نقصان اوٹھاؤ گے اور یہہ تلقین بعینہٖ تقلید کی تلقین ہے اور جو لاکھون کلمہ گو علم و فضل سے بے بہرہ دنیا کے ہر گوشہ مین پائے جاتے ہین اور وہ اسی قسم کے اقناعی ثبوت پر اپنے دل کو جمائے ہوئے ہین اور اپنے مذہب کی قوی دلیلون کے نام سے بھی واقف نہین پس اگر وہ سب مدامل کافر ہین اور درجہ تحقیق نہ حاصل ہونے کے سبب انکا ایمان حالانکہ سچے دل سے ہے غیر مقبول ہے تو اُس مومن آل فرعون کی یہہ ہدایت بالکل بے سود ہے اور قرآن کریم مین ترغیب و تحریص کے موقع پر اسکا ذکر کرنا معاذ اللہ بے معنی اور مہمل ہے۔

اور واقع مین جو فیوض و برکات اور جو روحانی و جسمانی ترقی انسان کو ایمان سے حاصل ہو سکتی ہے وہ اسی بات پر منحصر ہے کہ دلمین پختہ اعتقاد ہو خواہ وہ پختگی اپنی تحقیق سے حاصل ہوگئی ہو یا دوسرون کی تلقین و ہدایت سے اور تجربہ بتاتا ہے کہ جس قدر پختگی اور طمانیت جہلا کے اس تقلیدی ایمان مین ہوتی ہے

علما بسا اوقات باایںہمہ تبحر وتحقیق اسپر رشک کرتے ہین۔ خوب کہا ہے۔ ؎

مرو در عرصۂ دانش کہ آسیب تنک فہمان	یقین را در پناہ پردہ داران گمان بینی

اور علیٰ ہذا جو نکبت وادبار اور ظلمتِ اندرونی وبیرونی کفر پر مترتب ہے وہ بھی اسی دلی انکار یا شک پر موقوف ہے چاہے وہ انکار اپنی طرف سے ہوا یا اورون کے بہکانے سے کیونکہ اگر دلمین خدا کی ہستی اور اسکے احکام وفرامین کا یقین ہی نہین تو اسکے منشاء کے موافق عمل کرنیکی ترغیب ہی نہ ہوگی اور اگر ایسا یقین حاصل ہے تو پہر ضمیر اسکو ضرور افعال حسنہ کی جانب بلائیگا اور اطوار قبیحہ پر ملامت کریگا اور یہی وہ سرچشمہ ہے جس سے آیندہ کا عروج یا تنزل پیدا ہوسکتا ہے اور یہہ اثر تقلید اور تحقیق دونو صورتون مین موجود ہے پس کفر بالتقلید کی شقاوت اور ایمان بالتقلید کی سعادت ایک ہی اصول پر مبنی ہے اور جب کفر بالتقلید کی شقاوت کو مانتے ہین تو ایمان بالتقلید کی سعادت سے انکار نہین ہوسکتا۔

ایمان بالتقلید کی نامقبولیت کے لئے شاید یہہ آیت پیش کیجائے:۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۔ (پارہ نمبر ۱۹۔ سورہ فرقان ع۶)	اور (نیز) وہ لوگ کہ جب انکو انکے پروردگار کی آیتین سنا کر نصیحت کیجائے تو اندہے اور بہرے ہوکر انپر نہ گرین۔

مگر اس بارہ مین اتنا عرض کردینا کافی ہے کہ یہان خداوند کریم نے عباد الرحمان یعنی خدا کے راستباز بندون کی چند خصوصیتین ذکر کی ہین۔ مثلاً:۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ (پارہ نمبر ۱۹۔ سورہ فرقان ع۶)	اور (نیز) وہ جو جہوٹی گواہی نہ دین اور جو اتفاقاً بیہودہ شغلون کے پاس سے ہوکر گذرین تو وضعداری سے گذر جائین۔
اور وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ (پارہ نمبر ۱۹۔ سورہ فرقان ع۶)	اور جو خرچ کرنے لگین تو فضول خرچی نہ کرین اور نہ بہت تنگی کرین بلکہ انکا خرچ بیچ کی راس کا ہو۔

وغیر ذلک۔ اور ظاہر ہے کہ جس شخص مین یہہ باتین نہ ہون مگر دلی اعتقاد ہو وہ اگرچہ گنہگار ہوگا مگر کافر نہ ہوگا اور اوسکو وہ لوگ بہی مانتے ہین اور نیز خدا نے بہی یہان یہ نہین فرمایا کہ ایسے لوگ کافر ہین بلکہ انکی سچی طاعت اور کامل فرمانبرداری کا ذکر ہے اور یہ مطلب ہے کہ ان اوصاف والے اورون سے فائق اور افضل ہین اور منجملہ اون اوصاف کاملہ کے جو ایسے نیک بندون کی ترجیح اور فضیلت کا باعث ہین ایک یہ بہی ہے کہ وہ پوری تحقیق اور کامل تدبر سے فرامین خداوندی کو مانتے ہین اور اس مین کلام نہین کہ ایسے بندے ماوشما سے

17089

جو سنی سنائی باتون پر ایمان لے آئے ہین بمراتب ارفع اور اعلےٰ ہین مگر جس طرح لغویات اور اسراف کے مرتکب کافر نہین اسی طرح تقلیدی ایمان والے بھی کافر نہین ہین۔

جس قدر تحقیق ایمان وکفر کی تعریف دریافت کرنیکے لئے امکان مین تھی وہ کی گئی اور اس سے ایمان کی تعریف ثابت ہوئی کہ پانچون امور مذکورہ کو صدق دل سے ثابت اور برحق ماننا ہے اور جبر یا اور کوئی مانع نہ ہونے کی صورت مین زبان سے اقرار کرنا اور جب ایمان کی تعریف مین پانچ باتون کی تصدیق داخل ہے تو ان مین سے کسی ایک کی تکذیب خواہ اور چارون کی تصدیق ہو یا سب کی تکذیب ایمان نہ ہوگا۔ پس صرف اس دلیل سے بھی اور نیز آیات گذشتہ کی تصریح سے ثابت ہوا کہ کفر کی تعریف ان پانچون کا یا پانچ مین سے چند کا نہ ماننا ہے اور ان تفاصیل تک نہ پہونچنے والون کے لئے ایمان کی تعریف بالاجمال خدا کو تمام صفات اور تمام احکام مین حق اور راست ماننا اور کفر کی تعریف اسکی کسی صفت یا حکم سے انکار کرنا ہے اور آیات کلام اللہ مین سے جن آیات مین صرف خدا پر ایمان لانے کا حکم ہے انکو ایمان مجمل کی تعریف اور جنمین پانچون امور کا ذکر ہے انکو ایمان مفصل کی تعریف کہا جا سکتا ہے اور جن آیات مین ایمانیات کے ساتھ اعمال خارجی کا بھی ذکر ہے۔ مثلاً :۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۲۶ سورہ حجرات ع ۲)	بس (سچے) مسلمان تو وہ ہین جو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لائے اور پھر (کسی طرح کا) شک (وشبہ) نہ کیا۔ اور اپنے جان ومال سے اللہ کی راہ مین کوشش کی۔ بیشک یہی لوگ سچے (مسلمان) ہین۔
اور اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ (پارہ نمبر ۹ سورہ انفال ع ۱)	سچے مسلمان تو وہی ہین کہ جب خدا کا نام لیا جاتا ہے تو انکا دل دہل جاتا ہے۔ اور جب آیات الٰہی انکو پڑھکر سنائی جاتی ہین تو وہ ان کے ایمان کو اور بھی زیادہ کر دیتی ہین اور (ہر حال مین) اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ رکھتے ہین۔ جو نماز پڑھتے اور ہم نے جو انکو روزی دی ہے اوس مین سے (اللہ کی راہ مین) خرچ کرتے ہین یہی ہین سچے ایماندار ان کے لئے پروردگار کے ہان درجے ہین اور (گناہون کی) معافی اور عزت (و آبرو) کی روزی۔

انکو ایمان کامل یا تقوے اور نجات بے تقدیم عذاب کی تعریف سمجھنا چاہئے ۔ اور چونکہ ایمان صرف دل سے تعلق رکھتا ہے یا زیادہ سے زیادہ زبان سے اور کسی کے دل کا حال معلوم کرنا یا ہر شخص سے زبانی اقرار کرانا محال یا مشکل ہے اور معاملات دنیوی مین مومنین اور غیر مومنین کا باہمی سلوک اور برتاؤ مختلف ہے اور اس لئے تعارف کے وقت یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ مخاطب مسلمان ہے یا نہین اس لئے اُس حکیم و خبیر نے اسکے واسطے ایک آسان علامت بتادی ہے اور فرمایا ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ؕ (پارہ نمبر ۵ - سورہ نساء - ع ۱۳) -

مسلمانو! جب تم اللہ کے رستہ مین (لڑنے کے لئے) باہر نکلو تو جن لوگون پر چڑھ کر جاؤ انکا حال اچھی طرح تحقیق کرلیا کرو اور جو شخص (اظہار اسلام کیلئے) تمسے سلام علیک کرے اس سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہین

یعنی اجنبی سے ملنے کیوقت اُسکا اسلامی قاعدے کے موافق سلام سے پیش آنا اسکو مسلمان سمجھنے کیلئے کافی ہے اور جب تک ارکان ایمان کا انکار اسکی زبان سے نہ سنو تقدیم سلام سے اسکو مسلمان جانو اور ان گذشتہ کثیر التعداد آیات کو ملاحظہ کرنیکے بعد اس آیت سے یہہ نتیجہ نہین نکل سکتا کہ اگر ہمکو کسی شخص کا امور مذکورہ سے منکر ہونا بیقین معلوم ہو جائے تب بھی صرف السلام علیکم کہنے سے اسے مومن کہین اور علاوہ ان آیات کے خود اس آیت مین فتبینوا کی قید لگادی ہے جسکا یہ مطلب ہے کہ اگر یقینی علم اسکے مومن یا کافر ہونے کا حاصل کرنا ہو تو اسکے عقاید کی تحقیق کرلو اور تحقیق کے بعد اسکے ایمان یا کفر کا مدار ظاہر ہے کہ انہی ارکان کی تصدیق یا تکذیب پر ہوگا اور اسی طرح اس آیت مین ۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ ؕ (پارہ نمبر ۲۸ - سورہ مجادلہ - ع ۳)

(اے پیغمبر) جو لوگ اللہ اور روز آخرت کا یقین رکھتے ہین انکو تم نہ دیکھوگے کہ خدا اور اسکے رسول کے مخالفون کے ساتھ دوستی رکھین گو وہ انکے باپ یا انکے بیٹے یا انکے بھائی یا انکے کنبہ ہی کے (کیون نہ) ہون۔ یہی وہ (پکے مسلمان) ہین جنکے دلون کے اندر خدا نے ایمان کا نقش کردیا ہے اور اپنے فیضان غیبی سے انکی تائید کی ہے ۔

ایمان کامل کی علامت بیان فرمائی کہ وہ لوگ دشمنان خدا و رسول اور ایسے لوگون سے جو رسول کے درپئے ایذا اور دین کے درپئے تخریب ہون دوستی نہین رکھتے ۔

جس طرح کلام اللہ مین ایمان مجمل۔ ایمان مفصل۔ ایمان کامل اور علامت ایمان کی تفصیل ہے احادیث

نبوی مین بہی اسی طرح سب مدارج کا اپنے اپنے موقع پر ذکر ہے مثلاً بخاری و مسلم کی اُس مشہور حدیث مین جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور جسمین حضرت جبرئیل علیہ السلام کی زبان سے چند سوال کئے گئے ہین اسلام یعنی ایمان کامل کی تعریف مین جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہی

الاسلام ان تشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمد الرسول اللہ و تقیم الصلوۃ و تؤتی الزکوۃ و تصوم رمضان و تحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا۔ہ	اسلام یہ ہے کہ تو شہادت دے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین۔ اور یہ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا کے پیغمبر ہین۔ اور نماز پڑہے اور زکوٰۃ دے۔ اور رمضان کے روزے رکہے اور اگر سفر کی قدرت ہو تو خانہ کعبہ کا حج کرے۔

اور ایمان مفصل کے بارہ مین فرمایا:-

ان تؤمن باللہ و ملئکتہ و کتبہ و رسلہ والیوم الاخر و بالقدر خیرہ و شرہ۔	یہ کہ تو خدا پر اسکے فرشتون۔ کتابون۔ پیغمبرون اور روز قیامت پر ایمان لائے اور مانے کہ تقدیر کی بہلائی برائی سب خدا کی طرف سے ہے۔

اور حضرت ابی ذر رضؓ کی روایت کردہ متفق علیہ حدیث مین ارشاد ہے۔

ما من عبد قال لا الہ الا اللہ ثم مات علی ذلک الا دخل الجنۃ۔	کوئی بندہ ایسا نہین جو لا آلہ الا اللہ کہے اور اسی عقیدہ پر مرجائے اور پہر جنت مین نہ داخل ہو۔

یہان جیسا کہ مفصل بیان ہو چکا ہے ایمان مجمل کی تعریف ہے اور خود اسی حدیث سے یہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ ملائکہ و رسل وغیرہ پر ایمان لانا ضمناً خدا پر ایمان لانے مین داخل ہے کیونکہ حضرت ابو ذر رضؓ نے جن باتون کو ایمان باللہ مین داخل نہین سمجہا مثلاً زنا اور سرقہ انکی نسبت تعجب سے عرض کی کہ یا رسول اللہ زانی اور سارق بھی خدا پر ایمان لانیسے نجات پا سکتے ہین پس اگر امور مذکورہ بہی خارج ہوتے تو وہ ضرور استفسار کرتے کہ ملائکہ وغیرہ پر ایمان لانے سے بہی جنت مل سکتی ہے۔ اور بخاری مین حضرت ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالی کذبنی ابن آدم ولم یکن لہ ذلک و شتمنی ولم یکن لہ ذلک فاما تکذیبہ ایای فقولہ لن یعیدنی کما بدانی ولیس اول الخلق باھون علی من اعادتہ واما شتمہ ایای فقولہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خداوند تعالی فرماتا ہے کہ ابن آدم نے مجھے جھٹلایا اور اسے یہ شایان نہ تہا اور اس نے مجھے گالیان دین اور اسے ایسا نہ چاہیئے تہا اسکا میرے تئین جھٹلانا تو یہہ ہی کہ وہ کہتا ہی کہ جیسا اس نے مجھے پیدا کیا ہی پہر اسطرح زندہ نکریگا حالانکہ پہلی دفعہ پیدا کرنا مجھے دوبارہ زندہ کرنیکی نسبت کچھہ زیادہ آسان نتہا۔ اور گالیان

اتخذ اللہ ولدا او انا الاحد الصمد الذی لم الد ولم اولد ولم یکن لی کفوا احد۔	جو سُنئے مجھے یہ ہین یہ ہین کہ وہ کہتا ہو خدا کی بان بیٹا ہوا حالانکہ مین یگانہ اور مستغنی ہون نہ میرا کوئی بیٹا اور نہ مین کسی کا بیٹا۔ اور نہ کوئی میرا ہمسر

یہان ایمان مجمل کی وجہ بیان فرمائی ہے اور کہا ہے کہ قیامت کو نہ ماننا خدا کی تکذیب کرنا ہے۔ اور بخاری مین حضرت انس رضؓ کی روایت سے علامت ایمان کا بیان ہے

من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذلک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ	جو ہم جیسی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کیطرف منہ کرے اور ہمارے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا کھالے تو وہ مسلمان ہی جسکے خدا اور رسول ذمہ وار ہین۔

اور اسی طرح بہت سی احادیث مین مذکورہ بالا سب مراتب ایمان کی تشریح اور تفصیل ہے۔

اِس وقت تک روئے سخن اُن صحاب کیطرف تہا جو صرف خدا پر ایمان لانا کافی سمجھتے ہین اور اس بیان سے اگر بنظر انصاف ملاحظہ کرنے کی تکلیف گوارا فرمائین تو انکو غالباً اپنی رائے مین کسی قدر ترمیم کرنے کی ضرورت محسوس ہوگی لیکن بعض ایسے حضرات بھی دیکھنے مین آئے ہین جو سمجھتے ہین کہ مسلمانون کو اگرچہ حسب ہدایت قرآنی ان سب مدارج پر ایمان لانا ضروری ہے لیکن اور مذاہب جو خدا کو مانکر اپنے اپنے آئین پر کاربند ہین اور قرآن اور رسول عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) یا دیگر کتب سماوی اور انبیاء کو نہین مانتے وہ بھی نجات پا سکتے ہین اور قرآن انکو کافر نہین کہتا ایسے لوگون کو بھی گذشتہ تحریر کا ملاحظہ غالباً مفید ہوگا۔ مگر ہم انکی خدمت مین اس آیت کی طرف خاص توجہ کرنے کی درخواست کرتے ہین جہان خداوند کریم اہل کتاب وغیرہ کی نسبت فرماتا ہے:۔

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِىْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ (پارہ نمبر ۱۔ سورہ بقرہ۔ ع ۱۶)	تو اگر تمہاری طرح یہ لوگ بھی اِنہی چیزون پر ایمان لے آئین جنپر تم ایمان لائے ہو تو بس راہ راست پا گئے اور اگر انحراف کرین (تو سمجھو کہ بس وہ تمہاری) ضد پر ہین تو اے پیغمبر ان کے شر سے خدا (کا حفظ و امان) تمہارے لئے کافی ہوگا اور وہ (سب کی) سنتا اور ہر ایک کے حال سے واقف ہے۔

یہان تمام دیگر مذاہب کو مسلمانون جیسا ایمان لانا ضروری کہا گیا ہے اور وہ یہی ہے جسکی تفصیل گذر چکی اب امور خمسہ مین سے فرداً فرداً ہر ایک پر ایمان لانے کی صورت اور اون وجوہ کا بیان کیا جاتا ہے جن سے اس امر کو ماننے مین نقص رہتا ہے اور اس ضمن مین اکثر ان قواعد کی تنقیح بھی ہوگی جن سے مسلمانون کا دوسرا فریق اکثر امور مین اپنے مخالفین کو کافر کہتا ہے۔

ایمان باللہ

خدا پر ایمان لانے اور اسکو موجود و برحق ماننے کا حکم مکمل نہین ہو سکتا جب تک نہ بتایا جائے کہ وہ کیسی ہستی ہے اور اسکے صفات و کمالات کیا کیا ہین اس لئے قرآن مین جس قدر تفصیل اس مضمون کی ہے اسکے استشہاد مین غالباً کوئی ایک آیت بھی ایسی نہین جو پیش نہ کی جا سکے۔ مگر بطور اختصار چند آیات لکھی جاتی ہین مثلاً ارشاد ہے :-

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۠ (پارہ نمبر ۳۰ - سورہ اخلاص)	(اے پیغمبر یہ لوگ جو تمسے خدا کا حال پوچھتے ہین تو انسے) کہدو کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اسکی برابر کا ہے۔
اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۚ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــُٔـــوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۠ (پارہ نمبر ۳ - سورہ بقرہ ع ۳۴)	اللہ (وہ ذات پاک ہے کہ) اسکے سوا کوئی معبود نہین زندہ (کارخانہ عالم کا) سنبھالنے والا نہ اسکو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند اُسی کا ہے جو کچھہ آسمانون مین ہے اور جو زمین مین ہے کون ہے جو اسکے اذن کے بغیر اسکی جناب مین (کسیکی) سفارش کرے جو کچھہ لوگون کو پیش (آرہا) ہے (وہ) اور جو کچھہ انکے پیچھے (ہو گذرا) ہے (وہ) اسکو (سب) معلوم ہے اور لوگ اسکی معلومات مین سے کسی چیز پر دسترس نہین رکھتے۔ مگر جتنی وہ چاہے اسکی کرسی (یعنی سلطنت) آسمان زمین (سب) پر حاوی ہے اور آسمان و زمین کی حفاظت اسپر (مطلق) گران نہین اور وہ (بڑا) عالیشان (اور) عظمت والا ہے
اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْۗءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاۗءَ الْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۠ (پارہ نمبر ۲۰ سورہ نمل ع ۵)	بھلا کون ہے کہ جب کوئی (بیقرار ہو کر) اس سے فریاد کرے اور وہ اس بیقرار کی فریاد کو پہونچے اور (اسکی) مصیبت کو ٹال دے (اور کون ہے جو) زمین پر تم لوگونکو (اپنا) نائب بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھہ کوئی معبود (بھی) ہے (نہین مگر) تم لوگ غور (و فکر) کو بہت ہی کم کام مین لاتے ہو۔
هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۠	وہ اللہ (ایسا پاک ذات) ہے کہ اسکے سوا کوئی معبود نہین پوشیدہ اور ظاہر (سب) کا جاننے والا وہی بڑا مہربان (اور) رحم والا ہے

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (پارہ نمبر ۲۸ - سورہ حشر - ع ۳)	اور اللہ ایسا (پاک ذات) ہی کہ اسکے سوا کوئی معبود نہین (تمام جہان کا) بادشاہ ہے پاک ذات ہی (تمام عیبون سے) بری ہے امن دینے والا ہی نگہبان ہے زبردست ہے بڑا دباؤ والا ہے بڑی عظمت رکہتا ہے یہ لوگ جیسے جیسے شرک کرتے ہین اللہ (کی ذات) انسے پاک ہے۔ وہی اللہ (ہر چیز کا) خالق (ہر چیز کا) موجد (ہے) مخلوقات کی طرح طرح کی) صورتین بنانیوالا ہے (اسکی اچھی اچھی صفتین ہین اور انکی سبب سے) اسکے اچھی ہی اچھے نام ہین جو (مخلوقات) آسمان و زمین مین ہین (سب ہی تو) اسکی تسبیح (و تقدیس) کرتی ہین اور وہ زبردست (اور) حکمت والا ہے
وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۲ - سورہ بقرہ - ع ۲۳) -	اور (اے پیغمبر) جب ہمارے بندے تم سے ہمارے بارے مین دریافت کرین تو ان کو سمجہا دو کہ ہم (انکے) پاس ہین جب کبہی کوئی ہم سے دعا کرے تو ہم (ہر ایک) دعا کرنیوالے کی دعا کو سنتے (اور مناسب ہوتا ہے تو) قبول (بہی) کر لیتے ہین تو انکو چاہیے کہ ہمارا حکم (بہی) مانین اور ہم پر ایمان لائین تاکہ وہ سیدہے رستہ لگ جائین

جس قدر صفات کاملہ ان آیتون مین اور اسی مضمون کی دیگر آیتون مین مذکور ہین ان سب کو بہ تفصیل یا بالاجمال ماننا اور خدا کو ان سے متصف جاننا ضروری ہے اور اگر کوئی ان مین سے کسی ایک صفت سے بہی خدا کو متصف نجانے تو وہ خدا پر ایمان لانے والا نہ ہوگا کیونکہ تعریف کے کسی ایک جزو کو نہ ماننے سے معرف بدلجاتا ہے پس ایسا شخص حقیقت مین اس خدا کو ماننے والا نہ ہوگا جسکو ماننے کا قرآن حکم دیتا ہے اور نیز خدا کی صفات مین سے کسی ایک کو نہ ماننا خدا کو اس حیثیت سے ناقص سمجہنا ہے حالانکہ وہ ہستی سب طرح سے کامل اور ہر طرح کی محمدت عظمت اور برتری سے متصف ہے خدا فرماتا ہے ؛-

لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (پارہ نمبر ۱۴ - سورہ نحل - ع ۷)	بُری (بُری) باتین تو انہی لوگون کے مناسب حال ہین جو (کافر ہین اور روز) آخرت کا یقین نہین رکہتے اور اللہ کی شان کے مناسب تو وہ باتین ہین جو (عمدہ سے عمدہ اور اعلیٰ سے) اعلیٰ ہین اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔
وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (پارہ نمبر ۲۵ - سورہ جاثیہ ع ۴) -	اور آسمان و زمین مین اسی کی بڑائی ہے اور وہی زبردست بڑی حکمت والا ہے۔

اور اگر کوئی شخص خدا پر اور اسکی صفات کاملہ پر ایمان رکہتا ہو مگر کسی اور چیز کو بہی کسی صفت با کمال میں اس

جیسا سمجھتا ہو تو وہ بھی خدا کو ماننے والا نہ ہوگا۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے :-

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝ (پارہ نمبر ۲۵ سورہ شوریٰ ۔ ع ۱)	کوئی چیز (بھی) اس جیسی نہیں اور وہ (سب کی) سنتا اور سب کچھ) دیکھتا ہے۔

اور نیز خدا کے ساتھ دوسروں کو شریک سمجھنے والوں کو بار بار ناقابل مغفرت اور بعید از رحمت کہا گیا ہے مثلاً

إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝ (پارہ نمبر ۶ سورہ مائدہ ۔ ع ۱)	اس میں شک نہیں کہ جو اللہ کے ساتھ (کسی کو بھی) شریک گردانے تو اللہ کیطرف سے بہشت اُسپر حرام ہو چکی اور اسکا ٹھکانا دوزخ ہے اور (ایسے) ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہیں۔

اور مختلف طور پر خاص خاص صفات کے ذکر پر ان میں شرک کرنے والوں کو بھی کافر کہا گیا ہے۔ مثلاً

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَإِنْ لَمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ (پارہ نمبر ۶ سورہ مائدہ ۔ ع ۱)	جو لوگ کہتے ہیں کہ خدا تو بس تین میں کا (ایک) تیسرا ہے (یہ لوگ بھی اس کہنے سے) بیشک کافر ہو گئے حالانکہ خدائے واحد کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور (خدا کے بارہ میں) جیسی جیسی باتیں یہ لوگ کہتے ہیں اگر انسے باز نہیں آئینگے تو جو لوگ ان میں سے کفر کرتے رہینگے انپر عذاب دردناک نازل ہو کر رہیگا۔

یہاں خدا کے ساتھ اوروں کو خدائی میں شریک سمجھنے والے کافر ٹھہرائے گئے ہیں۔ اور

لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ۝ (پارہ نمبر ۱۳ ۔ سورہ رعد ع ۲)	(مصیبت کے وقت) اسی کو (پکارنا) سچا پکارنا ہے اور جو لوگ اس کے سوا اور دوسرے معبودوں کو پکارتے ہیں وہ انکی کچھ نہیں سنتے مگر ویسا ہی بیکار سننا) جیسے ایک شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کیطرف پھیلا تاکہ پانی (آپ سے آپ) اس کے منہ میں آجائے حالانکہ وہ (کسی طرح) اس کے منہ تک آنیوالا نہیں اور کافروں کی دعا تو یونہی بھٹکی (بھٹکی) پھرا کرتی ہے۔

یہاں خدا کے سوا اوروں کو حاضر ناظر جاننے والوں اور ان سے مرادیں مانگنے والوں کی نسبت فرمایا گیا ہے کہ ایسے کافروں کی دعا محض گمراہی ہے۔

یہاں سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ خود خدائی کا دعوٰے کرنیوالا بھی کافر ہے کیونکہ اگر وہ اپنے سوا کسی اور ہستی کے معبود ہونیکا قایل نہیں تو ظاہر ہے کہ وہ خدا کا منکر ہے اور اگر خدا کو مانتا ہے مگر اپنے تئیں بھی اسی جیسا ایک دوسرا خدا سمجھتا ہے تو شرک کا مرتکب ہے اور اگر اپنے اندر اسکے حلول یا ظہور کا

دعوے کرتا ہے تب بھی وہ چونکہ توالد و تناسل سے پیدا ہوا ہے اور تمام انسانی نقص اور حاجتین رکھتا ہے اسلئے اسکا دعوے الوہیت خدا کو مولود و حاجت مند اور ناقص سمجھنا ہے حالانکہ وہ اس قسم کے تمام عیوب سے مبرا اور منزہ ہے اور نیز صفات کمال مین اپنے تئین اسکا شریک اور ہمسر جانتا ہے اور آیات مذکورہ کے علاوہ جن سے ایسے اعتقاد کا کفر ثابت ہوتا ہے فرعون وغیرہ مدعیان الوہیت کا ذکر قرآن مین متواتر آیا ہے اور انکو کافر کہا گیا ہے ۔

علیٰ ہذا القیاس نبوت کا غلط دعوے کرنے والا بھی کافر ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مین بھی اسی طرح کے احکام دیسکتا ہون جیسے بارگاہ خداوندی سے نافذ ہوتے ہین اور ویسی ہی کلام کرسکتا ہون جیسی جناب باری کیطرف سے نازل ہوتی ہے اور چونکہ عام لوگ اکثر حالات مین براہ راست اس دعوے کو ماننے کیلئے تیار نہین پائے جاتے اسلئے انکو دھوکا دینے کے واسطے ظاہر کرتا ہے کہ یہ کلمات اور احکام خود خدا کیطرف سے مجھپر نازل ہوئے ہین اور اس طرح خدا پر بہتان باندھنے کا دوسرا جرم اپنے سر لیتا ہے پس وہ تنزیل شریعت اور قدرت کلام مین اپنے تئین خدا کا شریک سمجھنے اور خدا پر افترا کرنیکی وجہ سے کافر ہوتا ہے اور خدا نے یہی وجہ بیان فرمائی ہے جہان ارشاد کیا ہے :-

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ ۚ (پارہ نمبر۷ سورۂ انعام ع)	اور اس سے بڑھکر ظالم (اور) کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے یا دعوے کرے کہ میری طرف وحی آتی ہو حالانکہ اسکی طرف کچھ بھی وحی نہ آئی ہو اور نیز اس سے بڑھکر بھی ظالم اور کون ہوگا جو دعوے کرے کہ جیسا کلام تم کہتے ہو کہ اللہ نے انہین اتارا ہے دیکھو تو مین بھی ویسی ہی اتار دون۔

یہان خدا نے ایسے شخص کی نسبت فرمایا ہے کہ اس سے زیادہ ظالم اور کوئی نہین پس اگر دعوے نبوت شرک تک نہ پہنچاتا اور اس سے کمتر ہوتا تو مدعی کو سب سے زیادہ ظالم کہنا درست نہ ہوتا بلکہ اس صورت مین سب سے زیادہ ظالم شرک ہوتا کیونکہ شرک ہی ظلم ہے خدا فرماتا ہے :-

وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ (پارہ نمبر ۲۱ سورہ لقمان -ع ۲)	اور ایک وقت (وہ بھی تھا کہ) لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے وقت کہا کہ بیٹا! (کسی کو) خدا کا شریک نہ ٹھہرانا۔ اس مین شک نہین کہ شرک بڑے ہی ظلم کی بات ہے۔

جس سے ثابت ہوا کہ ایسا جرم شرک ہے اور شرک بھی سب اقسام شرک سے برتر اور بدتر اور نیز ظلم کے

تفضیل سے قرآن مین کہین کفار کے سوا کسی اور مجرم کا ذکر نہین کیا گیا بلکہ قریباً آٹھ جگہہ تو اس صیغہ سے دعوے نبوت یا خدا کی طرف غلط احکام منسوب کرنیکا ہی ذکر ہے۔ مثلاً

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ أُولَٰئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيبُهُم مِّنَ الْكِتَابِ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوا أَيْنَ مَا كُنتُمْ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا وَشَهِدُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ ۝ (پارہ نمبر ۸ - سورہ اعراف - ع ۴)	تو اس سے بڑھکر ظالم (اور) کون ہوگا جو خدا پر جھوٹ بہتان باندھے یا اسکی آیتون کو جھٹلائے یہی لوگ ہین جنکو (تقدیر کے) لکھے ہوئے مین سے انکا حصہ (رزق وغیرہ تو) پہنچیگا۔ یہان تک کہ جب ہمارے فرشتے انکی روحین قبض کرنیکے لئے انکے سامنے آموجود ہونگے تو (انسے) پوچھینگے کہ اب کہان ہین جنکو تم خدا کے سوا (حاجت روائی کے لئے) بلایا کرتے تھے تو وہ کہین گے کہ وہ تو ہم سے غائب (غلا) ہوگئے اور اپنے اوپر آپ گواہی دینگے (یعنی اقرار کرینگے) کہ بیشک وہ کافر تھے۔
فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ - (پارہ نمبر ۲۴ سورہ زمر - ع ۴)	تو اس سے بڑھکر ظالم کون جو خدا پر جھوٹ بولے اور (نیز اس سے کہ) سچی بات اسکو پہونچے اور وہ اسکو جھٹلائے کیا کافرون کا ٹھکانا جہنم مین نہین ہے۔

اور اس مسئلہ کے سوا تین جگہہ اور اس صیغہ کا استعمال ہوا ہے اور ہر جگہہ کفار مراد ہین۔ ارشاد ہے۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَن يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَن يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ (پارہ نمبر ۱ - سورہ بقرہ - ع ۱۴)۔	اور اس سے بڑھکر ظالم کون جو اللہ کی مسجدون مین خدا کا نام لئے جانیکو منع کرے اور انکی بیرونقی کے درپے ہے۔ یہ لوگ خود اس لائق نہین کہ مسجدون مین آئین بامین گر ڈرتے (ڈرتے) انکے لئے دنیا مین (بھی) رسوائی ہے اور انکے لئے آخرت مین (بھی) بڑا (بھاری) عذاب ہے۔
فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن كَذَّبَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَصَدَفَ عَنْهَا سَنَجْزِي الَّذِينَ يَصْدِفُونَ عَنْ آيَاتِنَا سُوءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يَصْدِفُونَ ۝ (پارہ نمبر ۸ سورہ انعام - ع ۲)	تو اس سے بڑھکر ظالم (اور) کون ہوگا جو اللہ کی آیتون کو جھٹلائے اور ان سے کنارہ کشی اختیار کرے۔ جو لوگ ہماری آیتون سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہین ہم عنقریب انکی کنارہ کشی کے بدلے بڑی مار کی سزا انکو دین گے۔
وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِآيَاتِ اللَّهِ فَأَعْرَضَ	اور اس سے بڑھکر ظالم کون جسکو خدا کی آیتین یاد دلائی جائین اور وہ انسے روگردانی

عَنْهَا وَنَسِیَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا۔ (پارہ نمبر ۱۵- سورہ کہف - ع)	کرے اور اپنی پہلی کرتوت کو بہول جاوے بات یہ ہے کہ ہم ہی نے ان کے دلون پر پردہ ڈالدیئے ہین تاکہ (حق بات) کو سمجھ نہ سکین اور ان کے کانون مین (ایک طرح کی) گرانی پیدا کر دی ہے اور (اے پیغمبر) اگر تم ان (لوگون) کو راہ راست کیطرف بلاؤ تاہم یہ کبھی روبراہ ہونے والے نہین

اور جو شخص خدا کو اور اوسکی صفات کاملہ کو مانتا ہو اور کسی اور کو بھی اس جیسا نہ سمجھتا ہو مگر وہ لوازم عبودیت اور خواص عبادت جو محض ذات باری سے مختص ہین کسی اور کی نسبت بجالاتا ہو وہ بھی کافر ہے۔ کیونکہ منجملہ صفات خاصہ کے ایک یہ بھی ہے کہ کوئی اور اسکے سوا لائق عبادت نہین پس غیرون کی پوجا کرنے والا گو اور تمام صفات کو غیرون مین موجود نہین سمجھتا لیکن اس صفت مین خدا کے ساتھ اورون کو شریک کرتا ہے اسلیئے اسے کافر کہا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے :-

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۔ (پارہ نمبر ۱۱- سورہ یونس - ع ۲)	اور (مشرکین) خدا کے سوا ایسی چیزونکی پرستش کرتے ہین جو نہ تو انکو نقصان ہی پہنچا سکتی ہین اور نہ انکو فائدہ ہی پہنچا سکتی ہین اور کہتے ہین کہ (ہمارے یہ معبود) اللہ کے ہان ہمارے سفارشی ہین (اے پیغمبر انسے) کہو کہ کیا تم اللہ کو ایسی چیز (کے ہونے) کی خبر دیتے ہو جسکو وہ نہ (تو کہین) آسمانون مین پاتا ہو اور نہ (کہین) زمین مین۔ وہ ان لوگون کے شرک سے پاک اور بالاتر ہے۔

اور فرمایا ہے :-

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِیْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِیْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۔ (پارہ نمبر ۲۳- سورہ زمر - ع)	سنو جی! خالص فرمانبرداری خدا ہی کے لئے اور جن لوگون نے خدا کے سوا (دوسرے دوسرے) حمایتی بنا رکھے ہین (اور کہتے ہین) کہ ہم تو انکی پرستش صرف اسلئے کرتے ہین کہ خدا سے ہمکو نزدیک کر دین تو جن جن باتون مین یہ لوگ اختلاف کر رہے ہین خدا (قیامت کے دن) انین اس (اختلاف) کا فیصلہ کر دیگا بیشک جو شخص جھوٹا (اور) ناشکرا ہو خدا اسکو (نیک) ہدایت نہین دیا کرتا

یہان ایسے لوگون کو جو اپنے مقتداؤن کو صرف شفیع اور وسیلہ قرب خدا مانکر انکی عبادت کرتے تھے کافر کہا گیا ہے۔ اور اگرچہ یہان سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ خدا کو مانتے تھے۔ مگر ایک اور جگہہ اور بھی صراحت سے کہا گیا ہے کہ وہ خدا اور اوسکی صفات خالقیت وغیرہ پر ایمان رکھتے ہین۔ چنانچہ

وَمَن كَفَرَ فَلَا يَحْزُنكَ كُفْرُهُ سے مضمون کو شروع کرکے آخر مین فرمایا ہے وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○

(پارہ نمبر ۲۱- سورہ لقمان- ع ۳)

اور (اے پیغمبر) جو شخص کفر کرتا ہے تو اوسکی کفر کی وجہ سے تمکو آزردہ خاطر نہین ہونا چاہیئے - اور (اے پیغمبر) اگر تم ان لوگون سے پوچھو کہ آسمانون کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو ضرور یہی جواب دین گے کہ خدا نے (اسپر تم ان سے) کہو کہ الحمد للہ مگر ان مین سے اکثر تو نہین جانتے -

اور سجدہ کو جو اظہار عجز و نیاز کا سب سے بڑا ذریعہ اور طرق عبادت مین سب سے اعلےٰ ہے بالخصوص علامت کفر کہا گیا ہے چنانچہ سلیمان علیہ السلام کے قصہ مین ہدہد کی زبان سے قوم بلقیس کے کفر کا یہی ثبوت پیش کیا گیا ہے کہ

وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ○ سجدہ

(پارہ نمبر ۱۹- سورہ نمل- ع ۲)

مینے ملکہ اور اوسکے لوگون کو دیکھا کہ خدا کو چھوڑ آفتاب کو سجدہ کرتے ہین - اور شیطان نے ان کے اعمال کو انہین عمدہ کر دکھایا ہے - اور ان کو راہ (راست) سے روک دیا ہے تو ان کو اتنی بات بہی نہین سوجھ پڑتی -

اور ایک اور جگہہ ارشاد ہے :-

وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ○ سجدہ

(پارہ نمبر ۲۴- سورہ حم سجدہ- ع ۵)

اور خدا کی (قدرت کی) نشانیون مین سے رات اور دن اور سورج اور چاند بہی ہین (تو لوگو!) نہ (تو) سورج کو سجدہ کرنا اور نہ چاند کو اور اگر تمکو خدا کی عبادت کرنی ہے تو اللہ ہی کو سجدہ کرنا جس نے ان چیزون کو پیدا کیا ہے -

یہان ان کنتم ایاہ تعبدون سے ثابت کیا گیا ہے کہ اور دن کو سجدہ کرنے والے اسکی خاص عبادت کرنے والے نہین ہین بلکہ غیرون کو عبادت مین شریک کرنیوالے ہین - اور ثابت ہو چکا ہے کہ جو اورونکو شریک کرین وہ کافر ہین - اور یہ سجدہ یا دیگر طرق عبادت اگرچہ افعال جوارح مین سے ہین جن کو حسب تحقیق بالا ایمان مین دخل نہین ہونا چاہیئے - لیکن جبر کی حالت کے سوا جو معاف کی گئی ہے اور حالات مین غیر اللہ کی عبادت یا اوسکے آگے سجدہ اسی حالت مین کیا جاتا ہے جب کرنے والا اس فعل کو جائز بلکہ باعث سعادت سمجھتا ہے اور اسکی یہ حالت دیگر معاصی کا ارتکاب کرنیوالون سے بالکل مغایر ہے جو شہوت اور نفس پرستی کے سبب کوئی جرم کرتے ہین اور دل سے اوسکو گناہ اور فعل بد سمجھتے ہین پس وہ شخص حقیقت مین صرف ایک ظاہری فعل کو بجا لانیکا

مجرم نہین ہے بلکہ خدا کے ساتھ صفت عبادت کے خاص ہونے سے انکار کرتا ہے اور دوسرون کو اُس مین شریک جانتا ہے اس لئے اسکا یہہ فعل قلب سے تعلق ہے اور اسی لئے کفر کو پہنچاتا ہے۔

البتہ یہان یہہ سوال ہوسکتا ہے کہ فرشتون نے حسب حکم ربانی حضرت آدم علیہ السلام کو اور برادران یوسف نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا مگر وہ کافر نہین ہوئے بلکہ اسکے برخلاف شیطان اس فعل کو نہ بجالانے سے کافر ہوا جس سے ثابت ہوا کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا کفر نہین ہے۔

اسکا جواب اکثر اہل علم کی طرف سے یہہ دیا جاتا ہے کہ یہہ سجدہ سجدۂ عبادت نہین بلکہ سجدۂ تحیتہ ہے جو پہلے انبیا کی شریعت مین جایز تھا۔

مگر ایک فعل کفر کا کسی شریعت ربانی مین جایز ہونا گو غرض مختلف ہو کسی طرح قرین قیاس نہین کیونکہ شریعت محمدیہ مین اسکا مطلقاً ممنوع قرار پانا اون لوگون کے نزدیک اسی وجہ سے ہے کہ نیت دل کا فعل ہے اور دوسرون کو معلوم نہین ہو سکتی۔ پس اگر عبادت کے سوا اور اغراض سے سجدہ جایز قرار دیا جاتا تو اکثر بندگان خدا اس بہانے سے دوسرون کی عبادت کرنے لگتے اور شرک کا نہایت آزادی سے رواج ہوجاتا حالانکہ اسی کو دور کرنیکے لئے مذاہب حقہ کی ضرورت ہے۔ لیکن ممانعت سجدہ کی اس وجہ کو اسلامی زمانے سے کوئی خصوصیت نہین۔ بلکہ پیشتر کے زمانون مین جبکہ جہالت اور تاریکی اب سے بہت زیادہ تھی یہہ وجہ اور بھی قوی ہوگی پس جس حکیم و خبیر عالم الغیب نے اس زمانے مین اس وجہ کو مدنظر رکھکر ممانعت سجدہ کا حکم نافذ فرمایا وہ گذشتہ زمانے مین کیونکر ایسی مطلق العنانی کو جایز رکھتا۔ اور گذشتہ تحقیق سے ثابت ہوا کہ ممانعت سجدہ کی وجہ شان معبودیت کا مخض ذات باری سے خاص ہونا اور سجدہ وغیرہ طرق عبادت کا کسی اور کی نسبت بجالانا حسب ارشاد قرآنی علامت کفر ہونا ہے۔ اور یہہ وجہ ہی ہر زمانے مین یکسان موجود ہے پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ کسی وقت اس حقیقت کو بدلدیا جاتا اور معبودیت خدا کے ساتھہ خاص نہ رہتی یا سجدہ وغیرہ عبادت مین داخل نہ ہوتے۔

تعجب ہے کہ صاحب تفسیر کبیر نے بھی گذشتہ جواب کو دیگر جوابون سے بہتر کہا ہے حالانکہ خود ہی ایک حدیث پیش کی ہے جس مین ذکر ہے کہ حضرت معاذ رضؓ جب یمن سے آئے تو انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کیا۔ آپنے فرمایا کہ معاذؓ یہ کیا۔ انہون نے عرض کی یارسول اللہ یہود اپنے بزرگون کو اور عیسائی اپنے پیشواؤن کو سجدہ کرتے ہین۔ اور مین نے انسے وجہ پوچھی تو کہنے لگے کہ یہہ انبیا کی تحیت یعنی سلام ہے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کذبوا علی انبیائھم یعنی انہون نے اپنے نبیون پر جھوٹ باندھا۔ پس

جب سجدہ کو انبیار کا سلام کہنا حسب ارشاد رسالت پناہی جہوٹ ہوا تو شرائع سابقہ مین اسکا جواز سمجہنا کیونکر درست ہوگا۔

پس امر واقعی اس مقام پر یہی ہے کہ سجدہ کلام الٰہی مین پیشانی کو اظہار عجز و نیاز یعنی عبادت کے لئے زمین پر رکہنے اور اظہار اطاعت و انقیاد دونون معنون مین آیا ہے۔ مثلاً

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِؕ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُؕ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُؕ (پارہ نمبر ۱۷ سورہ حج ۔ ع ۲)	(اے مخاطب) کیا تو نے اس بات پر نظر نہین کی کہ جو (مخلوق) آسمانون مین ہے اور جو (مخلوق) زمین مین ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چارپائے (سب ہی تو) خدا کے آگے سرنگون ہین اور بہت سے آدمی (بہی) اور (آدمیون مین سے بہت سے (ایسے بہی) ہین جنپر (نافرمانی کی وجہ سے) عذاب (کا آنا) لازم ہو چکا ہے۔ اور جسکو اللہ ذلیل کرے تو پہر کوئی اوسکو عزت دینے والا نہین خدا ہی جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔
اور ۔ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ (پارہ نمبر ۲۷ سورہ رحمٰن ع ۱)	اور (جہاڑی) بوٹیان اور درخت (بارگاہ الٰہی مین) سربسجود ہین۔

یہان ظاہر ہے کہ پہاڑون اور درختون وغیرہ کا پیشانی زمین پر رکہنا مراد نہین بلکہ اطاعت اور انقیاد مراد ہے۔ پس جب لفظ سجدہ دونون معنون مین خود قرآن مین مستعمل ہے اور آیات زیر بحث یعنی ملائکہ اور برادران یوسف کے ذکر سجدہ مین عبادت کے لئے پیشانی کا زمین پر رکہنا مراد نہین ہو سکتا اسلئے کہ دیگر آیات مین بصراحت اسکی ممانعت ہے تو لامحالہ دوسرے معنے یعنی اظہار اطاعت و انقیاد مراد ہونگے اور یہ اطاعت اور انقیاد غیر اللہ کے لئے ممنوع نہین۔ خدا فرماتا ہے ۔

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ (پارہ نمبر ۵ ۔ سورہ نسار ۔ ع ۸)۔	(اے مسلمانو!) خدا کی فرمانبرداری کرو اور رسول کی اور حاکم وقت کی بہی ۔

یہان ہمکو خدا کے سوا رسول بلکہ اولی الامر تک کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم ہے۔ اور

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً (پارہ نمبر ۲۱ سورہ لقمان ۔ ع ۳)	کیا تم (لوگون) نے (اس بات پر) نظر نہین کی کہ جو کچہہ آسمانون مین ہے اور جو کچہہ زمین مین ہے سب کو اللہ نے (اپنے اقتدار سے) تمہارا مطیع فرمانبردار کر رکہا ہے اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی (سب طرح کی) نعمتین پوری کی ہین

یہان تمام زمین و آسمان کی چیزون کو جن مین ملائکہ بہی شامل ہین انسان کا مطیع اور فرمانبردار کہا گیا ہے۔ پس

اسی مضمون کو وہان سجدہ کے لفظ سے ادا کیا گیا اور فرشتون کو حضرت آدم علیہ السلام کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم ہوا جسے انہون نے تسلیم کیا اور برادران یوسفؑ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے سے برتر اور بہتر مانکر اونکی اطاعت کا اقرار کیا۔

امام رازیؒ کی اس جواب کو ضعیف کہنے کی وجہ بھی تعجب انگیز ہے وہ فرماتے ہین کہ سجدہ شرع مین پیشانی رکھنے کو کہتے ہین پس اصل لغت مین بھی یہی معنی ہون گے اس لئے اظہار اطاعت کے معنے نہین ہو سکتے حالانکہ خود قرآن مین اس معنی کی آیتین موجود ہین اور خود ہی اس مقام پر پہلے اَلنَّجْمُ وَالشَّجَرُ یَسْجُدَانِ (جھاڑی بوٹیان اور درخت (خدا کے آگے) سربسجود ہین) کو نقل کیا ہے پس شرع مین صرف وہی معنی کیونکر ہوئے. اور دوسرے عرفی معنون سے لغوی معنون کا قیاس کرنا بھی عجیب ہے جس سے لازم آتا ہے کہ صلوٰۃ کے معنی لغت مین بھی یہی سجدہ رکوع قومہ جلسہ وغیرہ ارکان مخصوصہ ہون کیونکہ عرف شرع مین بھی یہی معنی ہین اور اسلئے جس طرح یہان اس دلیل سے فرشتون کا پیشانی رکھنا ثابت کرتے ہین یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ (نبیؐ پر صلوۃ بھیجتے ہین) مین نماز پڑھنا مراد لین۔ اور حقیقت یہہ ہے کہ عرفی اور لغوی معنون مین اگرچہ مشابہت ہوتی ہے لیکن دونون کا ایک ہونا ضرور نہین اور زیادہ حیرت یہ ہے کہ خود ہی سجدہ کے معنون مین شاعر کا قول نقل کرتے ہین ترے الاکم فیھا سُجَّدًا للحوافر (تو اس جنگل مین ٹیلون کو گھوڑون کے سمون کے آگے سربسجود دیکھیگا) جس سے صاف ثابت ہے کہ لغت مین سجدہ کے معنی زیر ہونا اور اطاعت کرنا بھی ہے۔

مقام شکر ہے کہ خدا پر ایمان لانے کے جس قدر مراتب ذکر ہوئے انکی ضرورت اور انکے خلاف کرنیسے کفر ہونیکے اعتقاد مین تمام اسلامی فرقے یکزبان ہین اور اگرچہ جہلا سے بعض اوقات غلبہ محبت اور فرط شوق سے اپنے مقتداؤن کی نسبت کچھہ مشرکانہ حرکات ظاہر ہوجاتی ہین لیکن اہل علم و دانش عموماً ان افعال کو شنیع اور قابل نفرت سمجھتے ہین اور اسلئے ایمان کی اس شق مین جو سب سے اعلے اور ارفع ہے مسلمانون مین کوئی اختلاف نہین جسمین غور و تامل کی ضرورت ہو البتہ ایک مسئلہ وحدت وجود کا مسلمانون مین دایر ہے جس نے انکو دو فرقون مین تقسیم کر دیا ہے اور اس بنا پر ہر فریق دوسرے کو کافر یا مشرک کہتا ہے اس لئے اس بارہ مین کسی قدر فکر کرنا ضروری ہے اور چونکہ خدا کو ماننے کے تمام مراتب معلوم ہو چکے ہین اس لئے جس فریق کا اعتقاد اس بارہ مین مذکورہ بالا قاعدون کے خلاف ثابت ہوگا وہ یقیناً کافر ٹھہریگا۔ اور اگر دونون اس دایرہ کے اندر رہین گے تو ایک کا دوسرے کو کافر کہنا غلط ہوگا۔

وحدت وجود کا اعتقاد جہان تک عقل کام کرسکتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ ایک فلسفی مسئلہ اور ایک موحدانہ اعتقاد کا مرکب ہے اہل فلسفہ کا یہ قدیمی اعتقاد ہے کہ کوئی چیز عدم محض سے موجود یا موجود سے عدم محض نہین ہوسکتی اور یہ جو کچھہ تغیرات عالم مین پائے جاتے ہین ان مین ہر چیز کا ایک صورت سے دوسری صورت مین انتقال کرنا پہلی حالت کا معدوم ہونا اور دوسری صورت مین انتقال کرنا پہلی حالت کا معدوم ہونا اور دوسری صورت کا موجود ہونا ہے ورنہ حقیقی عدم وجود یا موت وولادت کوئی چیز نہین اس خیال کے اثر سے بعض حکماے قدیم اس عالم کی قدامت کے قایل ہوگئے کیونکہ ان کے خیال مین اگر عالم حادث ہوتا تو اسکا محض عدم سے وجود مین آنا لازم آتا اور جن لوگون نے اس سے ذرا ترقی کی اور حدوث عالم کے قایل ہوئے ان کے دو فرق ہوگئے ایک جن کے نزدیک روح کوئی چیز نہین صرف مادّہ کو قدیم ماننے لگے اور دوسرے جو روح کو بھی مانتے تہے مادہ اور روح دونو کو ازلی سمجہنے لگے۔ تا اس عالم کی اصل قایم ہو اور نیست سے ہست ہونا لازم نہ آئے پہر جو خدا کو بھی مانتے تہے وہ پہلی صورت مین خدا اور مادہ دو اور دوسری صورت مین خدا۔ مادہ اور روح تین چیزون کی قدامت کے قایل ہوئے یہان تک تو اس مسئلہ کو مانکر اہل حکمت نے جولان کیا پہر جب وحدت صانع کا مسئلہ تحقیق ہوا اور عقل انسانی کی ترقی یا مذاہب حقہ کی ہدایت نے ثابت کیا کہ خدا جیسا اپنی ذات مین یکتا ہے اپنی صفات مین بھی یگانہ ہے اور اسلئے جس طرح خالق اور قادر اسکے سوا کوئی اور نہین قدیم اور ازلی بھی صرف وہی ایک ذات ہے تو جن لوگون کے دل پر عدم و وجود کا فلسفی مسئلہ نقش ہوچکا تہا انکو مادہ اور روح کو حادث ماننے کی صورت مین اس عالم کے سرچشمہ کی تلاش ہوئی اور یہ مسئلہ ایجاد کیا گیا کہ موجودات عالم جو کچھہ نظر آتی ہین کوئی اور چیز نہین ہے جس کے واسطے مادہ کی ضرورت ہو بلکہ وہی ایک ذات ہے جو کبھی مطلق اور غیر جسمانی ہے اور کبھی مقید اور مجسم اور وہی ایک موجود ہے جو رتبہ اطلاق مین خالق اور صانع ہے اور درجہ تقید مین مخلوق اور مصنوع اور حالت اولی مین تمام مدارج کمال اور صفات جلال و جمال سے موصوف ہے اور حالت ثانیہ مین تمام لوازم احتیاج اور خواص عجز و نیاز سے متصف ہے اور اس لئے حالت اولی معبود ہے جسکے سوا کوئی اور معبود نہین اور حالت ثانیہ عبد جسکو اس معبود کے سوا کسی اور کی عبادت جایز نہین اور جب اس تشریح سے ان کے قدیم اعتقاد مین بھی نقص نہ آیا اور توحید کا مسئلہ بھی درست بیٹہہ گیا تو اسکے استشہاد مین چند آیات بھی تلاش کی گئین جن کے معنی غیریت خالق و مخلوق کو مانکر بھی ہوسکتے تہے اور انکی اپنے اعتقاد کے موافق تفسیر کی گئی اور رفتہ رفتہ یہ ایک خاص اسلامی مسئلہ قرار پایا بلکہ اپنی ہستی کے انکار اور محض وجود ربانی کے اقرار کی وجہ سے اکثر اہل دل کو اس مین تقدس اور

ن مسئلہ وحدت وجود ۱۴۰

انابت کا جلوہ اعتقاد غیریت کی نسبت زیادہ نظر آیا اور طالبان خدا کا ایک بڑا گروہ اور نیز مدعیان حکمت ونظر کا ایک معتدبہ حصہ اس اعتقاد کا حامی ہوگیا اور پھر ان لوگون کی جولانی عقل اور روانی طبع نے اس مسئلہ کو وہ آب وتاب دی کہ بادی النظر مین انکی طولانی تقریرون اور درخشان دلیلون مین اسکے اصول موضوعہ یعنی مسئلہ عدم و وجود کا شائبہ بھی نہین معلوم ہوتا بلکہ بظاہر یہ عمارت مستقل ستونون پر قایم دکھائی دیتی ہے چنانچہ انکی سب سے قوی دلیل یہہ ہے کہ اگر خدا اور دیگر کائنات باہم غیر ہون تو ان کے درمیان ایک حد فاصل ہوگی جو دونو کو ایک دوسرے سے جدا کرے گی ورنہ انکا متحد ہونا لازم آئیگا اور بصورت حد فاصل ہونیکے ذات باری اس حد تک محدود ہوگی جو ایک نقص ہے اور شان الوہیت اس سے پاک ہے -

لیکن یہی سوال خود انکی مقرر کردہ صورت پر بھی ہوسکتا ہے کیونکہ مطلق بحیثیت اطلاق اور مقید بحیثیت تقیید باہم غیر ہین گو اس حیثیت سے قطع نظر باہم متحد ہون پس اس درجہ اطلاق اور درجہ تقیید مین بھی ایک حد فاصل ہوگی ورنہ مطلق کا مقید ہونا اور مقید کا مطلق ہونا لازم آئیگا اور تفاوت درجات جو ان کے نزدیک مدار معبودیت و عبودیت ہے باطل ہوجائیگا پس اس حد فاصل سے مطلق محدود ہوجائیگا جو اسکی شان اطلاق اور حالت الوہیت و معبودیت کے منافی ہے تو غیریت جاننے والون پر جس محدودیت کا الزام ہے وہ بھی خلاف شان الوہیت نہوگی اور حق یہہ ہے کہ جسمانیات جو طول و عرض و عمق سے متصف ہین ان کے باہم دگر متصف ہونے سے ایک حد فاصل پیدا ہوتی ہے جو طول عرض وغیرہ کو محدود کرتی ہے اور ان ابعاد کی مقدار اور پیمایش پیدا ہوتی ہے اور یہ سب لوازم احتیاج ہین مگر جو ذات جسم سے پاک ہے نہ اوس مین طول و عرض ہوگا اور نہ انکی تحدید مقدار و پیمایش پیدا کریگی پس خالق و مخلوق کی غیریت سے وہ تحدید لازم نہین آتی جو باعث نقص و احتیاج ہو -

اور انکی دوسری دلیل یا بالفاظ دیگر اعتراض جو معتقدین غیریت پر کیا جاتا ہے اور جو اس رسالہ کے موضوع بحث سے خاص تعلق رکھتا ہے یہہ ہے کہ فریق ثانی چونکہ خدا کے سوا دیگر کائنات کو بھی موجود مانتا ہے اسلئے وہ خدا کی صفت وجود مین انکو شریک کرتا ہے اور مشرک ٹھہرتا ہے -

اور بیشک خدا کی کسی صفت کو دوسرون مین موجود سمجھنا شرک اور ناقابل مغفرت ہے مگر اس بارہ مین شرکت تک پہونچانے والا اعتقاد جب ہی ہوسکتا ہے کہ مخلوق مین اس صفت کو ویسا ہی کامل و اکمل سمجھا جائے جس طرح وہ خدا مین ہے - مثلاً کسی کو دوسرون کے حال کا ایسا واقف سمجھنا کہ وہ ہر وقت اسکی نظر مین ہین اور سامنے اور پیچھے ہر حال مین انکی ذرہ ذرہ بات کو جانتا اور اطلاع رکھتا ہے تو چونکہ یہ صفت مخصوص ذات باری کا خاصہ ہے یہ اعتقاد شرک ہوگا

لیکن اگر کہا جائے کہ فلان شخص کو فلان کے حالات سے اسکی اپنی اطلاع دینے یا جاننے والے یا اپنی آنکھون دیکھنے کے سبب پوری واقفیت ہے تو اگرچہ یہہ بہی اس صورت مین دوسرے کے حال کا دانا اور خبیر ہے لیکن واقع مین اس علم کے ناقص ہونے اور ذرائع پر انحصار رکہنے کے سبب نہین کہا جا سکتا کہ ایسے شخص کو خدا کے صفت علم مین شریک کیا گیا ہے اور قرآن مین ان صفات کمال کا جو خاصہ خداوندی ہین دوسری حیثیت سے غیرون پر بکثرت اطلاق ہوا ہے مثلاً ارشاد ہے :۔

اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ؕ (پارہ نمبر ۲۰ سورہ نمل رع ۵)	بہلا کون ہے جو مخلوقات کو اول بار پیدا کرتا ہے پہر اسی طرح کی مخلوقات بار بار پیدا کرتا رہتا ہے اور کون ہے جو تم لوگون کو آسمان و زمین سے روزی دیتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود (بہی) ہے نہین۔ (اے پیغمبر ان سے) کہو کہ اگر (شرک کے دعوے مین) سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو۔

یہان صفت رزق کو اپنی ذات کے ساتھ خاص کیا ہے اور پہر ایک جگہہ فرمایا ہے :۔

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۔ (پارہ نمبر ۴ سورہ نساء ع ۱)	اور مال جسکو خدا نے تمہارے لئے (ایک طرح کا) سہارا بنایا ہوا ن (یتیمون) کے حوالے نکرو جو کم عقل ہون ہان اسمین سے ان کے کہانے پہننے کو دو اور انکو نرمی سے سمجہا دو۔

یہان یتامی کے سرپرستون کو انکا رازق کہا گیا ہے اور وجہ یہی ہے کہ خدا اپنے پاس سے رزق دیتا ہے اور یہہ لوگ خدا کے دیئے ہوئے رزق سے دوسرون کو حصہ دیتے ہین اور اسلئے محض نام مین شریک ہونے سے واقعی شریک نہین بن سکتے اور یہی صورت وجود کی ہے کہ ذات باری سے وہ وجود خاص ہے جو بالذات ہے اور کسی اور کے فعل سے پیدا نہین ہوا۔ اور دیگر مخلوق جو غیر اللہ مانی گئی ہے اگر یہہ اعتقاد غلط ہو تب بہی انکے نزدیک اس وجود سے متصف ہے جو خدا تعالیٰ نے اسے بخشا ہے پس اس وجود بالذات اور وجود بالغیر مین ویسی ہی مغایرت ہے جیسی رازقیت بالذات اور رازقیت بالواسطہ مین ہے اسلئے جس طرح غیرون کو ایسا رازق ماننے سے شرک لازم نہین آتا اسیطرح ان کو ایسا موجود ماننا بہی خلاف توحید نہ ہوگا البتہ اگر کائنات کو رازق بالذات اور موجود بے واسطہ موجد مانا جائے تو شرک ہوگا مگر بحمدہ مسلمانون مین نادان سے نادان شخص بہی ایسا اعتقاد نہین رکہتا پس اس بنا پر انکو مشرک کہنا محض غلط ہے علیٰ ہذا وحدت وجود کے قائلین چاہے کیسا ہی غلط خیال رکہتے ہون لیکن وہ ایک ایسی ہستی کو مانتے ہین جو خالق بہی ہے اور رازق بہی ہے اور جو ایسی معبود ہے کہ اوسکے سوا اور کوئی معبود نہین۔ غرض اسے تمام صفات کمال سے

جس طرح قرآن مجید مین وارد ہے متصف مانتے ہین اور دیگر تمام کائنات کو گو اُسی کا مظہر جانتے ہین لیکن مخلوق اور زیر فرمان اور تمام لوازم عجز و نیاز سے موصوف خیال کرتے ہین اور کسی مین خدا جیسی کوئی صفت موجود نہین سمجھتے اور یہی وہ مدارج ہین جن پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے پس اس صورت مین انکو منکر خدا یا مدعی الوہیت عیر کہنا محض زبردستی اور سینہ زوری ہے -

بعض مخالفین وحدت وجود انکی تکفیر و تضلیل کے سلسلہ مین حلول کا مسئلہ چھیڑ دیتے ہین اور یہ الزام دیکر کہ ایسے لوگ خدا کو حال اور اپنے تئین اسکا محل جانتے ہین کافر کہتے ہین اور واقع مین اگر وہ خدا کے حلول کے قائل ہوتے تو چونکہ ذات باری مکان وغیرہ لوازم احتیاج سے پاک ہے وہ قطعًا کافر ٹھہرتے۔ لیکن حقیقت مین یہ الزام محض اتہام ہے کیونکہ حلول کے لئے حلول کرنیوالے اور حلول کرنے کی جگہہ دو چیزون کا وجود ضروری ہے اور اُنکے نزدیک اُس ایک موجود کے سوا دوسری چیز کی ہستی ہی نہین پس وہ کیونکر خیال کر سکتے ہین کہ خدا نے ان مین حلول کیا -

ایک اور قباحت جو اس اعتقاد مین بیان کی جاتی ہے یہہ ہے کہ ایسے لوگ اپنے تئین عین خدا جانکر تمام لوازم عبودیت سے مستغنی ہو جاتے ہین اور تمام مدارج عبادت کو ترک کر دیتے ہین اور بیشک اس الزام کی وجہ بنا کسیقدر موجود بھی ہے اور اس اعتقاد والے اکثر جہلا کو اطاعت احکام خدا و رسول سے بے پروا بلکہ اپنے پیشواؤن کی نسبت اکثر مشرکانہ حرکات ظاہر کرتے دیکھا جاتا ہے۔ مگر انصاف سے غور کیا جائے تو یہہ قصور خود اون جہلا اور اون کے نادان اور بزعم خود غلط پیشواؤن کا ہے ورنہ حسب تصریح ائمہ وحدت وجود اور حسب قواعد مذہب ہذا کائنات کے تمام مراتب تقید مین اطاعت احکام شریعت سے مخلصی نہین ہوتی۔ اور انسان گو نبوت اور رسالت کے درجہ تک پہونچ جائے ان کے نزدیک عبودیت سے نہین نکلتا اور دوسرون کو اسکی عبادت اور تعظیم جو شایان شان ایزدی ہے کسی طرح جائز نہین سمجھتے اور جہلا کا عینیت وجود سے ترقی کرکے اپنے تئین خدا کہنا ان کے اصل مذہب کے بالکل خلاف ہے اور سمجھہ مین بھی نہین آسکتا کہ کوئی شخص اپنے تئین موجود بھی نہ سمجھے اور اپنی طرف کسی حالت وجودی کو منسوب کرنا گوارا بھی نہ کرے اور پھر اپنے تئین ایسا موجود بھی سمجھے کہ خود خدا کہلائے -

جہلا کی اس مسئلہ سے ایسے غلط نتیجہ تک پہونچنے کی مثال بعینہ یہہ ہے کہ مذہب اسلام نے مسئلہ تقدیر کی تعلیم دی ہے اور بتایا ہے کہ انسان کا کوئی فعل اور دنیا کا کوئی واقعہ ایسا نہین جس کا خدا کو ازل سے علم نہ ہو اور جو کچھہ خدا کے علم مین ہے اُسی طرح ظہور مین آتا ہے۔ خدا فرماتا ہے:-

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِن قُرْآنٍ	اور (اے پیغمبر) تم کسی حال مین ہو اور قرآن کی کوئی سی آیت بھی لوگونکو

وَلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَا اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ؕ (پارہ نمبر ۱۱ - سورہ یونس - ع)

پڑہکر سنا رہی ہو اور (لوگو) تم کوئی سا عمل بہی کر رہے ہو ہم (ہمہ وقت) جب تم اس کام مین مشغول ہوتے ہو تمکو دیکھتے رہتے ہین اور (اے پیغمبر) تمہارے پروردگار سے ذرہ بہر چیز بہی غائب نہین رہ سکتی (نہ) زمین مین اور نہ آسمان مین اور ذرہ سے چہوٹی چیز ہو یا بڑی (سب) کتاب روشن (یعنی لوح محفوظ) مین (لکہی ہوئی) ہے -

اور واقعہ مین اس مسئلہ کا ظاہر کرنا بہت ضروری تہا - کیونکہ اول تو خدا ہستی ہی ایسی ہونی چاہئے جس کے علم سے ایک ذرہ بہی باہر نہ ہو اور اگر اسکو کسی چیز کا علم نہ ہو یا اسکے علم کے خلاف واقع ہونا جایز ہو تو اُس مین اور دنیا کے مجازی حکام مین کچہہ فرق نہ ہوگا اور اس لئے وہ ذات احکم الحاکمین اور خیر الحاکمین کے لقب سے ملقب نہین ہو سکتی پس ایسی سب سے بڑی صفت کمال کا نہ بیان کرنا ایک بڑا نقص تعلیم ہوتا اور دوسرے جب انسان کو کسی امر مین ناکامی ہو اور کوئی تدبیر کارگر نہ ہو سکے اور اکثر ایسا ہوتا ہے تو اُس وقت جو افسوس اور رنج اسکو لاحق حال ہوتا ہے وہ قابل برداشت نہ ہوتا اگر یہ اعتقاد اسے اطمینان نہ دیتا کہ ازل سے خدا کے علم مین ایسا ہی تہا اور اسلئے ایسا ہونا ضرور ہے اور اسی لئے اسکے خلاف کوئی تدبیر کارگر نہ ہو سکی مگر اب اکثر جہلا اس اعتقاد کو جو ایسے مفید اصول پر مبنی تہا سنکر یہ حجت پیش کرتے ہین کہ اس بنا پر نیک کامون کی کوشش کرنی اور ان کے لئے تکلیف اُٹہانی محض بے سود ہے - کیونکہ نیک بد جو ہونا ہے وہ ہو کے رہیگا نہ ہماری کوشش شدنی کو ناشدنی کر سکتی ہے اور نہ ناشدنی کو شدنی - بلکہ اکثر اسی بہانے سے اپنے تئین اطاعت شریعت سے نکال لیتے ہین اور قبایح مین منہمک رہتے ہین حالانکہ مآل کار سے نادان اور غیب سے بیخبر انسان کا باوجود اُس تمام سامان سعی و کوشش کے جو اسکے اندر اور باہر قدرت نے مہیا کر دیا ہے اور باوجود اُس عقل و ادراک کے جو اسے نیک و بد مین تمیز کرنے اور بہلائی کے ترغیب دینے کے لئے بخشی گئی ہے اور نیز باوجود اُس متواتر ہدایت کے جو مذاہب حقہ کے ذریعے سے نیک و بد ظاہر کرنے کے لئے عمل مین لائی گئی ہے صرف اس ایک خیال سے ہاتہ پاؤن توڑکر بیٹہہ رہنا محض جہالت اور نادانی ہے - پس اگر جہلا کا کسی قاعدے سے غلط نتیجہ نکالنا اُس قاعدے کے غلط ہونیکا ثبوت ہے تو معاذ اللہ جہلا کے اس دید سے مسئلہ تقدیر غلط ٹہہرتا ہے اور اگر یہان انکی غلطی کو خود انہی کی سمجہہ کا قصور کہا جا سکتا ہے تو مسئلہ وحدت وجود کو سنکر خدا بنجانے والے بہی خود ہی اس قصور کے ذمہ وار ہونگے نہ اصل مسئلہ - البتہ یہ کہنے مین ذرا تامل نہین ہو سکتا کہ جو لوگ اس مسئلہ سے ایسے غلط نتیجہ تک پہونچے ہین اور اپنے تئین یا اپنے پیشواؤن کو خدا یا خدا کی طرح حاضر ناظر اور

عالم الغیب یا عبادت سے مستغنی اور اپنے تئین لائق عبادت سمجھتے ہین وہ بوجہ اس دعوے خدائی یا شرک فی الصفات کے کافر ہین۔ مگر جو لوگ مسئلہ وحدت وجود کو اسکے اصول کے موافق اور اپنے ائمہ مذہب کی تصریح کے مطابق صحیح سمجھتے ہین وہ یہ مسئلہ غلط ہونے کی صورت مین غلط رائے رکھتے ہون تو ہون مگر کافر نہین ہین والحمد للہ علی ذالک

ایمان بالرسول

تصدیق رسول کے لیے حسب ارشاد خداوندی چند ارکان ہین اول یہ کہ تمام انبیاء پر ایمان ہو پس اگر کوئی کسی ایک نبی پر بھی ایمان نہ لائیگا اور اسکو سچا اور برحق نہ مانیگا وہ کافر ہوگا کیونکہ خدا فرماتا ہے :-

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۳۔ سورہ آل عمران ع ۹)

(اے پیغمبر ان لوگون سے کہو کہ) ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو کتاب ہم پر اتری ہے اس پر اور جو صحیفے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب پر اترے ان (سب) پر اور موسٰی اور عیسٰی اور دوسرے پیغمبرون کو جو کتابین انکے پروردگار کیطرف سے عطا ہوئین انپر (بھی) ایمان لائے ہم تو ان پیغمبرون مین سے کسی ایک مین بھی فرق نہین کرتے اور ہم اسی (ایک خدا) کو مانتے ہین

اور ارشاد ہے :-

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِهٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِهٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا ۝ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا ۝ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ اُولٰٓئِکَ سَوْفَ یُؤْتِیْھِمْ اُجُوْرَھُمْ ۭ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ (پارہ نمبر ۶۔ سورہ نساء ع ۲۱)۔

جو لوگ اللہ اور اسکے رسولون سے برگشتہ ہین اور اللہ اور اسکے رسولون مین جدائی ڈالنی چاہتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم بعض (پیغمبرون) کو مانتے ہین اور بعض کو نہین مانتے۔ اور چاہتے ہین کہ (پیغمبرون مین مغایرت ڈالکر) کفر و ایمان کے بیچ بیچ مین رستہ اختیار کرین تو ایسے لوگ یقیناً کافر ہین اور کافرون کے لئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور جو لوگ اللہ اور اسکے رسولون پر ایمان لائے اور ان مین سے کسی ایک کو دوسرے سے جدا نہ سمجھا تو ایسے ہی لوگ ہین جن کو اللہ (آخرت مین) ان کے اجر عطا فرمائیگا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

پہلی آیت مین صرف حکم دیا گیا ہے کہ سب رسولون کو مانو اور دوسری آیت مین تصریح کر دی گئی ہے کہ جو لوگ کسی ایک کو

بھی نہین مانتے وہ کافر مطلق ہین بلکہ اس ایک کو نہ ماننا خود خدا کو نہ ماننا ہے۔

مگر خود قرآن ہین ہی آیا ہے کہ بعض رسولون کا ہم سے ذکر نہین کیا گیا۔ ارشاد ہے :۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ؕ (پارہ نمبر ۲۴۔ سورہ مومن۔ ع ۸)	اور ہم نے تمسے پہلے (بھی کتنے) رسول بھیجے (سو) ان مین سے (بعض) ایسے ہین جن کے حالات ہم نے تمکو سنائے اور (بعض) ایسے ہین جنکے حالات ہم نے تمکو نہین سنائے۔

پس ان سب پر بہ تفصیل ایمان لانا محال ہے۔ بلکہ ارشاد ہے :۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ؕ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ؕ (پارہ نمبر ۲۲ سورہ فاطر۔ ع ۳)۔	فی الواقعہ ہمین نے تمکو (خوشنودی خدا کی) خوشخبری دینے والا اور (عذاب خدا سے) ڈرانے والا (بناکر) بھیجا ہے۔ اور کوئی امت ایسی نہین (ہوئی) کہ اس مین کوئی ڈرانے والا نہ گذرا ہو۔

اور ظاہر ہے کہ ان بیشمار انبیا کے نام سے بھی ہم واقف نہین ہین جو ہر قوم مین مبعوث ہوئے ہین چہ جائیکہ فردًا فردًا ہر ایک پر ایمان لائین۔ اسلئے آیت سابق الذکر مین چند انبیا کے نام بیان کرنیکے بعد بالاجمال و النبیون من ربہم فرما دیا ہے۔ جسکا مطلب یہ ہو کہ ہر ایک نبی کو نام بنام ماننا ضرور نہین بلکہ جنکی تبلیغ ہم تک پہونچی ہے اون کے سوا اور سب پر بالاجمال ایمان لانا کافی ہے۔

دویم۔ یہ کہ انبیا کی شان مین کسی قسم کی بے ادبی اور استہزا نہ کرے اور جو ایسا ارتکاب کریگا وہ انبیاء پر ایمان لانے والون مین شمار نہ ہوگا اور کافر قرار پائیگا۔ کیونکہ بے ادبی اور استہزا اوسی شخص کی نسبت ہوا کرتا ہے جسے بزرگ اور قابل تعظیم نہ سمجھا جائے اور انبیا علیہم السلام بنی آدم کا وہ گروہ ہے جسے خدا نے اپنی خلقت اور قربے کے لئے تمام انسانون مین سے انتخاب کیا ہے اور اپنی حضوری اور خطاب کا شرف بخشا ہے اور تمام روحانی اور اخلاقی ترقیون کے راز اور نجات اور وصال ربانی کے اسرار سے مطلع کیا ہے اور پیغامبری اور ہدایت کا منصب دیکر دنیا کو جہالت اور ضلالت سے نکالنے کے واسطے مبعوث فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے :۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ الخ۔ (پارہ نمبر ۳۔ سورہ بقرہ۔ ع ۳۳)۔	پیغمبر (جو) ہمنے (بھیجے) ان مین سے بعض کو بعض پر برتری دی ان مین سے کوئی تو ایسے ہین جنکے ساتھ (خود) اللہ نے کلام کیا اور بعض کے درجے (اور حضرات پر) بلند کئے۔

بلکہ نوع انسانی کو جو شرف دیگر مخلوقات پر حاصل ہے اس کا سب سے پہلا سبب بعض انسانون کے نبی ہونے کو

قرار دیا ہے اور فرمایا ہے :-

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْۢبِیَآءَ وَجَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا وَّاٰتٰکُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ۔ (پارہ نمبر ۶ - سورہ مائدہ - ع ۴)	اور (اے پیغمبر بنی اسرائیل کو ایک واقعہ یہ بہی یاد دلاؤکہ) جب موسٰی نے اپنی قوم سے کہاکہ بہائیو اللہ نے جو تمپر احسانات کئے ہین انکو یاد کروکہ اُس نے تم ہی مین (بہتیرے) پیغمبر بنائے اور تمکو بادشاہ (بہی) بنایا اور تمکو وہ وہ نعمتین دین جو دنیا جہان کے لوگون مین سے کسی کو نہین دین۔

پس ایسے برگزیدگان بارگاہ صمدیت کی شان مین بے ادبی اور استہزا وہی شخص کریگا جو انکو اس شان و منصب کا نہ سمجہے گا۔ اور اس لئے یقیناً کافر ہوگا۔ اور اس مضمون کو قرآن مین کئی جگہہ ادا کیا ہے۔ مثلاً ایک جگہہ ارشاد ہے :-

وَمِنْهُمُ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ النَّبِیَّ وَیَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَیْرٍ لَّکُمْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَیُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ ؕ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ (پارہ نمبر ۱۰ سورہ توبہ - ع ۸)	اور ان (منافقون) مین سے (بعض) ایسے بہی ہین جو پیغمبر کو ایذا دیتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ شخص کان (کا بڑا کچا) ہے (اے پیغمبر ان لوگو سے) کہو کہ کان کا کچا ہے تو اسکا کان کا کچا ہونا) تمہاری بہتری کا (موجب) ہے وہ اللہ کا یقین رکہتا ہے اور مسلمانون (کی بات) کا بہی اور جو لوگ تم مین سے ایمان لائے انکو لئے (سرتاسر) رحمت ہے اور جو لوگ اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہین انکو (قیامت کے دن) عذاب دردناک ہونا ہے۔

یہان سب سے بڑی بے ادبی یعنی ایذا رسانی کا ذکر ہے اور ایذا دینے والون کے لئے عذاب الیم کا وعید ہے اور ایک اور جگہہ ارشاد ہے :-

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۲۶ - سورہ حجرات - ع ۱)	مسلمانو! اپنی آوازون کو پیغمبر کی آواز سے اونچا نہ ہونے دو اور نہ آنکے ساتھ بہت زور سے باتکرو جیسے تم ایک سے ایک (آپسمین) زور زور سے بولا کرتے ہو (کہین ایسا نہ ہو) کہ تمہارا کیا کرایا سب اکارت ہو جائے اور تمکو خبر بہی نہ ہو۔

یہان سب سے کم درجے کی بے ادبی یعنی صرف انکی خدمت مین بلند آواز سے بولنے کی نسبت فرمایا ہے کہ اس سے تمہارے تمام اعمال باطل ہو جائینگے اور یہ سزا یعنے تمام اعمال خیر کا ثواب نہ ملنا وہی ہے جو اور ہو نعوذ باللہ نیز کفر اور شرک کے لئے تجویز ہوئی ہے۔ مثلاً فرمایا ہے :-

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ط وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۷ سورہ انعام - ع ۱)۔	یہ ہی اللہ کی رہنمائی اپنے بندون مین سے جسکو چاہے اس طرح کی ہدایت دے اور اگر یہ (پیغمبر) شرک کئے ہوتے تو انکا (سارا) کیا دہرا ان سے ضائع ہو جاتا۔
اور۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ (پارہ نمبر ۱۶ - سورہ کہف ع ۱۲)۔	یہی وہ لوگ ہین جنہون نے اپنے پروردگار کی آیتون کو اور (قیامت کے دن) اُسکے حضور مین حاضر ہونیکو نہ مانا تو انکے عمل اکارت ہوگئے تو قیامت کے دن ہم ان (کے نیک اعمال) کا (رتی برابر) وزن (بھی حساب مین) قائم نہ رکھین گے۔

اور اسکے علاوہ مختلف موقعون پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے متعلقین کی نسبت آداب و قواعد کی تعلیم بکثرت ہے اور استہزار کی نسبت ارشاد ہے :۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ (پارہ نمبر ۱۳ - سورہ رعد - ع ۵)۔	اور (اے پیغمبر) تم سے پہلے بھی پیغمبرون کی ہنسی اڑائی جا چکی ہے۔ تو ہم نے (چند روز) منکرون کو مہلت دی پھر (آخر کار) انکو دھر پکڑا تو (تم نے دیکھا کہ) ہماری سزا کیسی (سخت) تھی۔

اور فرمایا ہے :۔

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ج مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۲۳ سورہ یسین ع ۲)	بندون (کے حال) پر (بھی) بڑا ہی افسوس ہے۔ کبھی انکے پاس کوئی رسول نہین آیا جسکی انہون نے ہنسی نہ اڑائی ہو۔

اور نیز بہت سی جگہہ احکام خدا اور فرامین رسول غرض تمام امور شریعت کی نسبت استہزار کو کفر اور باعث عذاب ابدی کہا گیا ہے مثلاً ارشاد ہے :۔

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ۝ (پارہ نمبر ۱۶ سورہ کہف ع ۱۲)	یہ جہنم ان (کی اس بدکرداری) کا بدلہ ہے کہ انہون نے کفر کیا اور ہماری آیتون اور ہمارے پیغمبرون کی ہنسی بنائی۔
اور ارشاد ہے :۔ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۲۵ سورہ جاثیہ - ع ۴)۔	یہ اسکی سزا ہے کہ تم نے اللہ کی آیتون کی ہنسی بنائی اور دنیا کی زندگی نے تمکو دھوکے مین ڈال رکھا غرض آج نہ تو یہ لوگ دوزخ سے نکالے جائین گے اور نہ انکو موقعہ دیا جائے گا کہ (توبہ و استغفار سے) خدا کو رضامند کر لین۔

سوئم - یہ کہ نبی کو ہدایت کے متعلق ہر قول و فعل مین معصوم اور اسکے ہر فرمان کو واجب العمل سمجہو پس اگر نبی کی کسی ایک بات کو بہی غلط یا کذب جانیگا یا اوسکو واجب العمل نہ سمجھے گا تو مومن نہ ہوگا -

اور ہدایت کے متعلق اس لئے کہا گیا ہے کہ رسول کی شان مین خدا فرماتا ہے :-

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ (پارہ نمبر ۱۶ سورہ کہف - ع ۱۲) -	(اے پیغمبر ان لوگون سے) کہو کہ مین (بہی تو) تم جیسا ایک بشر ہی ہون (مجہہ مین تم مین صرف اتنا فرق ہو کہ) میرے پاس (خدا کی طرف سے) یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (وہی اکیلا) ایک معبود ہے -

یہان رسول کی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ محض ایک انسان ہوتا ہے فرق یہ ہے کہ اسکو خدا نے ایمان و ہدایت کے متعلق رازدن سے مطلع کیا ہے اور دوسرے دن کو نہین کیا - اور ایک اور جگہہ اپنے تئین تکلیف مین ڈالنا اور عواقب امور سے غافل ہونا انسانی خاصہ کہا ہے اور فرمایا ہے :-

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۙ (پارہ نمبر ۲۲ - سورہ احزاب - ع ۹)	ہم نے ذمہ داری کو (جو انسان پر ہے) آسمانون پر اور زمین اور پہاڑون پر پیش کیا (اور یہ بوجہہ انپر لادنا چاہا) تو انہون نے (بزبان حال) اسکے اٹہانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے (گویا ازراہ بے تامل) اسکو اٹہا لیا اسمین شک نہین کہ (وہ اپنے حق مین) بڑا ہی ظالم اور بڑا ہی نادان تہا -

ان دونون مقدمات کو ملانے سے یعنی یہ کہ رسول انسان ہے اور انسان نادان مخلوق ہے یہ نتیجہ نکلا کہ نبی مین بہی یہ خاصہ ہے مگر اور آیتون سے آگے چل کر معلوم ہوگا کہ نبی سبیل نجات کا پورا ماہر ہوتا ہے پس اس مہارت کو نکال کر باقی امور دنیوی رہجاتے ہین جن کے متعلق رسول مین انسانی خاصہ پایا جا سکے - پس نتیجہ یہہ ہوا کہ رسول کا امور دنیوی مین پورا ماہر ہونا ضرور نہین - لہذا ایسے حالات مین اسکی تعمیل ارشاد بہی واجب نہین اور اسی مضمون کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کیا ہے اور فرمایا ہے :-

انما انا بشر اذا امرتکم بشیء من امر دینکم فخذوا بہ واذا امرتکم بشیء من رائی فانما انا بشر - (رواہ مسلم) -	مین ایک انسان ہون جب تمہین دین کے متعلق کوئی حکم دون تو اسکی تعمیل کرو اور جب کوئی بات اپنی رائے سے بتاؤن تو مین صرف ایک انسان ہون -

اسلیئے یہان امور ہدایت کی قید لگائی گئی -

اور یہ مسئلہ یعنی نبی کا ہر فرمان مین صادق اور واجب العمل ہونا قرآن نے مختلف پیرایون مین ظاہر کیا ہے

کہین نبی کی شان مین فرمایا ہے کہ وہ خائن نہین ہوتا اور امور ہدایت اور نکات حکمت کا پورا ماہر اور لوگون کو اسکی تعلیم دینے والا ہوتا ہے۔ ارشاد ہے :-

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

(پارہ نمبر ۴۔ سورہ آل عمران۔ ع ۱۷)

اور پیغمبر کی شان سے (نہایت) بعید ہے کہ (پیغمبر ہو کر) خیانت کرے اور جو (جرم) خیانت کا مرتکب ہوگا تو جو چیز خیانت کی ہے قیامت کے دن (بعینہ وہی چیز) اسکو لا حاضر کرنی ہوگی پھر جس نے جیسا کیا ہے اسکو اسکا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا اور کسی پر (کسی طرح کا) ظلم نہ ہوگا۔

كَمَاۤ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝

(پارہ نمبر ۲۔ سورہ بقرہ۔ ع ۱۸)

جیسا ہم نے تم مین تمہین مین کے ایک رسول بھیجے جو ہماری آیتین تمکو پڑھ کر سناتے اور تمہاری اصلاح کرتے اور تمکو کتاب (یعنی قرآن) اور عقل (کی باتین) سکھاتے اور تمکو ایسی ایسی باتین بتاتے ہین جو (پہلے سے) تمکو معلوم نہ تہین۔

پس جو شخص نبی کے کسی فرمودہ کو غلط کہتا ہے وہ دوسرے لفظون مین اقرار کرتا ہے کہ جو امر واقعی تہا وہ نبی نے ظاہر نہین کیا حالانکہ یہ خیانت ہے یا امور ہدایت سے ناواقفیت اور خائن یا طرق ہدایت سے جاہل نبی اور ہادی نہین ہو سکتا۔ پس گویا وہ اسکی نبوت اور ہدایت سے انکار کرتا ہے اور کہین خدا کی اطاعت اور رسول کی اطاعت دونون کا حکم ہے اور اس سے انکار کرنے پر بطلان اعمال یا کفر کا فتوے ہے چنانچہ ارشاد ہے :-

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ ۝ (پارہ نمبر ۲۶۔ سورہ محمد۔ ع ۴)

مسلمانو! - اللہ کے حکم پر چلو اور رسول کے حکم پر چلو اور (رسول کی مخالفت کر کے) اپنے عملون کو ضائع مت کرو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

(پارہ نمبر ۲۸ سورہ مجادلہ۔ ع ۱)۔

جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کے (حکم کے) برخلاف کرتے ہین (وہ آخرکار) ایسے ہی ذلیل ہونگے جیسے ان سے اگلے (نافرمان) ذلیل ہوئے اور ہم تو اپنے کہلے کہلے احکام اتار ہی چکے۔ اور منکرون کو ذلت کا عذاب (ہونا) ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ

مسلمانو! - اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور جو تم مین سے صاحب حکومت ہین (انکا بہی) پہر اگر کسی امر مین تم (اور حاکم وقت) آپسمین جہگڑ پڑو تو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لانے کی شرط یہ ہے

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا۝ (پارہ نمبر ۵ ۔ سورہ نساء ۔ ع ۹) ۔

کہ اس امر مین اللہ اور اوسکے رسُول کے حکم کیطرف رجوع کرو دکھا یہ (تمھارے حق مین) بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی (یہی طریقہ) بہت اچھا ہے ۔

وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْۤا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ؕ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

(پارہ نمبر ۱۸ ۔ سورہ نور ۔ ع ۶ ۔ ۷)

اور (وہ دوہ لے لوگ) کہتے ہین کہ ہم اللہ پر اور (نیز) رسُول پر ایمان لائے اور (خدا رسُول کا) حکم مانا پھر اسکے بعد ان مین کا ایک فریق (خدا رسُول کے حکم سے) روگردانی کرتا ہے اور وہ (سرے سے) مسلمان (ہی) نہین اور جب انکو خدا اور اوسکے رسُول کیطرف بلایا جاتا ہے تاکہ انمین (ان کے باہمی جھگڑے) کا) چکوتا کر دین تو بس ان مین کا ایک فریق گریز کرتا ہے اور اگر حق انکے ہو تو (بے تامل) کان دبا رسُول کیطرف (دوڑے چلے آتے ہین) کیا ان کے دلونمین (بے ایمانی کا) مرض ہے یا شک مین پڑے ہین یا اس بات سے ڈرتے ہین کہ (کہین) اللہ اور اسکا رسُول انکی حق تلفی (نہ) کر بیٹھین (خدا اور رسُول تو ایسے کیون ہونے لگے ۔ بلکہ یہ آپ (سب سے بڑھکر بے انصاف ہین مسلمانون (کی شان تو یہ ہے کہ ان) کو جب خدا اور اسکے رسُول کیطرف بلایا جاتا ہے تاکہ انمین (انکے باہمی جھگڑے کا) چکوتہ کر دین تو بس (دو ٹوک بات) کہدیتے ہین کہ ہم نے (طلبی کا حکم) سنا اور (خدا و رسُول کا) حکم مانا اور یہی لوگ (آخرت مین) فلاح پائین گے ۔

اور کہین صرف رسُول کی تعمیل ارشاد کا ذکر ہے اور اسکے نہ ہونے پر کفر کا حکم ہے ۔ چنانچہ فرمایا ہے :۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

(پارہ نمبر ۵ ۔ سورہ نساء ۔ ع ۹)

پس (اے پیغمبر) تمھارے (ہی) پروردگار کی قسم جبتک یہ لوگ اپنے باہمی جھگڑے تم ہی سے فیصلہ نہ کرائین اور جو کچھہ تم فیصلہ کر دو اوس سے کسی طرح دلگیر بھی نہ ہون بلکہ (دل و جان سے) اسکو قبول کر لین ۔ (غرض جبتک یہ سب نہ کرین تبتک انکو ایمان سے (کچھہ) بہرہ نہین ۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝

اور جو شخص راہ راست کے ظاہر ہوئے پیچھے پیغمبر سے کنارہ کش ہو اور مسلمانون کے رستہ کے سوا (دوسرے رستے) ہو لے تو جو (رستہ) اس نے اختیار کیا ہے ہم اسکو اسی رستے چلائے جائینگے اور (آخر کار) اسکو جہنم (لے جا)

(پارہ نمبر ۵ - سورہ نساء - ع ۱۴)	داخل کرینگے اور وہ (بہت ہی) بڑی جگہہ ہے ۔

اور کہین رسول کی اطاعت کو خود خدا کی اطاعت اور اوسکی رضامندی کو رسول کے اتباع پر منحصر کیا ہے چنانچہ ارشاد ہے :-

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (پارہ نمبر ۳ - سورہ آل عمران - ع ۴)	(اے پیغمبر ان لوگون سے) کہدو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکہتے ہو تو میری پیروی کرو کہ اللہ (بہی) تمکو دوست رکہے اور تمکو تمہارے گناہ معاف کردے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (اے پیغمبر ان لوگون سے) کہدو کہ اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرو پہر اگر یہ لوگ (نہ مانین تو سمجہے رہین کہ) اللہ نافرمانون کو پسند نہین کرتا ۔
مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝ (پارہ نمبر ۵ - سورہ نساء - ع ۱۱)	جس نے رسول کا حکم مانا تو اس نے اللہ ہی کا حکم مانا ۔ اور جو پہر بیٹہا تو (اے پیغمبر اس سے تمہین کچہہ اندیشہ نہین کیونکہ) ہم نے تمکو کچہہ انکا نگہبان (بناکر تو بہیجا ہی) نہین ۔

مذکورہ بالا آیتون سے اگرچہ بوضاحت ثابت ہوگیا کہ رسول کے احکام کی اطاعت اور تصدیق بہی ویسی ہی ضروری ہے جیسی خدا کے احکام کی کیونکہ وہ بہی اصل مین خدا ہی کے احکام ہین لیکن بعض لوگ جو صرف قرآن کو واجب العمل سمجہتے ہین اور احادیث کی چندان پروا نہین کرتے کہہ سکتے ہین کہ یہان احکام رسول سے وہی احکام مراد ہین جو اسکے واسطہ سے خدا نے قرآن مین نازل کیے ہین کیونکہ ان کو رسول کی زبان سے سننے کے سبب رسول کے احکام بہی کہہ سکتے ہین اس لئے اس بارہ مین ان کے خیال کی تردید کے واسطے سب سے قوی استدلال اس آیت سے ہوسکتا ہے ۔ جہان فرمایا ہے :-

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ	(سچے) مسلمان تو بس وہ ہین جو اللہ اور اوسکے رسول پر ایمان لائے ہین اور جب کسی ایسی بات کے لئے جسمین لوگون کے جمع ہونیکی ضرورت ہے پیغمبر کے پاس ہوتے ہین تو جبتک پیغمبر سے اجازت نہ لین (مجلس سے اٹہکر) نہین جاتے (اے پیغمبر) جو لوگ (ایسے مواقع پر) تم سے اجازت لے لیتے ہین حقیقت مین وہی لوگ ہین جو (سچے دل سے) اللہ اور اوسکے رسول پر ایمان لائے ہین تو جب یہ لوگ اپنے کسی (ضروری) کام کے لئے تمسے (جانیکی) اجازت

مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝

(پارہ نمبر ۱۸ سورہ نور - ع ۹)

طلب کیا کرین تو ان مین سے جسکو چاہو (جانیکی) اجازت دیدیا کرو اور خدا کی جناب مین انکے لئے مغفرت کی دعا بہی کرو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (مسلمانون جب پیغمبر تمہین بلامین تو ان) کے بلانیکو آپس مین (معمولی بلانا) نہ سمجہو جیسا تم مین ایک کو ایک بلایا کرتا ہے اللہ ان لوگونکو خوب جانتا ہے جو تم مین سے چپکر (پیغمبر کی مجلس مین سے بے اجازت) سٹک جاتے ہین تو جو لوگ رسول کے حکم سے مخالفت کرتے ہین انکو اس (بات) سے ڈرنا چاہیئے کہ (کہین) انپر کوئی آفت (نہ) آن پڑے یا انپر (کوئی اور) عذاب دردناک (نہ) نازل ہو۔

یہان خدا نے لوگون کو اذن دینا یا نہ دینا وحی پر موقوف نہین رکھا۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی مرضی پر چھوڑ دیا ہے۔ اور پہر اون لوگون کے لیئے جو آپ سے اجازت مانگین آپ کی اپنی مرضی کے دیئے ہوئے حکم کو ماننا ضروری گردانا ہے اور کہا ہے کہ مسلمان ہی وہ ہونگے جو آپ کی اجازت بغیر کوئی حرکت نہ کرین اور جو آپکے حکم کی مخالفت کرین وہ کسی بلا یا عذاب مین گرفتار ہون گے۔ پس اس دعوے کے لئے اس سے زیادہ واضح دلیل کونسی ہوسکتی ہے کہ علاوہ احکام قرآنی کے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے احکام بہی ہم لوگون کے لیئے ایسے واجب العمل ہین کہ ان کے انکار سے ہم مسلمان نہین رہتے۔

مگر یہ ضروری ہے کہ جو بات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے بیان کیجائے اسکی نسبت یقین ہونا چاہیئے کہ بیشک یہ رسول اللہ کا فرمان ہے اور اسی مطلب کو ظاہر کرنیکے واسطے خدا نے مخالفت رسول مین ہدایت کے یقینًا ثابت ہونیکی قید لگائی ہے اور فرمایا ہے :-

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۝

(پارہ نمبر ۵ سورہ نساء - ع ۱)۔

اور جو شخص راہ راست کے ظاہر ہوئے پیچہے رسول سے کنارہ کش ہے۔ اور مسلمانون کے رستہ کے سوا (کسی دوسرے رستے) ہو لے تو جو (رستہ) اس نے ختیار کرلیا ہے ہم اسکو اسی رستے چلائے جائینگے۔ اور (آخر کار) اسکو جہنم مین (لیجا) داخل کرینگے اور وہ (بہت ہی) بری جگہہ ہے۔

پس اگر کوئی شخص کسی قول کو یقینًا فرمودہ رسول سمجہتا ہے اور پہر اسے غلط کہتا ہے تو چونکہ ہدایت ثابت ہوچکی وہ شخص کافر ہوگا اسلئے کہ اب قول کو نہ ماننا خود قایل یعنے رسول کو نہ ماننا ہے لیکن اگر اسکے نزدیک کسی وجہ سے

وہ قول قول رسول ہی نہین۔ یا قول رسول ہونے مین شک ہے اور اُس نے حتی الوسع ڈھونڈے دل سے اس بارہ مین غور کیا ہے اور اس نتیجہ تک پہونچا ہے تو اس صورت مین اُس قول کا انکار رسول کا انکار نہین ہے نہ وہ کافر قرار پائے۔ بلکہ اون لوگون کا انکار ہے جو اُس قول کو رسول اللہ کی طرف منسوب کرتے ہین کیونکہ جب ایک شخص بیان کرتا ہے کہ فلان شخص نے ایسا کہا یا حکم دیا ہے تو اُس وقت اوسکے دو دعوے ہوتے ہین۔ ایک یہ کہ یہ اُسکا فرمان ہے۔ اور دوسرا یہ کہ مین اس روایت مین سچا ہون۔ پس جو شخص اس قول کا انکار کرتا ہے اوسکی بھی دو ہی صورتین ہین۔ ایک یہ کہ مین اُسکے حکم کو نہین مانتا۔ اور دوسرے یہ کہ تو یعنی روایت کرنے والا غلط کہتا ہے۔ پہلی صورت مین بیشک صاحب فرمان کی مخالفت ہے۔ مگر دوسری صورت مین اسکی مخالفت نہین بلکہ ناقل کی نسبت بدظنی ہے۔

پس نتیجہ یہ ہوا کہ جن لوگون کو ان کے بخت بیدار نے صحبت رسول اور تقبیل آستانہ رسالت کا شرف بخشا تھا انہون نے جو کلمہ رسول کی زبان مبارک سے سُنا اوسکو حق اور صدق ماننا ان کے لئے ویسا ہی ضرور تھا جیسا قرآن کو۔ کیونکہ اس صورت مین شک کی کسی طرح گنجایش نہین لیکن جو اس سعادت سے محروم رہے اور رسول کی بابرکت آواز ان کے کانون تک نہ پہونچی انکو اُن اقوال پر جو حدیث کے نام سے رسول اللہ کیطرف منسوب کیئے جاتے ہین۔ ایمان لانا حسب دلالت آیت مذکورہ اُس وقت ضروری ہے جبکہ انہین یقین ہو جائے کہ بیشک یہ رسول اللہ کا فرمان ہے اور خصوصًا اس حال مین کہ امتداد زمانہ کے سبب بہت سے گستاخون کو اپنے مطلب کی باتین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک سے مشہور کرنیکی جرأت ہوتی رہی ہے اور جیسا کہ امام مسلم صاحب صحیح مسلم مین فرماتے ہین اکثر صلحا اور خوش اعتقاد بزرگون نے اپنے حسن ظن سے ایسے سیاہ کارون کی وضعی حدیثون کو اپنے معتقدین مین شہرت دیدی ہے اور اسی لئے ائمہ فن نے خدا اُنکی سعی کو مشکور کرے اس تحقیق کے واسطے بہت سے روایت اور درایت کے قواعد منضبط فرمائے۔ اور جن اقوال کا وضعی ہونا انہین ثابت ہو گیا انکو بڑی بڑی ضخیم کتابون مین لکھکر باقی احادیث کے لئے جو ان کے نزدیک صحیح قرار پائین مختلف مراتب متواتر، مشہور اور خبر واحد وغیرہ نامون سے مقرر کیئے اور ان سب مین سے صرف متواتر کو یقینی طور پر فرمودہ رسول سمجھا اور اس کے انکار کو مستلزم کفر جانا۔ اور دیگر تمام اقسام حدیث حتی کہ مشہور اور خبر واحد صحیح کی نسبت بھی تسلیم کیا کہ انکی نسبت رسول اللہ کی جانب ظنی ہے اور اسلئے انکا انکار کفر کو نہین پہونچاتا بلکہ حضرت امام مالکؒ خبر واحد کو قیاس مجتہد سے بھی کمتر سمجھتے ہین اور اسلئے اگر خبر واحد قیاس کے خلاف ہو تو اسکو رد کرنا ان کے نزدیک ضروری ہے۔

اور فی الواقع نقلیات اور اخبار کی تصدیق و تکذیب سے عقل انسانی بالکل عاجز ہے اور انکی نسبت یقین جب ہی ہو سکتا ہے کہ جس شخص کیطرف وہ نقل منسوب ہو اسکے زمانے سے لیکر منقول الیہ کے وقت تک ہر زمانے مین ایسی تعداد کثیر اسکو بیان کرتی آئے کہ اُن سب کا غلط بات پر اتفاق کر لینا عقل باور نہ کر سکے اور معدودے چند کے بیان کرنے سے گو گمان غالب و ظن ہوتا ہے مگر اس خبر پر یقین نہین آتا۔

متقدمین کی اس تصریح اور آیت مذکورہ کی قید کو پیش نظر رکھنے سے وہ تمام مباحث فیصل ہو جاتے ہین جن مین اِن دنون اکثر علمائے اسلام کسی ایسی حدیث کی مخالفت پر کفر کا فتوٰے دیدیتے ہین جسکو وہ خود یقینی سمجھتے ہین لیکن مخالف اسے حدیث ہی نہین مانتا اور واقع مین بھی وہ حدیث خبر واحد ہوتی ہے یا زیادہ سے زیادہ مشہور کیونکہ احادیث متواترہ کی تعداد بعض کے نزدیک تو ایک سے دو نہین ہوتی اور بعض جو بہت کوشش کرتے ہین وہ بھی ایک دہائی تک نہین پہنچا سکتے۔ اور اگر متواتر کی تعداد زیادہ مان بھی لیجائے جسکا ثبوت انصاف کے روسے بہت مشکل ہوگا تو بھی جن احادیث کو وہ خود ویا نتہً خبر واحد یا مشہور سمجھتے ہین انکے منکر کو کافر نہین کہہ سکتے جو باواز بلند کہتا ہے کہ مین قول رسول سے انکار نہین کرتا مگر اس قول کے قول رسول ہونے مین شک رکھتا ہون۔ یا یقیناً اسے قول رسول نہین سمجھتا اور اس لئے نہین مانتا اور واقع مین وہ اس وقت قصور وار ہے تو اس امر کا کہ رواۃ حدیث یا انکی روایت کو تسلیم کرنے والے مصنفین صحاح و سنن وغیرہ یا انکی حمایت کرنیوالون کو رسول اللہ کیطرف اُس قول کو منسوب سمجھنے مین خطا کار اور فریب خوردہ سمجھتا ہے اور گو وہ ایسا خیال کرنے مین خود غلطی پر ہو لیکن رسول کے سوا کسی اور کو خطا کار یا فریب خوردہ سمجھنا کفر کی تعریف مین داخل نہین۔ +

ایمان بالکتاب

کسی کلام کو کلام خدا سمجھنا اور اُس پر ایمان لانا جب ہی ثابت ہو سکتا ہے کہ اُسکے ہر حصے ہر جملے اور ہر لفظ کو حق اور صدق سمجھے۔ اور اگر کسی ایک فقرے یا لفظ کو بھی غلط سمجھے گا تو کتاب پر ایمان لانے والون مین شمار نہ ہوگا کیونکہ اُس فقرے کو غلط سمجھنا اسکے کلام الٰہی ہونیسے انکار کرنا ہے اور اس صورت مین اس کتاب کو کلام خدا سمجھنا غلط ہوگا بلکہ کلام الٰہی اور دیگر غلط کارون کی کلام کا مجموعہ سمجھا گیا حالانکہ پہلے محض کلام الٰہی ہونے کا دعوے تھا اور اس استدلال کے روسے اگرچہ کلام خدا پر ایمان لانے کا حکم بعینہٖ اسکے تمام اجزاء اور حصص کو برحق ماننے کا حکم ہے۔ مگر خداوند کریم نے اس حکم کی تصریح بھی کر دی ہے اور ایک جگہہ تمام کتاب کو خدا کیطرف سے

ماننے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے :-

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ وَ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَ مَا یَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

(پارہ نمبر ۳ - سورہ آل عمران - ع ۱)

(اے پیغمبر) وہی ذات پاک ہے) جسنے تمپر یہ کتاب اتاری جسمین بعض آیتیں تو محکم (یعنی صاف اور صریح) ہین کہ وہی اصل کتاب ہین اور (بعض) دوسری مبہم (کہ انکے معنوں مین کئی پہلو نکل سکتے ہین) تو جن لوگون کے دلون مین کجی ہے وہ تو قرآن کی انہی مبہم آیتون کے پیچھے پڑے ہوتے ہین تاکہ فساد پیدا کرین اور تاکہ ان کے اصل مطلب کی ٹوہ لگائین۔ حالانکہ اللہ کے سوا انکا اصلی مطلب کسی کو معلوم نہین۔ اور جو لوگ علم مین بڑی پایگاہ رکہتے ہین وہ اتنا ہی کہکر رہجاتے ہین کہ اسپر ہمارا ایمان ہے (یہ) سب (کچہہ) ہمارے پروردگار کیطرف سے ہے اور سمجہائے (وہی) سمجھتے ہین جنکو عقل ہے

اور ایک اور جگہہ کوئی فیصلہ کلام الٰہی کے خلاف کرنا کفر قرار دیا اور فرمایا :-

وَ مَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۶ سورہ مائدہ - ع ۷)

اور جو خدا کی اوتاری ہوئی (کتاب) کے موافق حکم نہ دے تو یہی لوگ کافر ہین۔

اور ایک اور جگہہ اور بھی صراحت سے یہ حکم نازل فرمایا - اور کہا -

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ تُخْرِجُوْنَ فَرِیْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِیَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَیْهِمْ بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ اِنْ یَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَ هُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۱ - سورہ البقرہ - ع ۱۰)

پہر وہی تم ہو کہ اپنون کو مارتے اور نیز اپنون مین سے کچہہ لوگون کے مقابلے مین ناحق اور زبردستی ایک دوسرے کے مددگار بنکر انکو انکے شہرون سے دیس نکالا دیتے ہو اور وہی لوگ اگر (کہین) قید ہو کر تمہارے پاس (مدد مانگنے کو) آمین تو تم چندے بہر کر انکو چھڑا لیتے ہو حالانکہ (سرے سے) انکا نکال دینا ہی تمکو روا نہ تہا تو کیا کتاب (الٰہی) کی بعض باتون کو مانتے ہو اور بعض کو نہین مانتے تو جو لوگ تم مین سے ایسا کرین اسکے سوا انکا اور کیا بدلا ہو سکتا ہے کہ دنیا کی زندگی مین (انکی) رسوائی ہو اور (آخرکار) قیامت کے دن بڑے ہی سخت عذاب کیطرف لوٹا دیئے جائین گے۔ اور جو کچہہ بہی تم لوگ کرتے ہو اللہ اس سے بے خبر نہین ہے۔

اور یہی وہ اصول ہے جس سے حرام کو حلال سمجھنے والا اور حلال کو حرام جاننے والا کافر ہوتا ہے۔ کیونکہ جب کلام خدا

یا ارشاد رسول سے کسی چیز کی حلت یا حرمت بہ یقین ثابت ہوگئی تو پہر اسکے خلاف اعتقاد رکہنا اس حکم خدا یا فرمودہ رسول سے انکار کرنا ہے اور یہہ دونون باتین کفر ہین اور خدا نے یہ مسئلہ کئی جگہہ بیان فرمایا ہے۔ تحریم حلال کی نسبت ارشاد ہے :۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ (پارہ نمبر ۱۴ سورہ نحل ع ۵)

اور مشرکین کہتے ہین کہ اگر خدا چاہتا تو نہ تو ہم ہی اسکے سوا کسی اور چیز کی پرستش کرتے اور نہ ہمارے بڑے (ہی کرتے) اور نہ ہم اسکے (حکم کے) بدون (اپنی طرف سے) کسی چیز کو حرام ٹھہراتے جو لوگ ان سے پہلے ہوگذرے ہین انہون نے بہی ایسا ہی (حیلہ حوالہ) کیا تہا تو پیغمبرون پر سوا اسکے کہ (احکام خدا کو) صاف طور پر پہونچا دین اور کچہہ ذمہ داری نہین۔

اور تحلیل حرام کی نسبت فرمایا ہے :۔

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۱۰ سورہ توبہ ۔ ع ۴)۔

اہل کتاب جو نہ خدا کو مانتے ہین (جیسا ماننے کا حق ہی) اور نہ روز آخرت کو اور نہ اللہ اور اسکے رسول کی حرام کی ہوئی چیزونکو حرام سمجہتے ہین اور نہ دین حق کو تسلیم کرتے ہین (مشرکون کے علاوہ) ان (لوگون) سے (بہی) لڑو۔ یہانتک کہ ذلیل ہوکر (اپنے) ہاتہون سے جزیہ دین

اور نیز ارشاد ہے :۔

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝

(پارہ نمبر ۲۲ سورہ فاطر ۔ ع ۲)۔

تو کیا وہ شخص جسکو اسکا عمل بد (اغوائے شیطان کیوجہ سے) اچہا کر دکہایا گیا اور وہ (خواہش نفسانی سے) اسکو اچہا سمجہتا ہے (کہین) یا ندار نکوکار کے برابر ہو سکتا ہے (بات یہ ہی کہ اللہ جسکو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے سیدہا رستہ دکہاتا ہی تو اے پیغمبر ان لوگون (کے حال) پر افسوس کر کر کے (کہین) تمہاری جان نہ جاتی رہے (تم صبر کئے بیٹہے رہو کیونکہ) جیسے جیسے عمل یہ لوگ کرتے ہین اللہ ان (سب) سے واقف ہے۔

اور ایک اور جگہہ فرمایا ہے :۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ

(اے پیغمبر کافرون سے) کہدو کہ کہو تو ہم تمکو وہ لوگ بتائین جو اعمال کے اعتبار سے بڑے

ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۝ (پارہ نمبر ۱۶ - سورہ کہف ع ۱۲)	کہاٹے مین ہین (ہان تو یہ) وہ لوگ (ہین) جنکی دنیاوی زندگی کی کوشش (سب) گئی گذری ہوئی اور وہ (اپنی غلط فہمی سے) اسی خیال مین ہین کہ وہ اچھے کام کر رہے ہین یہی وہ لوگ ہین جنہون نے اپنے پروردگار کی آیتون کو اور (قیامت کے دن) اسکے حضور مین حاضر ہونیکو نہ مانا تو انکے عمل اکارت گئے ہو تو قیامت کے دن ہم (انکے اعمال نیک) کا (رتی برابر) وزن (بہی حساب مین) قایم نہ رکھین گے ۔

اِس آیت سے صوفی مشرب حضرات دنیا مین منہمک رہنے کے کفر ہونے کا استدلال کر سکتے ہین جو اونکا دلچسپ مسلک ہے اور بیشک اون جیسے میکشان خمخانہ احدیت اور مدہوشان جلوہ صمدیت کی شان کے یہی لائق ہے کہ دنیا کی طرف توجہ کرنے کو ایسا برا سمجہین کہ ایک دم بے یاد خدا رہنے کو کفر جانین لیکن ہم جیسے پابستگان زنجیر علایق اور مقیدان زندان ہوا و ہوس کے لئے اگر دنیا سے نفور رہنا ایسا فرض ہو کہ اسکی جانب توجہ کرنا بھی کفر ٹھیرے تو نہ اس حکم کی تعمیل ممکن ہے حالانکہ خدا فرماتا ہے :-

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۝ (پارہ نمبر ۳ - سورہ بقرہ ع ۴)	اللہ کسی شخص پر بوجھ نہین ڈالتا مگر اس قدر جس (کے اٹھانے) کی اوسکو طاقت ہو ۔

اور نہ ایسا کرنیسے نظام عالم قایم رہ سکتا ہے اور اسی لئے خداوند ذوالانعام نے یہان دو قیدین لگائی ہین ایک تو ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا یعنی دنیا کی جانب ایسی توجہ ہو کہ تمام کوشش اسی مین صرف ہو جائے اور ظاہر ہے کہ جو شخص خدا اور رسول پر ایمان رکہتا ہے ۔ اور ان کے احکام کو حق و صدق مانتا ہے گو تمام عمر ارتکاب منہیات مین صرف کر دے ۔ مگر اوسکی کوشش کا کچھہ حصہ نیکی مین ضرور خرچ ہوا ہے اور اسلئے نہین کہہ سکتے کہ اسکی تمام کوشش دنیا کی طرف مبذول رہی اور دوسرے وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۔ (اور وہ یہی گمان کرتے ہین کہ وہ اچھے کام کر رہے ہین) کی شرط لگائی ہے اور بیشک معاصی کو فعل حسن سمجہنے والا کافر ہے لیکن وہ گرفتاران قبضہ نفس و شیطان جو اگرچہ غلبہ شہوت نفسانی سے مناہی مین منہمک رہتے ہین مگر انہین دل سے برا سمجھتے مین اور اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہین اس پر از رحمت فرمان کے مطابق کافر نہین ٹھیرتے ۔ اور اُسکے فضل و کرم سے محروم نہین ہوتے ۔ کہ مستحق کرامت گناہگار انند ۔

اور نیز اسی اصول مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی گناہ کبیرہ پر اصرار کرنا یعنی باوجود دلائل حقہ اور یقینیہ کو

پیش کرنیکے باز نہ آنا اور اپنے قصور کا اعتراف نہ کرنا کفر ہے۔ کیونکہ ایسا کرنا اُن احکام خدا و رسُول سے انکار کرنا ہے جن سے اُس فعل کی قباحت ثابت ہوتی ہے اور خداوند کریم نے اس مسئلہ کو بھی بہت جگہہ ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے :-

اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ ۝ط (پارہ نمبر ۲۱۔ سورہ سجدہ ع ۲)	ہماری آیتوں پر تو بس وہی لوگ ایمان لاتے ہین کہ جب انکو وہ (آیتین) یاد دلائی جاتی ہین تو سجدہ مین گر پڑتے اور اپنے پروردگار کی حمد (و ثنا) کے ساتھ تسبیح (و تقدیس) کرنے لگتے ہین۔ اور وہ (کسی طرح کا) تکبر نہین کرتے۔

یہان ایماندار ان ہی کو کہا ہے جو احکام خداوندی کو سنکر سر تسلیم خم کرین اور تکبر کو کام مین نہ لائین اور ارشاد ہے :-

لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ۝ کَانُوْا لَا یَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْکَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۝ط (پارہ نمبر ۶ سورہ مائدہ۔ ع ۱۱)	بنی اسرائیل مین سے جن لوگون نے کفر کیا انپر داؤد اور مریم کے بیٹے عیسے کی زبان (دعا) سے (خدا کی) پھٹکار پڑی یہ (پھٹکار انپر) اس سے پڑی کہ نافرمانی کرتے تھے اور حد سے بڑھتے جاتے تھے (اور) جو برا کام (ایک بار) کر بیٹھتے تھے اس سے باز نہ آتے تھے۔ البتہ (بہت ہی) برے فعل تھے جو (وہ لوگ) کیا کرتے تھے۔

یہان کفار بنی اسرائیل کے ملعون ہونیکی وجہ مین فرمایا ہے کہ وہ بُرائی سے باز نہین آتے تھے اور ان کے علاوہ اور چند آیتون مین بھی یہ حکم ہے۔ مثلاً

وَیْلٌ لِّکُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ ۝ یَّسْمَعُ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰی عَلَیْهِ ثُمَّ یُصِرُّ مُسْتَکْبِرًا کَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ط (پارہ نمبر ۲۵۔ سورہ جاثیہ۔ ع ۱)	ہر ایک جھوٹے بدکار کا کھوج برا ہو جائے کہ (جب) خدا کی آیتین اسکو رو برو پڑھی جاتی ہین (اور وہ) انہین سنتا (بھی) ہے پھر (بھی) مارے غرور کے (کفر پر) اسطرح اڑا رہتا ہے (کہ) گویا اُس نے ان (آیتون) کو سنا ہی نہین تو (اے پیغمبر) ایسے (نالایق) کو عذاب دردناک کی خوشخبری سنادو۔
قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا ۝ فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْٓ اِلَّا فِرَارًا ۝ وَاِنِّیْ کُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا	(نوح نے خدا سے) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مین نے اپنی قوم کو رات کے وقت بھی بلایا اور دن کے وقت بھی تو میرے بلانے کا انپر یہ اثر ہوا کہ (جتنا زیادہ بلایا اتنا ہی) زیادہ بھاگے۔ اور جب جب مین نے انکو بلایا تاکہ (تیری طرف رجوع کرین اور) تو ان کے گناہ معاف کرے تو انہون نے اپنے کانون مین انگلیان

وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝

(پارہ نمبر ۲۹ - سورہ نوح - ع ۱)

ٹھونس ٹھونس لین اور اوپر سے اپنے کپڑے اوڑھ اوڑھ لئے اور ضد کی اور شیخی مین آکر اکڑ بیٹھے ۔

اور قصہ شیطان سے بھی جو قرآن مین بہت جگہہ آیا ہے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ حسب تصریح قرآن خداکو مانتا ہے چنانچہ ارشاد ہے :-

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

(پارہ نمبر ۲۸ سورہ حشر ع ۲)

(نیز ان منافقون کی مثال) شیطان کی سی مثال ہو کہ وہ آدمی کو کفر کی تعلیم تلقین کرتا ہے پھر جب وہ کفر کر بیٹھتا ہے (اور کفر کا وبال پیش آتا ہے اور وہ شیطان سے مدد مانگتا ہے) تو شیطان کہتا ہی مجھے تجھسے کچھہ سروکار نہین مین تو خدا رب العالمین (کے غضب) سے ڈرتا ہون ۔

اور پیغمبرون کو بھی مانتا ہے کیونکہ اسکی زبان سے کہا گیا ہے :-

فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝

(پارہ نمبر ۲۳ - سورہ ص ع ۵) -

(مجھے بھی) تیری (ہی) عزت کی قسم ہے کہ ان (بنی آدم) مین جو تیرے خالص بندے ہین انکو چھوڑ کر اور سب کو گمراہ کرکے رہون ۔

یہان سے معلوم ہوا کہ وہ اغوا مین نہ آنے والے مخلص بندون کو جانتا ہے اور انبیا بھی انہی مین سے ہین اور نیز احکام خداوندی سے بصراحت انکار بھی نہین کرتا کیونکہ جب اسی پوچھا گیا کہ

مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ط -

(پارہ نمبر ۸ سورہ اعراف - ع ۲)

جب ہم نے حکم دیا تو (آدم کے آگے) جھکنے سے کون چیز تجھکو مانع ہوئی ۔

تو اسنے نہین کہا کہ مین تیرے حکم نہین مانتا بلکہ آگے چلکر خود ہی کہتا ہے

فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ -

جیسی تو نے میری راہ ماری ہے مین بھی تیرے سیدھے رستے پر بنی آدم کی تاک مین بیٹھون تو سہی ۔

جس سے معلوم ہوا کہ وہ امور شریعت کو صراط مستقیم سمجھتا ہے پس باوجود ان تمام ارکان ایمان کو ماننے کے جو اسکی نسبت کفر کا حکم ہے اور ارشاد ہے :-

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اور جب ہم نے فرشتون کو کہا کہ آدم کے آگے جھکو تو شیطان کے سوا اور سب کے سب (جھک پڑے - اس نے نہ مانا اور شیخی مین

(پارہ نمبر ۱- سورہ بقرہ- ع ۴)	آگیا اور نافرمان بن بیٹھا-

تو اسکی وجہ یہی ہے جو یہان بیان ہوئی کہ اس نے تعمیل سے انکار کیا اور تکبر کیا- اور دوسری جگہہ اس تکبر کی تشریح کیگئی ہے کہ اُس نے کہا :-

اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ- (پارہ نمبر ۸ سورہ اعراف ع ۲)-	مین اس سے بہتر ہون (کیونکہ) تو نے مجھکو آگ سے پیدا کیا اور اسکو خاک سے پیدا کیا-

پس معلوم ہوا کہ اگرچہ وہ جانتا تہا کہ خدا ایسا حکم دیتا ہے مگر اپنی برتری اور فضیلت کا دعوے کر کے کہا کہ مجھہ سے اس حکم کی تعمیل نہین کروانی چاہیئے گویا اُس حکم سے جو خدا نے سب کے لئے دیا تہا اپنے تئین مستثنی کر کے خاص کرنا چاہا اور اسکے ایسے عموم کو جس مین خود بھی شامل ہو غلط سمجہا اور یہ اگرچہ حکم کے واجب التعمیل ہونے سے انکار نہین لیکن اسکے قاعدہ کلیہ ہونے سے انکار ہے اور اسلئے وہ کافر ٹھیرا اور یہی صورت ان اصرار کرنے والون کی ہوتی ہے کہ اگرچہ وہ خدا کے حکم سے انکار نہین کرتے مگر اپنے تئین بوجہ تکبر کے اسکی تعمیل سے بالاتر سمجہتے ہین اور اپنی نسبت اس عام حکم کا عاید ہونا غلط سمجہتے ہین اور اسیلئے اس حکم کی اکثر آیتون مین جیسا معلوم ہوا تکبر کا ذکر کیا گیا ہے-

مگر بسا اوقات دیکہا جاتا ہے کہ اصرار اس بناء پر نہین ہوتا بلکہ کبہی ناصح کیجانب سے پہلے سے دل مین کچہہ کاوش ہوتی ہے یا اسکی تقریر و تحریر مین برخلاف حکم ربانی

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ط (پارہ نمبر ۱۴- سورہ نحل- ع ۱۶)	(اے پیغمبر لوگون کو) عقل کی باتون اور اچھی اچھی نصیحتون سے اپنے پروردگار کے رستہ کیطرف بلاؤ اور انکے ساتھ بحث (بہی) کرو (تو) ایسے طور پر کہ وہ (لوگون کے نزدیک) بہت ہی پسندیدہ ہو-

کچہہ ایسے دل شکن الفاظ اور اشارات ہوتے ہین جن سے مخاطب کی قوت غضبیہ جوش مین آجاتی ہے اور اس تحریک یا پہلی رنجش کے اثر سے مغلوب ہو کر وہ کہہ اُٹھتا ہے کہ مین تیرا کہنا نہین مانتا- تو اس صورت مین چونکہ اسکے دل مین خدا و رسول سے انکار یا انکے تعمیل حکم سے اپنے تئین برتر جاننے کا خیال نہین ہوتا- اس ضد یا غصے کے مجنونانہ الفاظ سے جن مین صرف اُس ناصح کی ذات خاص سے برتری کا احتمال ہے وہ شخص غالباً اپنے تئین حکم خدا و رسول سے برتر جاننے والون مین شمار نہ ہوگا- اور مذکورہ بالا تکبر کی حد مین نہ آئیگا- گو احکام الٰہی کو سننے کی وقت ذاتی کاوشون سے متاثر ہونا یا اُن سخت الفاظ کا خیال کرنا جن مین اس سچے حکم کو ادا کیا گیا ہے اور اسلئے

اپنی ضد پر قایم رہنا بجائے خود دوسرا گناہ کبیرہ ہوگا۔ اور غالباً یہی وجہ ہے کہ ایک اور جگہہ اس اصرار کی ممانعت کے ساتھ غصہ کو روکنے اور دوسرون کی خطاؤن سے درگذر کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ اور جس طرح غصہ کرنا اور معاف نہ کرنا گو کفر نہین مگر گناہ ہونیکے سبب تقوے کے خلاف ہے۔ اسی طرح اصرار کو بھی متقین کی شان کے خلاف کہا ہے اور فرمایا ہے:۔

وَسَارِعُوا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّاۗءِ وَالضَّرَّاۗءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۔ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ڞ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

(پارہ نمبر ۴ سورہ آل عمران ع ۱۴)

اور اپنے پروردگار کی مغفرت اور جنت کیطرف لپکو جسکا پھیلاؤ اتنا بڑا ہے) جیسے زمین و آسمان (کا پھیلاؤ) ان پرہیزگارون کے لئے تیار ہے جو خوشحالی اور تنگدستی (دونو حالتون) مین (خدا کے نام) خرچ کرتے اور غصے کو روکتے اور لوگون (کے قصورون) سے درگذر کرتے ہین اور (لوگون کے ساتھہ) نیکی کرنیوالون کو اللہ دوست رکھتا ہے اور وہ لوگ (ایسے نیک دل) ہین کہ (بتقاضائے بشریت) جب کوئی بیحیائی کا کام کر بیٹھتے ہین یا (کوئی اور بیجا بات کرکے) اپنے (دین کا) نقصان کر لیتے ہین تو خدا کو یاد کرکے اپنے گناہونکی معافی مانگنے لگتے ہین اور خدا کے سوا گناہونکا معاف کرنیوالا اور ہے بھی کون اور جو (بیجا بات) کر بیٹھتے ہین تو دیدہ و دانستہ اسپر اصرار نہین کرتے۔

اور یہ تکبر کی شرط یا اس حکم کو حکم خدا جاننے کی شرط جو وھم لا یستکبرون اور وھم یعلمون سے ظاہر کیگئی ہے ثابت کرتی ہے کہ اگر کسی حکم خداوندی سے انکار اور اپنی بات پر اصرار اس وجہ سے ہو کہ وہ شخص اُس حکم کا یہ مطلب نہین سمجھتا جو واعظین کیطرف سے پیش کیا جاتا ہے اور اُن الفاظ قرآن و حدیث کی تاویل کرتا ہے تو اس صورت مین کافر نہ ہوگا۔ کیونکہ اب وہ اپنے تئین اس حکم سے مستثنیٰ اور اسکی تعمیل سے برتر نہین سمجھتا بلکہ اسکے نزدیک حکم ہی وہ ہے جسپر خود کاربند ہے اور یہی وجہ ہے کہ فرقہ اہل سنت تمام فرقہائے اسلامیہ کو جو قرآن و حدیث کی اپنی سمجھہ کے موافق تاویل کرتے ہین باوجود انکی تفسیر کو غلط جاننے کے کافر نہین کہتے۔

اِن دنون اکثر علمائے اسلام کی جانب سے ایسے لوگونپر بھی کفر کے فتوے دیئے جاتے ہین جو قرآن کریم کے اُن مطالب سے جو تفاسیر سلف مین لکھے ہوئے ہین انکار کرتے ہون اور اون آیات کا مطلب دوسری طرح پر بیان کرتے ہون اور اس بارہ مین اکثر تفسیر بالرائے کی حدیث پیش کی جاتی ہے جو اگرچہ دو تین طرق سے مروی بیان کی جاتی ہے۔ مگر ہے خبر واحد یا زیادہ سے زیادہ مشہور۔ اور اسلئے اگر اس بارہ مین قرآن سے اسکے خلاف حکم ثابت ہو جائے

تو ہرگز قابل التفات نہ ہوگی اور اگر قرآن سے اسکے متعلق فیصلہ نہ ہو سکے تب بھی بوجہ ظنی الحکم ہونے کے یہ پایہ نہین رکھتی کہ اسکا انکار کفر ہو مگر چونکہ ہے حدیث صحیح اسلئے بالکل نظر انداز بھی نہین کیجا سکتی۔ پس اگر من قال فی القرآن برأیه فلیتبوأ مقعده من النار (جو قرآن مین اپنی رائے کو دخل دے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین سمجھے) سے یہ مراد ہو کہ کوئی شخص الفاظ قرآنی سے حسب قواعد زباندانی اور حسب دلالت محاورہ لسانی مطلب سمجھنے کے لائق نہین۔ اور صرف جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطالب قرآنیہ کو سمجھتے تھے۔ اور اس لئے جو شخص اپنی لیاقت سے قرآن کا مطلب نکالے وہ کافر ہے تو اول تو یہ قباحت لازم آتی ہے کہ احادیث رسول کی تحقیق و تصحیح کا پہلا اصول یہہ ہے کہ انہین کتاب اللہ پر پیش کیا جائے اور جو کلام الٰہی کے مخالف یا معارض پائی جائے اُسے موضوع سمجھا جائے۔ کیونکہ کلام خدا کلام رسول پر مقدم ہے خدا فرماتا ہے :-

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ (پارہ نمبر ۲۵ - سورہ شورے - ع ۲)	اور جن جن باتون مین تم لوگ اختلاف رکھتے ہو انکا فیصلہ خدا ہی کی طرف ہے (لوگو!) یہی اللہ تو میرا پروردگار ہے مین اسی پر بھروسہ رکھتا ہون۔ اور (ہر بات مین) اسی کیطرف رجوع کرتا ہون۔

اور نیز وہ بتواتر ثابت ہے اور احادیث رسول مین سے اگر متواتر ہین تو صرف دو چار اور انکو بھی قرآن جیسا تواتر نصیب نہین۔ پس اگر کلام الٰہی کا سمجھنا حدیث پر موقوف ہو تو دور لازم آتا ہے اور دوسرے تفسیر کلام اللہ کے متعلق جسقدر احادیث قواعد تنقیح و تعدیل کے موافق صحیح مانکر اصحاب صحاح نے اپنی کتابون مین لکھی ہین وہ قرآن کے بہت ہی قلیل حصہ کے متعلق ہین اور ان کے علاوہ جس قدر حدیثین اصحاب تفاسیر نے اپنی کتابون مین لکھی ہین اگرچہ ان مین جرح و تعدیل کی بہت کچھہ گنجایش ہے مگر انکو صحیح مانکر بھی تمام کلام الٰہی کی تفسیر ہر پہلو سے کامل نہین ہوسکتی اور لامحالہ قواعد صرف و نحو اور نکات محاورہ اور تحقیق لغات کی خود اُن مفسرین کو ضرورت پڑتی ہے اور اگرچہ یہ تمام قواعد و ضوابط اہل علم کے نزدیک پیش پا افتادہ ہین لیکن کسی عبارت پر ان قواعد کی تطبیق کرنا حتی کہ فاعل و مفعول وغیرہ اقسام کلام کو سمجھنا بھی عقل ہی پر موقوف ہے اور جب عقل کو قرآن کے بارہ مین بالکل معطل کر دیا گیا تو بالضرور ان باتون کے لئے بھی کسی حدیث ہی کی ضرورت ہوگی۔ اور قطع نظر ان آسان قواعد کے تمام مطالب قرآنیہ بھی تو بالاستیعاب احادیث مین نہین مل سکتے۔ مثلاً آیت تطہیر کی تفسیر مین ایک حدیث بیان کی جاتی ہے جسمین جناب سالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آل عبا کو اہلبیت کہا ہے اور حضرت ام سلمہؓ کے دریافت کرنے پر ارشاد کیا ہے کہ ہان انشاء اللہ تم بھی ہو لیکن اس ایک حدیث سے لفظ تطہیر اور رجس کا مطلب اور ان لوگون کی تعیین جن کے حق مین خدا نے اہلبیت

کہکر تطہیر کا ارادہ ظاہر کیا ہے کہ آیا وہ صرف آل عبا اور حضرت ام سلمہ رضؓ ہی ہین یا دیگر ازواج مطہرات اور وہ لوگ بہی شامل ہین جنپر صدقہ حرام ہے۔ اور اس امر کا فیصلہ کہ اس آیت کی مؤنث ضمیرون اور کُم کی مذکر ضمیر سے ایک ہی جماعت مراد ہے یا الگ الگ غرض سوا ایک امر کے اور کوئی مطلب نہین ظاہر ہوتا اور مخالفین تفسیر بالرائے کوئی حدیث صحیح مرفوع ان تمام امور کے فیصلہ کے لئے نہین لاتے۔ بجز اسکے کہ کوئی بات قتادہ کی رائے سے بیان ہوگی اور کوئی مقاتل کے قیاس سے اور کوئی مجاہد وغیرہ مفسرین کی تصریح سے اور باقی اپنے قیاس اور لیاقت سے اور جب حدیث مذکور مین "من قال" کا حکم عام ہے تو قتادہ اور مجاہد وغیرہ بہی اپنی رائے کو دخل نہین دے سکتے۔ اور اسلئے لازم آئیگا کہ بجز چند مضامین کے جن کی حدیثون مین تصریح ہے تمام مضامین قرآنیہ غیر معلوم اور پردۂ اختفا مین مستور رہین اور تیسرے جس زبان اور محاورہ مین قرآن نازل ہوا ہے اسی زبان اور محاورہ مین احادیث رسول ہین پس تعجب ہے کہ قرآن کو تو کوئی نہ سمجھ سکے اور احادیث کو ایسا سمجھ جائے کہ ان سے مطالب قرآنیہ کو حل کرے اور قطع نظر ان قباحتون کے جنکو عقل باور نہین کرتی جب ہم اس غرض کے لئے کلام اللہ کو دیکھتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ کہین تو اس کلام پاک کی نسبت دعوے ہے کہ وہ ہر طرح سے مشرح اور مفصل ہے۔ اور تشریح و تفصیل اس لئے ہے کہ لوگ اسے سمجھین چنانچہ ارشاد ہے۔

الرٰا - کِتَابٌ اُحْكِمَتْ اٰيَاتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ - (پارہ نمبر ۱۱ - سورہ ہود - ع ۱)	الرٰا - (یہ قرآن ایسی) کتاب ہے کہ حکمت والے باخبر (خدا کیطرف سے) اسکے مضامین (بخوبی ثابت و) مستحکم کئے گئے ہین (اور) پہر خوب تفصیل کے ساتھہ بیان کئے گئے ہین۔
اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۱۲ - سورہ یوسف - ع ۱)	اس قرآن کو ہم نے عربی مین (اس لئے) اُتارا ہے کہ تم (اسکو بخوبی) سمجھ سکو۔
كِتَابٌ فُصِّلَتْ اٰيَاتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۲۴ - سورہ حٰمٓ سجدہ - ع ۱)	یہ قرآن کتاب ہے جسکی باتین زبان عربی مین سمجھہ دار لوگون کے لئے تفصیل کے ساتھہ بیان کر دی گئی ہین۔
وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيَاتُهٗ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ (پارہ نمبر ۲۴ - سورہ حٰمٓ سجدہ - ع ۵)	اور اگر ہم اسکو عربی کے سوا دوسری زبان کا قرآن بناتے تو (یہ کفار مکہ) ضرور کہتے کہ اسکی آیتین ہمکو کہولکر کیون نہین سمجہائی گئین کیا (تعجب کی بات ہے قرآن کی زبان تو) عجمی اور (ہماری) عربی۔
اِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۲۵ سورہ زخرف ع ۱)	ہم نے اسکو (صاف اور سلیس عربی (زبان کا) قرآن اس لئے بنایا ہے تاکہ تم (اسکو بآسانی) سمجھو۔

پس اگر قرآن ایسا مشکل ہو کہ اپنی رائے سے ہم اسے نہ سمجھہ سکین تو اسکو مفصل کہنا اور اس کے نازل فرمانے اور عربی جیسی فصیح زبان مین نازل فرمانے کی غرض یہہ بیان کرنا کہ تم اسے سمجھو معاذاللہ غلط ہوگا -

اور کہین ارشاد کیا ہے کہ ہم نے قرآن کو آسان کر دیا ہے تا کوئی سمجھے - چنانچہ فرمایا ہے :-

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ (پارہ نمبر ۲۷ چہار جار از سورہ قمر) -	اور ہم نے قرآن کو لوگون کی نصیحت پکڑنے کے لیئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ نصیحت پکڑے -

پس اگر انسان کی رائے اس مین کام ہی نہین دیسکتی تو وہ آسان کیونکر ہوگا اور کوئی اس سے نصیحت کیونکر پکڑے گا -

اور ایک جگہہ فرمایا ہے کہ قرآن مین کوئی پیچیدگی نہین اور وہ سیدھا اور صاف ہے ارشاد ہوتا ہے -

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَىٰ عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا قَيِّمًا لِيُنْذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا مِنْ لَدُنْهُ (پارہ نمبر ۱۵ - سورہ کہف - ع ۱) -	ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے جسنے اپنے بندے (محمد) پر قرآن اتارا اور اسمین (کسی طرح کی) کجی نہ رکھی بالکل سیدھی (سی) بات ہے تا خدا کیطرف سے (جو) عذاب شدید (کا نزول ہونیوالا ہے لوگون کو اس) سے ڈرائے

پس اگر وہ ایسی چیستان ہو کہ عقل انسانی اس مین ششدر رہجائے تو غیر پیچیدہ اور صاف کیونکر ہوگا

اور ایک جگہہ قرآن کو سمجھنا اور اسپر بے سمجھے بوجھے نہ گر پڑنا عباد الرحمان کے نیک اوصاف مین شامل کیا ہے - اور فرمایا ہے :-

وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا (پارہ نمبر ۱۹ سورہ فرقان - ع ۶)	اور (نیز) وہ لوگ کہ جب انکو ان کے پروردگار کی آیتین پڑھکر نصیحت کی جائے تو اندھے اور بہرے ہو کر انپر نہ گرین -

اور سب سے بڑھکر ایک جگہہ قرآن کو نہ سمجھنا علامت کفر کہا ہے اور فرمایا ہے :-

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ إِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا (پارہ نمبر ۱۵ - سورہ کہف ع ۸) -	اور اس سے بڑھکر ظالم کون جسکو خدا کی آیتین یاد دلائی جائین اور وہ ان سے روگردانی کرے اور اپنی پہلی کرتوت کو بھول جائے (بات یہ ہے کہ) ہمین نے ان کے دلون پر پردے ڈالدیئے ہین تا کہ (حق بات) کو نہ سمجھہ سکین اور انکے کانون مین (ایک طرح کی) گرانی پیدا کردی ہے -

پس اسے سمجھنے سے قاصر رہنے والون کے واسطے اس سے زیادہ وعید اور کیا ہوگا -

اور الکتاب المبین کا لقب اس پاک کلام کے لیئے قرآن مین بکثرت مستعمل ہے لیکن حدیث مذکور

کا مذکورہ بالا مطلب قرار دیکر بیان کرنے والی یا واضح صرف احادیث ہین نہ آیات قرآنی -

غرض ان متعدد شہادتون سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید بالکل قریب الفہم ہے اور انسان اپنی عقل خداداد کو کام مین لائے تو اس سے ہر طرح کی ہدایت اور نصیحت لے سکتا ہے لیکن چونکہ عقول انسانیہ باہم متفاوت ہین اور رائے زنی کے وقت عقلا باہم ضرور اختلاف کرتے ہین اس لئے مطالب قرآنیہ کے سمجھنے مین بھی اختلاف ہونا چاہئے اور ہے پس اختلاف کرنے والون کی خطا اور صواب یا ایمان و کفر کے بارہ مین بھی قرآن نے خود ہی فیصلہ کر دیا ہے کہ جو اختلاف باوجود جاننے اور سمجھنے کے محض بغاوت اور بدنیتی سے ہو وہ تحریف اور کفر ہے چنانچہ ارشاد ہے :-

أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ (پارہ نمبر ۱ سورہ بقرہ - ع ۹)	(مسلمانو!) کیا تم کو توقع ہے کہ (یہود) تمہاری بات تسلیم کر لینگے اور (ان کا حال یہ ہے کہ) ان مین کچھہ لوگ ایسے بھی ہوگذرے ہین کہ کلام خدا سنتے تھے پھر اسکے سمجھے پیچھے دیدہ و دانستہ اسکو کچھہ کا کچھہ کر دیتے تھے -
إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ - ط (پارہ نمبر ۳ سورہ آل عمران ع ۲)	دین (حق) تو خدا کے نزدیک یہی اسلام ہے (اور بس) اور اہل کتاب نے جو (دین حق سے) مخالفت کی تو (حق بات) معلوم ہونے کے بعد (کی اور) آپس کی ضد سے (کی) اور جو شخص خدا کی آیتون سے منکر ہو تو اللہ کو (اس سے) حساب لیتے (اور اسکو نافرمانی کی سزا دیتے) کچھہ دیر نہین لگتی -
وَمَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ - (پارہ نمبر ۲۵ سورہ شوریٰ ع ۲)	اور (اہل کتاب جو) جدا جدا فرقے (ہوئے تو) سمجھہ آئے پیچھے اپنی باہمی ضد سے ہوئے -
وَآتَيْنَاهُمْ بَيِّنَاتٍ مِنَ الْأَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ ط (پارہ نمبر ۲۵ سورہ جاثیہ ع ۲)	اور (ہمنے) دین کے کھلے کھلے کام انکو (بتا) دئے سو (ان لوگون نے) جو ایک دوسرے سے اختلاف کیا تو آگہی ہوئے پیچھے آپس کی ضد سے (کیا) (اے پیغمبر) جن (باتون) مین یہ لوگ اختلاف کر رہے ہین قیامت کے دن تمہارا پروردگار ان مین ان (باتون) کا فیصلہ کر دے گا -

پس معلوم ہوا کہ حسن نیت سے کلام الٰہی مین غور و تدبر کرنا ہرگز کفر نہین بلکہ خدا کے نیک بندون کی صفت ہے

گو قصور عقل سے کسی جگہہ خطا ہوجانے اور اُس مطلب تک رسائی نہ ہو جو واقع مین قرآن شریف کا ہی۔ اور مطالعہ تفاسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ منصب تفسیر کو زبان رسالت پناہی تک محدود رکہنے کا دعوی صرف زبان سے کیا جاتا ہے اور عملاً اسکا مطلق ثبوت نہین بلکہ ہر مسئلہ مین علماے اسلام رائے زنی کرتے رہے ہین اور اکثر آیات کی تفسیر مین باہم بہت کچہہ اختلاف رکہتے ہین مثلاً آیت

وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۔ (پارہ نمبر ۲ سورہ بقرہ ع ۳۰)۔	اور (دودہ پلانیکا نان نفقہ جیسا اصل باپ پر ہے) ویسا (اسکے) وارث پر

مین وارث کے بارہ مین علما کے بہت مختلف اقوال ہین (تفسیر کبیر جلد دوم)۔ اور آیت

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ ۔ (پارہ نمبر ۲۔ سورہ بقرہ ع ۳۱)۔	(مسلمانو) تمام نمازون کا (عموماً) اور بیچ کی نماز کا (خصوصاً) تقید رکہو اور (نماز مین) اللہ کے آگے ادب سے کہڑے رہو۔

مین صلوۃ وسطیٰ کے بارہ مین قریب الوہم احتمالات سے بھی زائد یعنی سات اقوال ہین حالانکہ نمازین صرف پانچ ہین اور اسی آیت مین قنوت کے معنون مین بہی چہہ اقوال ہین (تفسیر کبیر جلد دوم) اور

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۔ (پارہ نمبر ۲۔ سورہ بقرہ ع ۳۱)	اور جو لوگ تم مین سے مرجائین اور بیبیان چہوڑ مرین تو اپنی بیبیون کے حق مین ایک برس تک کے سلوک (یعنی نان نفقے) اور (گہر سے) نہ نکالنے کی وصیت کرمرین۔

عام مفسرین اس آیت کو منسوخ سمجہتے ہین صرف مجاہد اور ابو مسلم اصفہانی اسے منسوخ نہین مانتے اور اپنی اپنی رائے پر اسکے دو جدا جدا مطلب نکالتے ہین جنمین سے ابو مسلم کے پیش کردہ معنون کو امام رازی رحمہ نے "ہوئی غایت الصحتہ" لکہا ہے (تفسیر کبیر جلد دوم) علیٰ ہذا تمام قرآن کی تفسیر مین مختلف مطالب اور معانی بیان کئے جاتے ہین حالانکہ اگر ان کے نزدیک صرف جناب رسالتمآب سے سنکر ہی مطلب بیان کرنا ہوتا تو ہر آیت کی صرف ایک طرح پر تفسیر ہوتی اور کوئی شخص اختلاف کی جرأت نہ کرتا۔

اگر کہا جائے کہ گذشتہ مفسرین اسی جگہہ اختلاف کرتے ہین جہان انکو اُس آیت کا مطلب بیان کرنے والی حدیثین باہم مختلف ملتی ہین تو اسکے جواب مین اول تو یہ عرض ہے کہ یہ صرف حسن ظن ہے ورنہ اختلاف کرنے والے دلایل اختلاف مین بناے دعوی اُس حدیث پر اور اسکے قوت روایت اور جانب ثانی کے پیش کردہ حدیث کی ضعف اور جرح پر رکہا کرتے حالانکہ ایسا بہت ہی کم جگہہ دیکہا جاتا ہے اور عموماً اپنی رائے پر عقلی دلایل اور اجتہادی قیاسات پیش کئے جاتے ہین مثلاً صلوۃ وسطیٰ کے بارہ مین ہر اختلاف

کرنے والا جس نماز کو صلوٰۃ وسطیٰ سمجھتا ہے اوسکے وسطیٰ ہونیکے عقلی قرائن اور نیز اسکے وقت کے فضائل بیان کرتا ہے اور حدیث کو پیش کرنے کا شاید ہی کوئی نام لیتا ہو اور دوسرے کسی ایک مسئلہ مین مختلف حکم دینے والی حدیثین بیان افعال وحرکات جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور اظہار سنن ونوافل مین تو ہوسکتی ہین مثلاً ممکن ہے کہ ایک وقت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا دیگر حاضرین نے آمین بالجہر اور رفع یدین کیا ہو اور ایک وقت نکیا ہو اور اسلیئے دو مختلف دیکھنے والون مین سے اپنے اپنے مشاہدہ کے رو سے ایک اُس فعل کا کرنا روایت کرے اور ایک نکرنا لیکن مطالب قرآنیہ کے بیان مین یہ اختلاف ممکن نہین کہ ایک وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائین کہ خدا کے نزدیک صلوٰۃ وسطیٰ سے نماز عصر مراد ہے اور دوسرے وقت ارشاد ہو کہ خدا نے مغرب کی نسبت حکم دیا ہے۔ اور پھر کبھی عشاء اور کبھی فجر کا نام لین پس ضرور ہے کہ جو مطلب قرآن زبان رسالت پناہی سے سنا گیا ہوگا وہ صرف ایک ہوگا اور اس مین مختلف احادیث نہین ہوسکتین۔

غرض گذشتہ بیان سے معلوم ہوا کہ حدیث مذکور کا اس طرح مطلب نکالنا کہ قرآن کو عقل سے سمجھنا کفر ہے قرآن کی متعدد آیات کے رو سے عقل کے رو سے اور نیز سلف صالحین کے طرز عمل کے رو سے یقیناً غلط ہی اور ضرور ہے کہ اُس حدیث کا مطلب کچھہ اور ہوگا اور دوسرا مطلب جو ہوسکتا ہے یہی ہے جو اسی حدیث کے دوسرے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کیونکہ ایک روایت مین

من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار	جو قرآن مین بے جانے بوجھے دخل دے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین سمجھے

وارد ہے اور بیشک جو شخص قرآن کو سمجھنے کی لیاقت نہین رکھتا یا رکھتا ہے لیکن تدبر اور تامل کی تکلیف نہین گوارا کرتا اور جس مضمون کی نسبت رائے زنی کرتا ہے اوسکے متعلق تمام آیات اور دلائل کو نہین دیکھتا اور جو جی مین آتا ہے قرآن کا مطلب بیان کر دیتا ہے تو وہ شخص قرآن کو اپنی خواہشون کے پورا کرنیکا ذریعہ بنانے اور محض گمان ووہم کی پیروی کرنے کے سبب بیشک کافر ہے اور اسکے کفر کے لیئے نہ صرف یہی حدیث ہے بلکہ خدا فرماتا ہے۔

وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ (پارہ نمبر ۱ سورہ بقرہ ع ۹)	اور بعض ان مین ان پڑھ ہین جو (منہ سے لفظون کے) بڑبڑا لینے کے سوائے کتاب (الٰہی کے مطلب) کو کچھہ بھی نہین سمجھتے اور فقط خیالی تکے چلایا کرتے ہین
اور ارشاد ہے۔ وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنْ يَتَّبِعُونَ	اور اے پیغمبر اکثر لوگ تو دنیا مین ایسے ہین کہ اگر تم انکے کہے پر چلو تو تمکو راہ خدا سے بہکا چھوڑین۔ یہ تو صرف اپنے ذہنی خیالات پر چلتے اور نری

پس اگر کوئی شخص مثلاً لفظ سمارسے وہ اجسام مراد نہین لیتا جو کرۂ ارض کو محیط ہین اور ایک دوسرے سے چسپیدہ یا کسی قدر فاصلہ سے تہ بہ تہ واقع ہین بلکہ بالائی کرّے اور بلند عوالم مراد لیتا ہے یا لفظ جن سے کسی قایم بالذات مخلوق کا جو انسانون سے علیحدہ ہو قایل نہین ہے تو اگر وہ اُن آیات کو جن سے تعارف آسمانون کا یا جنات کا وجود ثابت ہوتا ہے غلط کہتا ہے تو بیشک کافر ہے لیکن اگر حسن نیت کے ساتھ غور کرتے اور اپنی تمام کوشش خرچ کرنیکے بعد اُن آیات کا وہ مطلب غلط سمجھتا ہے جو دیگر مفسرین نے لیا ہے اور آیات کو صحیح اور من عنداللہ مانکر اور طرحپر انکی تاویل کرتا ہے تو اس صورت مین گو اسکی رائے غلط ہو لیکن جب عطاؔ اور ضحاک وغیرہ متقدمین اور زمخشری اور رازی وغیرہ مفسرین باوجود اپنی اپنی رائے الگ رکہنے کے اور باوجود ایکدوسریکی تغلیط یا تضعیف کرنیکے خدانخواستہ کافر نہین ہین بلکہ معتزلہ اور خوارج وغیرہ فرقہائے اسلامیہ بھی باوجود یقیناً غلط مطلب نکالنے کے محققین اہل سُنت کے نزدیک دائرہ اسلام سے نہین نکلتے تو وہ غریب اس قصور پر کہ تدبر و تفکر کے بعد غلط نتیجہ تک پہونچا ہے کیونکر کافر ہوگا۔ رہین وہ حدیثین جو بعض مطالب کی تائید مین پیش کیجاتی ہین سو چونکہ وہ اخبار احاد ہین اس لئے ان مین جرح کرنا اور روایت یا درایت کے رو سے ضعیف ٹھہراکر ناقابل عمل کہنا کفر نہین اور گذشتہ مفسرین بھی اپنی رائے کے خلاف جو اخبار احاد پاتے ہین اکثر انکی جرح و تعدیل مین گفتگو کرتے ہین اور ایک شخص جس حدیث کو صحیح مانتا ہے دوسرا ادسی کو وضعی یا ضعیف کہکر اپنے قول کو ترجیح دیتا ہے بلکہ نیک نیتی کے ساتھ ان حدیثون کے ثبوت اور قوت و ضعف مین گفتگو کرنے کا بہی مضایقہ نہین جنکو مخالف اپنے خیال مین متواتر باللفظ یا متواتر بالمعنی کہتا ہے کیونکہ معلوم ہو چکا ہے کہ حسب ارشاد ربانی کلام رسُول کی تعمیل اسی وقت واجب ہوتی ہے جب اس کے ثبوت کا یقین ہو جائے اور یقین کے لئے متواتر کہدینے کا دعوے ہی کافی نہین جو فریق ثانی کیطرف سے پیش کیا جائے بلکہ اپنا ذاتی اطمینان ضروری ہے اور اسی لئے احادیث متواترہ کی تعداد مین قدیم سے اختلاف ہے ایک فریق جسکو متواتر کہتا ہے دوسرا اُسے خبر واحد کہتا ہے۔

غرض زیادہ سے زیادہ اعتراض جو سمار اور جنات وغیرہ مطالب مین اختلاف کرنیوالے پر عاید ہوتا ہے یہہ ہے کہ اس نے سلف صالحین کے خلاف اعتقاد کیا ہے مگر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی شخص کسی کے نزدیک ایسا معصوم نہین ہے کہ اسکی ہر بات کالوحی ہو اور غلطی کا احتمال نہ رکھے اور نہ رسُول اللہ کے

بعد کسی اور پر ایمان لانا تعریف ایمان مین داخل ہے تا سلف سے اختلاف کرنے والا کافر قرار پائے بلکہ خداوند کریم نے اپنی کلام پاک کی نسبت دعوی کیا ہے کہ اس مین ہر چیز کا بیان ہے اور فرمایا ہے :-

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ۝

(پارہ نمبر ۱۴ - سورہ نحل - ع ۱۲)

اور (لوگو اس روز قیامت کو یاد کرو) جب ہم ہر ایک امت مین سے اس امت کے (پیغمبر کو) گواہ بنا کھڑا کرینگے اور (اے پیغمبر) تمکو (تمہارے زمانہ کے) ان لوگون کے مقابلہ مین گواہ بنا کر لائینگے اور ہمنے تمپر (یہہ) کتاب نازل کی ہے (جسمین) ہر چیز کا بیان (شافی) ہے اور مسلمانون کے لئے ہدایت اور رحمت اور خوشخبری۔

اور کلشتی مین کلمات اللہ بھی داخل ہین جنکی نسبت ارشاد ہے کہ وہ کسی طرح ختم نہین ہو سکتے اور فرمایا ہے۔

وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِن بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝

(پارہ نمبر ۲۱ - سورہ لقمان - ع ۳)

اور زمین مین جتنے درخت ہین اگر ان سب کے قلم ہون اور سمندر کی سیاہی (اور وہ بھی اس طرح پر) کہ اسکے ہو چکنے (کے) پیچھے (ویسے ہی) سات سمندر (اور) اسکی مدد کرین (غرض ان تمام قلمون اور ساری سیاہیون سے خدا کی باتین لکھی جائین تو بھی) تو خدا کی باتین تمام نہون بیشک اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے

پس کیونکر ممکن ہے کہ اسرار کلام ربانی کی تفصیل اور کلمات اللہ کی تشریح ایک محدود زمانے مین چند مفسرین نے کامل کر دی ہو اور اب کوئی نکتہ اور کوئی دقیقہ کوئی اور شخص نہ ظاہر کر سکتا ہو اور نیز خدا فرماتا ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ (پارہ نمبر ۶ سورہ مائدہ - ع ۸)۔

مسلمانو! تم مین سے کوئی اپنے دین (اسلام) سے پھر جائے تو خدا (کو اسکی ذرا بھی پروا نہین وہ) ایسے لوگ موجود کر دیگا جنکو وہ دوست رکھتا ہوگا اور وہ اسکو دوست رکھتے ہون گے۔ مسلمانون کے ساتھ نرم کافرون کے ساتھ کڑے اللہ کی راہ مین اپنی جانین لڑا دینگے اور کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت کا (کچھہ) باک نہین رکھین گے۔ یہ (بھی) خدا کا ایک فضل ہے جسکو چاہے دے اور اللہ (کی رحمت بڑی) وسیع (ہے اور سب کے حال) سے واقف ہے۔

یہان جن اہل ایمان کو مخاطب کیا ہے اگر ان سے صرف جناب رسالت پناہی کے زمانے کے مسلمان مراد ہون اور بعد مین آنے والی قوم سے دیگر گذشتہ اہل اسلام تو جس غرض کے لئے یہ آیت نازل ہوئی ہے وہ پوری نہین ہوتی کیونکہ غرض یہہ ہے کہ اہل اسلام اس بات پر غرہ نہ ہون کہ ہمین سے اشاعت اسلام ہوتی ہے اور

اگر ہم اس بات کا بیڑا نہ اٹھائین تو دین حق معاذ اللہ نیست و نابود ہو جائے کیونکہ آیندہ خدا ایسے لوگ اور پیدا کر دیگا جو امر حق کے اظہار مین کسی قسم کا باک نہ رکھین گے اور جس بات کو راست اور صدق جانینگے بید ہڑک ظاہر کرینگے۔ پس اگر وہ بید ہڑک ظاہر کرنیوالے زمانہ سلف مین ہو چکے تو وہ لوگ یہ فخر کر سکتے ہین کہ ہمین تھے جن سے خدا کا بول بالا ہوا ورنہ آیندہ زمانے مین تو کوئی پیدا ہی نہ ہوگا جو اظہار حق کر سکے۔ پس مذکورہ بالا غرض اسی صورت مین حاصل ہوتی ہے کہ یہہ خطاب عام اہل ایمان کو ہو چاہے وہ کسی زمانے مین ہون کہ تم اگر دین اسلام سے پہر جاؤ تو کچہہ مضایقہ نہین ہم اور لوگ تم سے بہتر کام کرنے والے پیدا کر دین گے۔ پس معلوم ہوا کہ ہر زمانے مین ایسے لوگ پیدا ہوتے رہین گے جو اسرار کلام ربانی کو ظاہر کرین گے اور کسی کی طعن و ملامت کو خیال مین نہ لائینگے اور یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے دے تقدیم و تاخیر پر کچہہ منحصر نہین۔

بعض اوقات کسی مسئلہ مین کفر کا فتوے اس لئے دیا جاتا ہے کہ تمام گذشتہ اہل الرائے اسکے خلاف اعتقاد رکہتے ہین اسلئے یقیناً وہی منشاء خداوندی ہے جو وہ کہتے ہین اور اسلئے اسکا انکار حکم خدا کا انکار ہے مگر یہ مسئلہ انکار کلام الٰہی کا مسئلہ نہین بلکہ خرق اجماع کی بحث ہے تاہم اسکی نسبت بہی غور کرنا ضرور ہے اور اگرچہ کسی مسئلہ مین تمام امت کے اجماع کا ثبوت بہت مشکل ہے اور اگر بہ سبیل تنزل تسلیم بہی کیا جائے تو شاید ضروریات دین ہی مین ثابت ہوگا جن مین اجماع سے قطع نظر قرآن و حدیث سے بہی ثبوت دیا جا سکتا ہے اور اس لئے اس صورت مین اگر کہین کفر لازم آئیگا تو اسکی وجہ انکار خدا و رسول ہی قرار پا سکتی ہے نہ محض انکار اجماع مثلاً اگر کہا جائے کہ خدا کو تمام مسلمان اول سے آخر تک ایک مانتے ہین اس لئے دو خدا ماننے والا اس اجماع کا انکار کرنے سے کافر ہوگا تو کہا جا سکتا ہے کہ خدا کو ایک ماننا صرف اجماع ہی سے ثابت نہین بلکہ خود قرآن قوی دلایل کے ساتھ اسکا ثبوت دیتا ہے اور اسکے منکر کو کافر کہتا ہے اسلئے ایسے شخص کا کفر انکار اجماع سے نہین بلکہ انکار قرآن یا انکار خدا سے ہے۔ لیکن سر دست اجماع کو کسی ایسے مسئلہ مین بہی ممکن مانکر جس مین خدا اور رسول کیطرف سے تصریح نہ ہو اسکی دلایل مین فکر کیا جاتا ہے۔

بحث اجماع ۱۲

اجماع کی تعریف یون کیجاتی ہے کہ وہ امت محمدیہ کے اہل الرائے علماء کا ایک زمانے مین کسی ایسے امر پر اتفاق کرنا ہے جس مین کتاب و سنت سے بصراحت حکم نہ پایا جائے اور یہ اتفاق یا تو تمام اہل علم کے زبانی اقرار سے ہو یا بعض کے اقرار اور بعض کے سکوت سے اور یا بغیر اظہار لسانی کے سب کے عمل کرنے سے۔ اور پہر اسکو حجت شرعی قرار دینے مین بہت اختلاف ہے۔ شیخ محی الدین بن عربی کے نزدیک اور امام احمد بن

حنبل کی ایک روایت مین صرف صحابہ کا اور امام مالکؒ کے نزدیک صرف اہل مدینہ کا اور شیعہ کے نزدیک صرف اہلبیت رسالت کا اجماع حجت ہے اور بعض افراد امت اگرچہ کم ہین مگر سرے سے اجماع کو حجت ہی نہین سمجھتے اور امام شافعیؒ صرف اُس اجماع کو حجت قرار دیتے ہین جسمین تمام اہل الرائے فرداً فرداً زبانی اقرار کرین اور ایسا نہو کہ بعض اعتراف کرین اور بعض خاموش رہین۔

اور یہ اختلاف باستثنائے شیعہ اور منکرین اجماع کے چونکہ اہل سنت کے بڑے بڑے علمائے فحول اور ائمہ مجتہدین کے درمیان ہے اسلئے مطلقاً اجماع کو ماننے والون مین بہی اس کے انکار کو ہرجگہہ کفر نہین تسلیم کیا گیا اور نہایت احتیاط سے اسکی تفریق کی گئی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارہ مین چونکہ سب اہل سنت کا بظاہر اتفاق تہا اس لئے ان کے ایسے اجماع کو جس مین سب کیطرف سے زبانی اقرار ثابت ہو اور آیندہ ہر زمانے مین اسکو اس قدر جماعت بیان کرتی آئے جو تواتر کی حد مین آسکے تو ایسے اجماع کو حجت یقینی اور اسکے انکار کو کفر کہا گیا ہے اور اگر نقل کرنے والی جماعت کسی ایک زمانے مین بہی تواتر کے درجہ سے کم ہوجائے تو یقین کی جگہہ اسکو مورث ظن سمجہا گیا ہے اور اسکا انکار کفر نہین مانا گیا اور علیٰ ہذا صحابہ کا ایسا اجماع جسمین بعض کیجانب سے زبانی اظہار ہو اور بعض کیجانب سے سکوت وہ بہی اگرچہ دلیل قطعی کہا گیا ہے مگر اسکا انکار کفر نہین سمجہا گیا اور صحابہ کے بعد کے لوگون کا کسی ایسے امر پر اجماع جسمین ان سے پہلے علما کا اختلاف ثابت نہوا ہو حدیث مشہور کے مساوی مانا گیا ہے اور انکار پر کفر کا فتوےٰ نہین دیا گیا اور اگر انکا کسی ایسے مسئلہ مین اتفاق ہوجائے جس مین گذشتہ علما سے اختلاف رائے مروی ہو تو اسکو صرف قیاس مجتہد پر ترجیح دیگئی ہے اور انکار سے کفر یا ضلالت کا حکم نہین عاید کیا گیا۔

یہ وہ تفصیل ہے جسکو مؤیدین اجماع کیجانب سے عام کتب اصول مین لکہا گیا ہے اور اس قدر تو اس تفصیل سے بہی ثابت ہوگیا کہ جس قدر مسائل مین اجماع کا دعوےٰ کیا جاتا ہے اور بعض نیک دل مگر عجلت پسند حضرات انکی مخالفت پر کفر کا فتوےٰ دیدیتے ہین متقدمین کے نزدیک ان مین سے کسی کے انکار پر بہی کفر لازم نہین آتا تاوقتیکہ صحابہ کیجانب سے فرداً فرداً ہر ایک کے زبانی اقرار کے ساتھ اتفاق کرنیکا ثبوت اور ثبوت بہی بحد تواتر نہ دیا جائے اور یہ ایسا مشکل دعویٰ ہے کہ اسکی مثال مین صرف حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کو پیش کیا جاسکتا ہے کہ اس مین انکی بیعت بہی ہر شخص نے کی تہی اور اسکی روایت بہی ہر زمانے مین بتواتر ثابت ہوسکتی ہے اور اس لئے اس اصول کو مانکر اس مسئلہ سے انکار کرنیوالے کو کافر کہا جاسکتا ہے

لیکن دیکھا جاتا ہے تو عملاً یہ کفر بھی عام طور پر نہین تسلیم کیا گیا کیونکہ شیعہ کا سب سے بڑا اختلافی مسئلہ ہی خلافت کا ہے اور شیعہ رہکر کوئی شخص بہی حضرت صدیقؓ کو جائز خلیفہ نہین مان سکتا۔ پس چاہیئے کہ وہ سب کافر ہون حالانکہ یہہ بزرگوار خدا انکو جزائے خیر دے شیعہ کو کیسا ہی خلاف حق سمجھتے ہون مگر کافر نہین کہتے جس سے ثابت ہوا کہ ایسے اجماع کا انکار ہی اُن کے نزدیک قطعاً وجہ کفر نہین۔

یہ وہ احتیاط ہے جو بزرگان دین (شکر اللہ سعیہم) ایمان و کفر کے بارے مین مبذول فرماتے تہی لیکن آجکل کسی مسئلہ مین صرف سلف صالح کے خلاف ہونا گو قرآن و سنت سے کوئی یقینی فیصلہ نہو سکتا ہو تکفیر کے لیئے کافی سمجھا گیا ہے اور استشہاد مین فلان علامہ فلان محقق کا ایسے شخص کو کافر کہنا قطعی ثبوت مانا گیا ہے حالانکہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد کوئی شخص معصوم اور خطا فی الاجتہاد سے پاک نہین ہو سکتا اور اسلیئے ایسا اہم فیصلہ بغیر حکم قطعی کے نہایت زبردستی ہے لیکن تاہم اجماع کے بارے مین جو سندین پیش کیجاتی ہین انپین غور کرنا ضرور ہے۔ چنانچہ اُنکی سب سے قوی دلیل آیت ہے :۔

مسئلہ اجماع ۱۲

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝ (پارہ نمبر ۵ سورہ نساء ع ۱۷)	اور جو شخص راہ راست کے ظاہر ہوئے پیچھے پیغمبر سے کنارہ کش رہے اور مسلمانون کے رستہ کے سوا (دوسرے رستے) ہولے تو جو (رستہ) اس نے اختیار کر لیا ہے ہم اسکو اُسی رستے چلائے جائینگے اور (آخرکار) اسکو جہنم مین (لیجا) داخل کرینگے اور وہ (بہت ہی) بُری جگہہ ہے۔

یہان غیر مومنین کے اتباع کو مخالفت رسول کے ساتہہ ذکر کیا ہے اور دونپر عذاب جہنم کی سزا مقرر کی ہے امام رازیؒ تفسیر کبیر مین فرماتے ہین کہ امام شافعیؒ سے اجماع کا ثبوت قرآن سے پوچھا گیا تو آپنے تین سو دفعہ تمام کلام اللہ کی تلاوت کی اور یہ آیت دریافت کی۔ اس روایت سے اتنا تو ثابت ہوا کہ اگر قرآن سے استدلال ہو سکتا ہے تو صرف اسی ایک آیت سے۔ مگر ایک اعتراض تو اس استشہاد پر خود امام رازی نے کیا ہے کہ اس سے صرف مومنین کے سوا اور لوگون کے اتباع کرنے اور ان کے ہمخیال ہونے کی حرمت ثابت ہوتی ہے حالانکہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص کسی مسئلہ مین عام مومنین کی رائے کو بھی صواب نہ جانے اور اغیار کا بھی ہمخیال نہ ہو بلکہ اپنی الگ رائے رکھتا ہو یا اس بارے مین ساکت ہو اور اس آیت سے ایسے شخص پر کوئی الزام عاید نہین ہوتا۔ اور اس اعتراض کو امام رازیؒ نے بہت سی الٹ پہیر کے بعد آخر لاینحل مانا ہے۔ اور دوسرا اعتراض صاحب توضیح نے کیا ہے کہ یہان وہی مخالفت رسول ہے جسکو اتباع غیر سبیل المومنین کے

لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے اور اصل مین دونون فقرون کا ایک ہی مطلب ہے اور چونکہ عنوان مختلف ہین اس لئے عطف جایز ہوگا۔ جیسے

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ۔(پارہ نمبرہ سورہ نساء رکوع)	مسلمانو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو۔

مین اطاعت رسول بعینہ اطاعت خدا ہے اور صرف تبدل الفاظ سے عطف جایز ہوگیا ہے۔ صاحب تلویح اسکے جواب مین فرماتے ہین کہ اگرچہ اس معنی سے بہی عطف صحیح ہوتا ہے لیکن سبیل مومنین عام ہے پس اسے فرمودہ رسول کے ساتھ خاص کرنے کی کوئی وجہ نہین اور نیز نئے لفظ سے نیا مطلب لینا بہتر ہوتا ہے۔ صاحب تلویح نے جو فرمایا بجا ہے لیکن صاحب توضیح کا اعتراض اس طرح دور نہین ہوتا کیونکہ انکی غرض یہہ ہے کہ اس آیت کا مذکورہ بالا مطلب بہی ہوسکتا ہے اور صاحب تلویح اسکو تسلیم کرتے ہین پس جب دو نوطرح تفسیر ہوسکتی ہے گو ایک طرح انسب ہو اور دوسری طرح صرف مناسب تو استشہاد یقینی نہین رہتا اور انکار سے کفر کا فتوے نہین دیا جاسکتا۔

لیکن ان اعتراضون سے قطع نظر بہی جب دیکہا جاتا ہے تو اس آیت مین خداوندکریم نے مخالفت رسول کے بعد مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی (راہ راست کے ظاہر ہوچکے پیچہے) کی قید لگائی ہے اور فرمایا ہے کہ باوجود ہدائیت ظاہر ہونے اور اسباب یقین کامل ہونیکے پہر بہی رسول کی مخالفت کرنا باعث عذاب الیم اور موجب غضب خداوندی ہے اور ہدایت واضح کرنیکی غرض سے ہمیشہ اپنے رسولون کو آیات بینات اور معجزات باہرات دیکر مبعوث فرمایا ہے اور اپنے کلام مین طرح طرح کے دلائل رسول کی صداقت اور حقانیت کے دیئے ہین پس جب مخالفت رسول کو بغیر اظہار حقانیت کے باعث عذاب نہ ٹہرایا اور اسکی رسالت بلکہ اسکے ہر ایک فرمان کے لئے دلائل یقینیہ کا بیحد اہتمام کیا گیا تو عام مومنین کی مخالفت بہی اسی صورت مین باعث عذاب ہوگی جبکہ انکی رائے کی حقیت ثابت ہوجائے اور یہہ کسی طرح سمجہہ مین نہین آتا کہ رسول کی بات تو دلائل اور معجزات سے سمجہنے کی ضرورت ہو اور عام مومنین کے فیصلہ کو بے سمجہے بوجہے ماننا پڑے اور جب ان کے اعتقاد کے دلائل کو بہی دیکہنا ضرور ہوا تو جس رتبہ اور قوت کی دلائل ہونگی اسی کے موافق یقین کرنا اور ماننا ضرور ہوگا یعنی اگر دلائل قطعیہ ہونگی مثلاً اجماع وحدانیت باری یا رسالت ختمی پناہی تو بیشک ایسی عقاید مین مسلمانون کے خلاف چلنے والا کافر ہوگا اور اگر دلائل ظنی ہونگی جیسے عام اجتہادی مسائل مین اور اجماع سے سند لینے کی ضرورت بہی ایسے ہی مسئلون مین پڑتی ہے تو انکا منکر کسی طرح کافر نہین ہوسکتا۔

اور یہ ہدایت ظاہر ہونیکی قید جو مخالفت رسول جیسے خوفناک جرم پر لگائی گئی ہے ایسی ہے جس نے
اس آیت کو بجائے دلیل اجماع ہونیکے غیر مقبولیت اجماع کا ثبوت بنا دیا ہے اور بتا دیا ہے کہ مدار یقین
محض ثبوت کی قوت اور ضعف پر ہے نہ ماننے والون کی وجاہت یا کثرت پر البتہ جو شخص تدبر و تفکر
کا مادہ نہین رکھتا اور دلائل کے قوت و ضعف کو نہین پرکھ سکتا اسکے لئے ضرور ہے کہ جو بات عام
مسلمانون کے نزدیک یا اکثر کے نزدیک مسلم ہو اسپر عمل کرے اور ایسا شخص اگر بے راہ روی اختیار کریگا
اور محض ہٹ دہرمی سے اپنے تئین جماعت سے الگ کر لیگا تو وہ یقیناً گمراہی کے گڑھے مین گر جائیگا اور یہہ
جناب باری عز اسمہ کی غایت رحمت ہے کہ جہان عقلا کو دلائل باہرہ اور آیات ظاہرہ دکھا کر بتلاتا ہے اور کہتا ہے
کہ باوجود اس تبیان اور اظہار کے تمہارا انحراف محض گمراہی ہے وہان عام جہلا کو یون ہدایت کرتا ہے
کہ تم دیگر عقلائے مومنین کو جس راہ چلتے دیکھتے ہو اُس طرف آ جاؤ پس صاحب توضیح کی مذکورہ بالا رائے
بالکل بجا ہے اور اس آیت سے غرض امور شریعت یا بالفاظ دیگر فرمودۂ خدا و رسول پر لوگون کو پختہ کرنا ہے
جسکو دو پیرایون مین ظاہر کیا گیا ہے اور تبیان ہدایت اور ضرورت دلائل کی قید سے سبیل مومنین اور
اتباع رسول کے متحد ہونے کی وجہ بھی پیدا کر دی گئی ہے۔ کیونکہ جب اتباع مومنین کے واسطے بھی دلیل
کی ضرورت ہوئی جیسے اتباع رسول کے لئے اور دلیل لا محالہ قرآن و سنت سے ہوگی تو اس صورت مین اتباع
مومنین اصل مین اسی فرمودۂ رسول کا اتباع ہوا جو دلیل مین پیش کیا گیا ہے اور اس طرح صاحب تلویح کا اعتراض
بھی جاتا رہا جو کہتے تھے کہ سبیل مومنین اتباع رسول سے عام ہے اور چونکہ بنی نوع عاقل اور جاہل دونو طرح
کے ہوتے ہین اور ایک فریق کے لئے دلیل سے رستہ صاف کر دینے کے بعد دوسرے گروہ کے لئے
جو پیچیدہ مسائل اور مشکل معاملات مین رائے زنی نہین کر سکتا کوئی سبیل کا رستہ نہ بتانا ایک نقص ہوتا اسلئے
انکو فرما دیا گیا کہ غرض اصلی صرف اس نتیجہ تک پہنچنا ہے جو دلائل سے پیدا ہوتا ہے۔ پس تم دیگر سمجھنے والون
کے اتباع سے اسپر عمل کر لو اور اس طرح اس نئے لفظ سے نیا مطلب بھی نکل آیا جسکا صاحب تلویح کو اشتیاق
تھا غرض کسی ایسے مسئلہ یا ایسی تفسیر کے متعلق جس مین جمہور کی دلائل کسی شخص کی رائے مین قوی نہین
ہین یا اسکے نزدیک ان کے خلاف دلائل موجود ہین انکی دلائل کو خواہ نخواہ مانکر اور اپنی دلائل کو بیوجہ
چھوڑ کر جمہور کی تقلید کرنے کا حکم اس آیت سے کسی طرح مستنبط نہین ہوتا چہ جائیکہ ایسا نہ کرنیوالے کا کفر ثابت ہو
اور اسکے سوا کوئی اور آیت اس بارہ مین اگرچہ نہین ملی مگر تاہم چند آیتون سے قیاس کیا گیا ہے مثلاً

ارشاد ہے :-

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ - (پارہ نمبر ۲ سورہ بقرہ ع ۱۶)	اور (مسلمانو) اسی طرح ہم نے تمکو بیچ کی راس کی امت (بہی) بنایا ہے تاکہ (اور) لوگون کے مقابلہ مین تم گواہ ہو۔

اور فرمایا ہے :-

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ - (پارہ نمبر ۴ سورہ آل عمران ع ۱۲)	لوگون (کی رہنمائی) کے لیئے جس قدر امتین پیدا ہوئین ان مین تم (مسلمان) سب سے بہتر ہو۔

ان آیتون مین اس امت کو وسط کہا گیا ہے جسکے معنی عدالت کے ہین اور خیریت سے تعریف کی گئی ہے جو دین مین کامل ہونیکے سبب ہوسکتی ہے اور ایسی عادل اور کامل قوم کسی غلط بات پر اجماع نہین کر سکتی اسلئے انکا اجماع حجت ہوگا۔

لیکن اول اگر اس استدلال کو تسلیم کر لیا جائے تو بہی دعوے زیر بحث کو اس سے کوئی قوت نہین پہونچتی اور نہین ثابت ہوتا کہ ان کے خلاف اعتقاد رکہنے والا دین و ایمان سے بیگانہ ہو جائے گا۔ اور دوسرے صاحب تلویح نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ کسی مسئلہ مین باوجود کوشش کرنیکے غلط نتیجہ پر پہونچنے اور اجتہاد مین خطا کرنے سے نہ انسان خیر سے شر ہو جاتا ہے اور نہ عادل سے ظالم ورنہ تمام مجتہدین اور ائمہ امت اور صحابۂ کرام جو ہزارہا مسایل مین باہم مختلف ہین اور ہر اختلاف مین یقیناً صرف ایک صواب پر ہے باقی سب خطا پر معاذ اللہ خیریت سے عاری اور عدالت سے بے بہرہ ہونگے اور چونکہ یہی وہ لوگ ہین جن کے توسط سے ما و شما عام جہلائے قوم اور اراذل امت بہی اپنے تئین امت وسط اور خیر الامم مین داخل سمجھتے ہین اس لیئے انکے نکلجانے پر تمام امت اس عزت و افتخار سے محروم ہو جائے گی اور خداوند کریم کا انکو ایسا کہنا معاذ اللہ بے محل ہوگا۔ پس جب خطائے الاجتہاد سے خیریت اور عدالت مین کوئی نقص نہین آتا تو کسی زمانے کے علما کا کسی اجتہادی غلطی پر اجماع کر لینا کیونکر ان آیات کے خلاف ہوگا اور علیٰ ہذا جو شخص ان کے خلاف رائے رکہتا ہے وہ بھی محض اجتہادی غلطی سے کس طرح شر و ظلم اور ضلالت و کفر کا مورد ہوگا۔

امام رازی علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر مین ایک اور آیت سے بہی استدلال کیا ہے جہان خدا فرماتا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ - (پارہ نمبر ۵ سورہ نساء ع ۸)	مسلمانو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور جو تم مین سے صاحب حکومت ہین (انکا بہی)۔

وہ فرماتے ہین کہ یہان ہمکو اولی الامر کی اطاعت کا حتمی حکم دیا گیا ہے اور جس شخص کی اطاعت کا حکم خدا کی طرف سے دیا جائے وہ معصوم ہونا چاہیئے ورنہ بصورت اسکے خطا کار ہونے کے اتباع خطا کا حکم ہوگا جو یقیناً ممنوع ہے اور یہہ معصوم کوئی ایک شخص یا متعدد افراد نہین ہو سکتے کیونکہ ایسے معصوم کو ہم پہچان ہی نہین سکتے تو اتباع کیونکر کرین گے اسلیئے لامحالہ ایسے معصوم تمام افراد امت ہی ہو سکتے ہین جو کسی بات پر اجماع کر لین پس اجماع حجت قطعی ہوا۔

مگر امام موصوف اور ان کے ہمخیال بزرگوار ذنکی خدمت مین باادب گذارش ہے کہ کسی لفظ سے اس کے حقیقی معنے اسی صورت مین نہین لئے جا سکتے جبکہ ایسا کرنے مین کوئی قباحت ہو۔ پس اولی الامر کے صاف اور صریح معنے یعنے اصحاب حکومت اور سلاطین مراد لینے مین اگر کچھہ دقت ہو تو بیشک کوئی اور مطلب تلاش کرنیکی ضرورت ہوگی۔ مگر امام مرحوم کے زور قلم نے چند قباحتین بہی پیدا کی ہین۔ چنانچہ فرماتے ہین کہ امرا و سلاطین کا اتباع اسی صورت مین واجب ہے جبکہ انکا فرمان قرآن و سنت کے مطابق ہو اور اس صورت مین انکا اتباع خود قرآن و سنت کا اتباع ہے کوئی جداگانہ اطاعت نہین جسکو الگ ذکر کرنا ضرور ہو پس یہان اولی الامر سے امرا و سلاطین مراد نہین ہو سکتے۔

مگر دیکھا جاتا ہے تو امام صاحب کا یہ اعتراض اطاعت رسول پر بھی ہو سکتا ہے کیونکہ رسول کا فرمان بہی اسی لئے واجب العمل ہے کہ منشا ربانی کے مطابق ہے۔ اور جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مین وارد ہے۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّىْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَىَّ ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۚ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ (پارہ نمبر ۷ سورہ انعام ۔ ع ۵)	(اے پیغمبر ان لوگون سے) کہو کہ مین تم سے یہہ نہین کہتا کہ میرے پاس خدا (کی سرکار) کے خزانے ہین اور نہ مین غیب جانتا ہون اور نہ مین تم سے یہہ کہتا ہون کہ مین فرشتہ ہون مین تو بس اسی (حکم) پر چلتا ہون جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے (اے پیغمبر ان لوگون سے) پوچھو کہ آیا اندھا اور سوانکھا (دونون) برابر ہو سکتے ہین کیا تم (اتنی بات بہی) نہین سوچتے۔
اور ارشاد ہے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُّوْحٰى (پارہ نمبر ۲۷ سورہ والنجم ع) ۔	اور نہ اپنی خواہش سے باتین بناتے ہین (بلکہ یہہ وحی آسمانی ہے) جو انپر نازل ہوتی ہے۔

پس رسُول کا اتباع بھی بعینہٖ حکم ربانی کا اتباع ہے کوئی جداگانہ اطاعت نہین اس لئے اسکو بھی الگ ذکر کرنا ضرور نہ ہوگا اور اگر کہا جائے کہ رسُول بعض امُور مین اپنے قیاس اور استنباط سے بھی حکم دیتا ہے اور ایسے احکام کی اطاعت کے لئے جداگانہ حکم دیا گیا تو یہہ اجتہاد اور قیاس کی لیاقت دیگر افراد امت کو بھی دیگئی ہے اور حاکم وقت بھی بعض احکام اس قسم کے استنباط سے دیسکتا ہے پس انکی اطاعت کے لئے یہان بھی جداگانہ حکم دینے کی ضرورت ہوگی -

اور حقیقت یہ ہے کہ اکثر جابر سلاطین کی شورہ پشتی سے جنہون نے اپنی زبان کو قانون بنایا ہوا تہا یہ دہوکا ہوا ہے کہ بادشاہ کی اطاعت جبہی صادق آتی ہے کہ جو بیجا و بیجا وہ چاہے حکم دے اور دوسرے اسکے آگے سر تسلیم خم کرین اور اگر بادشاہ قانون کے اندر محدود ہو تو اسکی اطاعت نہ ہوئی بلکہ قانون کی اطاعت ہوئی حالانکہ یہ خیال غلط ہے اور واقع مین قانون ایسی چیز ہے کہ بادشاہ بلکہ خود پیغمبر اسکے تحت ہوتے ہین اور اسکے خلاف کرنا انہین کسی طرح جایز نہین ہوتا اور بااینہمہ جیسے وہ خود قانون کے ماتحت ہوتے ہین خلق خدا ان کے ماتحت ہوتی ہے اور وہ محل اور موقع کے مناسب قانونی احکام نافذ کرتے ہین اور رعیت انہین بجالاتی ہے اور یہ مذہب اسلام کا ایک بڑا فخر ہے کہ اُس نے ایسے تاریک زمانے مین جبکہ شاہ و رعیت کے باہمی تعلقات کے لئے دنیا کوئی قاعدہ قانون نہین جانتی تہی جابر سلاطین کی گردنین بہی قانون کے آگے جہکادین اور بتادیا کہ کوئی شخص محض اپنی مرضی سے جو چاہے کرنیکا مجاز نہین اور خود اس آیت مین بہی فرمادیا

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ۝ (پارہ نمبر ۵ سورہ نساء - ع ۸)	پس اگر کسی امر مین تم (اور حاکم وقت) جہگڑ پڑو تو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لانے کی شرط یہہ ہے کہ اس امر مین اللہ اور اُسکے رسُول (کے حکم) کیطرف رجوع کرو (کہ) یہ (تمہارے حق مین) بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے بہی (یہی طریقہ) بہت اچھا ہے -

اور اب تو یہ مسئلہ ایسا صاف ہوا ہے کہ تمام مہذب دنیا جانتی ہے کہ بادشاہ بہی خود مختار اور مطلق العنان نہین ہوتے اور جو ایسا کرتے ہین وہ اپنے فرض سے غافل ہین پس جس طرح دینی معاملات مین اطاعت رسُول ضرور ہے حالانکہ وہ خود حکم خداوندی سے باہر نہین ہو سکتا اسی طرح دنیوی انتظام مین اتباع حاکم ضرور ہے گو وہ خود ایک قوی بندش مین قید ہے -

اور امام صاحب نے اسی اعتراض کو پانچوین نمبر پر پہر ذکر کیا ہے اس طرح کہ امرا اور سلاطین کے احکام

علما کے فتووں پر منحصر ہین پس حقیقت مین علما ہی اولی الامر ہوئے مگر سمجھ مین نہین آتا کہ اس تبدیل الفاظ سے کیا مطلب نکلا۔ اگر حکام فتاوے علما کے محتاج ہین تو علما ہی حکم خدا اور رسول کے محکوم ہین اور پھر پھرا کر وہی بات نکلتی ہے کہ سب قانون یا حکم ربانی کے ماتحت ہین اور کوئی اپنے اختیار اور مرضی سے ذرہ بھر حرکت نہین کرسکتا۔ اور رہا انہماک اپنے اپنے موقع پر جس قانون کو امرا یا علما جاری کرین اسکا ماننا فرض ہے دوسرا اعتراض امام صاحب یہ کرتے ہین کہ اگر یہان بادشاہ مراد ہون تو ایک شرط اور بڑھانی پڑیگی یعنی ”بادشاہ کی اطاعت کرو اگر اسکا حکم حق اور راست ہو“ اور اجماع مراد لینے مین اس شرط کی ضرورت نہین لہذا یہ معنی اولی ہین اور اسی مطلب کو چوتھے نمبر پر بالفاظ دیگر یون ظاہر کیا ہے کہ طاعت خدا اور رسول تو ہر حال مین ضرور ہے مگر اطاعت سلاطین اسی صورت مین ضرور ہے جب وہ عادلانہ حکم دین اور بصورت ظلم کے انکی اطاعت حرام ہے اور اجماع قطعاً واجب الاتباع ہے اسلئے وہی مراد ہوگا۔

مگر امام موصوف سے کون عرض کرے کہ اگر اجماع فرضاً کسی ناجائز اور غیر حق امر پر ہو جائے تو کیا جب بھی اتباع واجب ہے۔ اور کیا بادشاہ کے کسی ظالمانہ حکم سے فوراً انکار کردینا چاہیئے ؟ ۔ وہ پہلے اعتراض کے شروع مین فرماتے ہین کہ امت کا اجماع ہے کہ بادشاہ کی اطاعت صرف امر حق مین ہونی چاہیے اور یہان کہتے ہین کہ ہمارے نزدیک اجماع کا اتباع ہر حال مین ہونا چاہئے لیکن حیرت ہے کہ اجماع کا ثبوت پیش کرتے ہوئے خود اجماع ہی کو دلیل گردانا جاتا ہے جو کسی طرح قابل تسلیم نہین اور حقیقت مین حق اور راست ہونیکی شرط ہر جگہہ ہے خود خدا کا حکم اس لئے واجب الاتباع ہے کہ وہ عین حق اور صدق ہے۔ رسول کی اطاعت اس لئے فرض ہے کہ وہ محض عدل و انصاف ہے پس اہل اجماع کا اتباع بھی جب ہی فرض ہونا چاہئے کہ وہ صواب پر ہون اور اس بارہ مین کسی قدر عموم ہوسکتا ہے تو بادشاہ ہی کے احکام مین ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اگر بادشاہ کے کسی ظالمانہ حکم کا اتباع نہ کیا جائے تو وہ جبکہ ظالمانہ حکم دینے سے پرہیز نہین کرتا تو انکار پر سزا دینے سے کب باز رہیگا۔ اور اس صورت مین انکار کرنے والا اس انکار سے اپنے تئین ہلاکت مین ڈالیگا۔ حالانکہ خدا فرماتا ہے :۔

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ ج وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ (پارہ نمبر ۲ سورہ بقرہ۔ رکوع ۲)۔	اور خدا کی راہ مین خرچ کرو۔ اور اپنے ہاتھون اپنے تئین ہلاکت مین نہ ڈالو۔ اور احسان کرو۔ اللہ احسان کرنے والون کو دوست رکھتا ہے ۔ ۔

اور نیز بادشاہون کے حکم منت خوشامد سے نہین ہوا کرتے کہ ہم انہین نہ بجالائین بلکہ وہ جبری احکام ہوتے ہین اور خصوصًا ظالمون کے مزاج مین تو اور بہی زیادہ جبر ہوتا ہے اور خدا نے جبر کی صورت مین کلمات کفر تک کو جایز کر دیا ہے تو اور کوئی ناجایز فعل اس صورت مین کیونکر جایز نہ ہوگا۔ پس امام صاحب کیونکر فتوے دیتے ہین کہ ظالم کے حکم کا اتباع حرام ہے نظر برین حالات اگر شرط مذکور کے بغیر کوئی حکم ہو سکتا ہے تو وہ یہی اطاعت سلاطین و حکام ہے۔

غرض کسی دلیل سے نہین ثابت ہوتا کہ اولی الامر سے سلاطین اور حکام مراد نہین ہین بلکہ اسی آیت کے آیندہ کلمات سے کہ "اگر کچہہ اختلاف ہو تو خدا و رسول کے حکم کیطرف رجوع کرو" معلوم ہوتا ہے کہ یہان اہل اجماع مراد نہین ہین کیونکہ جیسا کہ امام صاحب فرماتے ہین انکو خطا سے محفوظ اور انکے حکم کو قطعًا واجب الاتباع مانا جاتا ہے۔ پس ان کے اتباع کا یون حکم ہونا چاہیئے تہا کہ اختلاف ہرگز نہ کیا جائے اور ان کا حکم بےچون وچرا مانا جائے اور اختلاف کے وقت منصف کیطرف رجوع کرنے اور اس سے فیصلہ لینے کی ضرورت اسی صورت مین ہے کہ اختلاف کرنے والے خطا اور غلطی سے محفوظ نہ ہون اور امرا و سلاطین بیشک اسی طرح کے لوگ ہین پس ان لفظون سے صاف ثابت ہوگیا کہ یہان یہی لوگ مراد ہین اور انہی کے کسی مشتبہ حکم پر اگر اختلاف پیدا ہو اور کچہہ اہل اثر لوگ بادشاہ کو راہ راست دکھانے کی جرأت کرین تو کتاب و سنت سے فیصلہ ہو سکتا ہے۔

اور ان آخری الفاظ آیت سے یہہ بہی معلوم ہوا کہ اولی الامر کے لئے معصوم ہونا ضرور نہین جیسا کہ امام صاحب نے ابتدائے دلیل مین فرمایا ہے کیونکہ اس صورت مین اختلاف کی گنجایش ہی نہین اور اسکے واسطے فیصلہ کی سبیل بتانی محض بے محل ہے۔

اور اگر امام صاحب کا فرمانا بجا سمجہا جائے اور اولی الامر سے اہل اجماع مراد لئے جائین تب بہی ان آخری الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ انسے اختلاف کرنا اور انکے حکم کو نہ ماننا کفر نہین بلکہ ایسے وقت جو حکم کتاب و سنت سے ثابت ہو قطعی یا ظنی یا اجتہادی اسی کے موافق منکر کے ایمان و کفر کا فیصلہ ہوگا۔ پس اس آیت سے بہی اگر اجماع مراد لیا جائے تو وہی بات ثابت ہوئی جو وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ (اور جو مسلمانون کے رستہ کے سوا کسی اور کے پیچھے چلے) سے ثابت ہوتی ہے یعنی جس شخص مین اختلاف کی لیاقت نہ ہو یا وہ اتفاق رائے رکہتا ہو تو اسپر اتباع واجب ہے اور اگر کوئی وجہ اختلاف کی ہو سکے تو پہر اتباع ضرور نہین بلکہ اس وقت یقین کا مدار

دلیل کی قوت اور ضعف پر ہوگا۔ اور اس معنی سے یہ آیت بھی بجائے ثبوت اجماع کے اسکے تردید کی دلیل ہوئی اور انصاف سے دیکھین تو ان آخری الفاظ نے محض اختلاف سلف سے کافر کہنے والون کی زبان روکدی ہے اور فیصلہ کے لئے نہایت صاف رستہ بتا دیا ہے۔ والحمد للہ الحکیم الخبیر۔

علاوہ آیات مذکورہ کے دو ایک حدیثون سے بھی اجماع کی تائید اور منکرین کی تکفیر کی جاتی ہے چنانچہ ترمذی مین حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہین:۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع امتی او قال امۃ محمد علی الضلالۃ وید اللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار	فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا میری امت کو یا راوی کہتا ہے کہ فرمایا محمد کی امت کو گمراہی پر جمع نہ کریگا اور جماعت پر خدا کا ہاتھ ہے اور جو اس سے نکلیگا آگ مین گریگا۔

اور ابن ماجہ مین حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہین:۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار۔	فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے گروہ کی پیروی کرو کیونکہ جو اس سے نکلے گا آگ مین گریگا۔

پہلی حدیث کو مؤیدین متواتر بالمعنی کہتے ہین اگرچہ تواتر کو ثابت کرنا جسکا انکار کفر تک پہنچائے کار دارد ہے مگر اس سے قطع نظر بھی اس استدلال کا جواب وہی ہے جو صاحب تلویح نے آیات مذکورہ کی بحث مین دیا ہے کہ اجتہاد مین خطا کرنا ضلالت نہین ورنہ تمام ائمہ مجتہدین معاذ اللہ ضال اور گمراہ ہونگے لہذا نہین ثابت ہوتا کہ نادانستہ غلطی پر بھی اجماع نہین ہوسکتا۔ بس اس حدیث سے منکر اجماع کی تکفیر ہرگز نہین ثابت ہوتی۔ اور دوسری حدیث کا اگر یہ مطلب ہو کہ باوجود سواد اعظم کی خطائے اجتہادی کو دریافت کرنے اور انکے خلاف قوی استدلال ملجانے کے بھی انہی کا اتباع ضرور ہے ورنہ داخل جہنم ہوگا تو یہ مطلب گذشتہ آیات اور تمام کلام اللہ کی ہدایات کے خلاف ہے جس مین نظر و استدلال اور اتباع یقین کا حکم ہے خدا فرماتا ہے:۔

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۙ (پارہ نمبر ۱۰۔ سورہ انفال ع ۵)	تاکہ جو شخص ہلاک ہونے والا ہے وہ حجت تمام ہوئے پیچھے ہلاک ہو اور جو زندہ رہنے والا ہے وہ بھی حجت تمام ہوئے پیچھے زندہ رہے اور بیشک اللہ دسب کی) سنتا (اور سب کچھہ) جانتا ہے۔

اور جب یہ مطلب حدیث کا نہ ہوسکا تو حسب قاعدہ درایت وہی مطلب ہوگا جو آیات سے مستنبط ہوتا ہے کہ بصورت نہ ملنے دلیل کے سواد اعظم کا اتباع کیا جائے اور اس صورت مین بیشک سواد انکے اتباع کے

اور کوئی چارہ نہین اور اس سے اعراض کرنا لامحالہ ہاویہ جہنم مین گرنا ہے۔

غرض اجماع کے بارہ مین قرآن وسنت سے کوئی ایسی دلیل نہین ملسکتی جو اسے قطعی حجت ثابت کرے اور اسکے انکار کو کفر ٹھرائے اگرچہ اس مین شک نہین کہ سلف صالحین نے خدا انہین جزائے خیر دے احکام ربانی اور فرامین رسالت پناہی کی تحقیق وتنقید مین کوئی دقیقہ جو انسانی کوشش اور سعی دریافت کرسکتی ہے باقی نہین چھوڑا۔ مگر اس ظلوم وجہول کے فطری ضعف سے وہ بزرگوار بھی پاک نہین تھے اور خداوند کریم نے بجز انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ذوات بابرکات کے کسی کو خطا اور سہو سے محفوظ اور معصوم نہین رکھا پس انکو خطا سے ایسا پاک اور انکی رائے کو ہر بات مین ایسی صائب سمجھنا کہ انسان اختلاف کرتے ہی راندۂ درگاہ ایزدی ہوجائے شان اسلام سے بہت بعید ہے اور بعینہ یہود ونصاریٰ کا اعتقاد ہے جسکی نسبت ارشادی ہے

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (پارہ نمبر ۱۰ سورہ توبہ ـ ع ۵)	ان لوگون نے اللہ کو چھوڑکر اپنے عالمون اور شایخون کو اور مسیح ابن مریم کو خدا بنا کر رکھا حالانکہ (ہمارے ہان سے) انکو یہی حکم دیا گیا تھا کہ ایک ہی خدا کی عبادت کرتے رہنا اسکے سوا کوئی معبود نہین وہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

وہ لوگ اپنے مقتداؤن مین سے حضرت مسیح علیہ السلام کو توبیشک خدا جانتے ہین مگر دیگر پیشواؤن کو خدا نہین مانتے صرف انکی نسبت خطا سے پاک ہونیکا اعتقاد رکھتے ہین اور انکے ہر حکم کو کالوحی سمجھتے ہین اور یہی اعتقاد رکھنے کے سبب خدا نے فرمایا کہ انہون نے اپنے احبار اور رہبان کو خدا مانا ہوا ہے ترمذی مین حضرت عدی بن حاتم سے روایت ہے:۔

انه قال سمعت يعني رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرء اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ قال انهم لم يكونوا يعبدونهم ولكنهم كانوا اذا احلوا لهم شيئا استحلوه واذا حرموا عليهم شيئا حرموه	وہ کہتے ہین مین نے سُنا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے یہہ آیت پڑھ کر کہ ان لوگون نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالمون اور شایخون کو خدا بنا کر رکھا ہے۔ فرمایا کہ وہ لوگ انکی عبادت نہین کرتے تھے۔ بلکہ یہ بات تھی کہ اگر وہ انکے لئے کوئی چیز حلال کرتے تو وہ اسے حلال سمجھتے اور اگر حرام کہتے تو حرام سمجھتے۔

پس سلف کی رائے کو تفسیر مین ہو یا دیگر احکام مین قطعی ماننے اور منکر کو کافر کہنے مین اور یہود ونصاریٰ کے اس خیال مین وہی لوگ جواب دین کہ کیا فرق ہے۔

مگر خدا کا احسان ہے کہ جس قدر تشدد اس بارہ مین زمانہ حال مین برتا جاتا ہے گذشتہ زمانے مین ایسا نہین تہا اور مختلف مسایل مین ایک ایک دو دو علما کا جمہور سے اختلاف کرنا بکثرت مروی ہے۔ مثلاً قیام عرفات حج مین سب کے نزدیک فرض ہے۔ مگر حضرت حسنؒ بصری مطلق حرم مین قیام کرنیکو کافی سمجھتے ہین۔ زن غیر مدخولہ کے لئے وفات کی عدت برخلاف جمہور حضرت ابن عباسؓ ضروری نہین سمجہتے۔ وفات کی عدت چار مہینہ دس دن کے بعد گو حیض نہ آئے سب کے نزدیک پوری ہوجاتی ہے۔ لیکن حضرت امام مالکؒ کے نزدیک حیض آنا ضروری ہے۔ اور ان سب سے بڑہکر حضرت ابن عباسؓ کا عول کے بارے مین اختلاف ہے جسکو بیہقیؒ نے روایت کیا ہے اور تمام فقیہہ اور اصولی نقل کرتے ہین اور جس مین یہ سب مانتے ہین کہ حضرت عمرؓ کے زمانے مین تمام صحابہ کا اجماع ہوگیا تہا اور کسی نے اس سے انکار نہین کیا۔ مگر حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد حضرت ابن عباسؓ نے اختلاف کیا حالانکہ یہہ اجماع انکی تصریح کے مطابق وہی اجماع ہے جسکو مؤیدین باستثنائے امام شافعیؒ قطعی اور اسکے منکر کو کافر نہین تو ضال اور گمراہ ضرور کہتے ہین۔ پس ان بزرگوارون کا باوجود اس انکار کے اجلۂ علمائے ملت اور ائمہ فقہائے امت مین داخل رہنا اور خدانخواستہ ضلالت اور گمراہی کا ہدف نہ بننا ثابت کرتا ہے کہ ایسا اختلاف جو عناد اور نفسانیت سے نہو بلکہ دلیل کی بناء پر ہو اس مین گو اختلاف کرنے والا غلطی کرے جیسا حضرت ابن عباسؓ کی اس رائے کی نسبت آجتک تمام علما کا خیال ہے مگر وہ نہ کافر سمجہا جاتا ہے اور نہ گمراہ بلکہ حسب قاعدہ اجتہاد باوجود خطا کے ثواب کا مستحق رہتا ہے۔

ایمان بالقیامۃ والملائکۃ

چونکہ تحقیق مطالب قرآنی اور تسلیم احادیث رسالت پناہی کے بارہ مین حتی الوسع فکر و تامل کیا جاچکا ہے۔ اور ان دونون مذکورہ عنوان امور پر جس طرح ایمان لانا ضرور ہے وہ قرآن و حدیث ہی سے مستنبط ہوسکتا ہے اسلیئے ان کے بارے مین جو اختلاف ہوا سکے کفر یا ایمان ہونے کا فیصلہ ہی گذشتہ تحقیق سے ہوسکتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص قیامت کے آنے سے منکر ہے یا ملائکہ کو موجود نہین مانتا اور ان دونون کے متعلق جس قدر آیات اور احادیث ہین انکو غلط کہتا ہے تو بیشک حسب تصریح آیات قرآنی کافر ہے لیکن اگر وہ حشر جسمانی کا قائل نہین اور صرف روحانی جزا و سزا کا اعتقاد رکہتا ہے یا ملائکہ کو اجسام

قائم بالذات اور جداگانہ مخلوق نہین مانتا بلکہ اس لفظ سے ملکۂ نبوت اور دیگر قوائے مدبرہ مراد لیتا ہے تو اسے ان دونون کے وجود سے انکار نہین بلکہ اس مطلب سے انکار ہے جو دیگر اہل اسلام لفظ قیامت اور ملائکہ سے لیتے ہین پس اسے قیامت اور ملائکہ کا منکر اور اس وجہ سے کافر نہین کہہ سکتے البتہ اس صورت مین جن آیات سے حشر اجساد یا ملائکہ کا جداگانہ مخلوق ہونا ثابت ہوتا ہے اگر وہ اون آیات کو غلط کہتا ہے تو کلام الٰہی سے انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہوگا۔ اور اگر انکی تفسیر کو جو دیگر اہل اسلام کرتے ہین غلط کہتا ہے اور اپنے نزدیک اون سے اور مطلب نکالتا ہے تو گو اس کا مطلب غلط ہو لیکن حسب تحقیق مذکور کافر نہ ہوگا۔ اور علیٰ ہذا اگر ان احادیث کو جو اس مطلب کے متعلق وارد ہین کلام محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم مان کر غلط کہتا ہے تو جناب رسالت پناہی کو صادق نہ جاننے سے کافر ہوگا۔ اور اگر ان کے ارشاد رسول ہونے کا یقین نہین رکھتا اور ظنی الثبوت ہونے کی وجہ سے انکار کرتا ہے تو مورد کفر نہ ہوگا۔

ایمان وکفر کی تحقیق وتحدید کے بارے مین جس قدر کوشش ہوسکتی تھی کی گئی اور اس تعریف سے جو ایمان وکفر کے لئے قرار پائی علاوہ اون مسائل اختلافیہ کے جنکا ذکر ضمناً آچکا دیگر تمام مسائل اختلافیہ مین جن سے ایمان وکفر کا تعلق ہو فیصلہ ہوسکتا ہے۔

مثلاً کہا جاتا ہے کہ جو شخص کسی کو کافر کہے اور حقیقت مین وہ اسکا مستوجب نہ ہو تو کہنے والا کافر ہوتا ہے اور اسکے ثبوت مین دو تین حدیثین پیش کی جاتی ہین مثلاً صحیح بخاری مین حضرت ابو ذر رضی سے روایت ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک۔	فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین الزام دیتا کوئی شخص کسی کو فسق کا اور نہین الزام دیتا اسے کفر کا مگر وہ اسی پر لوٹتا ہے اگر وہ شخص جسپر الزام لگایا گیا ہے ایسا نہ ہو۔

لیکن گذشتہ تحقیق سے جو آیات قرآنی اور احادیث رسالت پناہی سے کی گئی معلوم ہوتا ہے۔ کہ صرف پانچ چیزین ہین جن مین سے کسی کو نہ ماننے سے آدمی کافر ہوتا ہے اور ان کثیر التعداد آیات اور احادیث کے مقابلہ مین ایسی اخبار آحاد سے کفر وایمان کی تعریف مین جہان نص قطعی کی ضرورت ہے کوئی اور قید ایزاد نہین کی جاسکتی پس اُن احکام قطعیہ کو پیش نظر رکھ کر اس حدیث کو تطبیق دینے کے واسطے یہی کہا جاسکتا ہے کہ اگر کافر کہنے والے کے نزدیک کوئی وجہ تکفیر نہین تو اس صورت مین کافر

ہونا قابل نجات کہنا بیشک کفر ہے۔ کیونکہ اب ایسا کہنا اسکے ایمان کو کفر ٹھہرانا ہے اور یہہ وہی کر سکتا ہے جو خود کافر ہو لیکن جو شخص ایمانیات پر ایمان رکھتا ہے اور کسی مسئلہ مین اپنے مخالف کو کسی وجہ سے کافر کہتا ہے تو گو کفر کی وہ وجہ غلط ہو اور اس اجتہاد مین وہ خطا کرے۔ لیکن چونکہ ایمان کی تعریف اُس پر صادق آتی ہے اس لئے کافر نہ ہوگا خصوصاً جبکہ وہ اپنے مخالف کو کافر اسی لئے کہتا ہے کہ اس کے نزدیک وہ خدا و رسول کا دشمن ہے تو کیونکر کہہ سکتے ہین کہ خدا و رسول کی دشمنی کو برا جاننے والا خود خدا و رسول کا دشمن اور کافر ہے اور اسی طرح جو مسلمان دیگر مذہب والون کو صرف خدا پر ایمان لانے سے قابل نجات ٹہرائین اور رسول و کتاب پر ایمان لانا انکے لئے ضروری نہ سمجھین وہ بھی جب تک خود ان سب ضروریات پر ایمان رکھتے اور انکو مانتے ہین کافر نہ ہونگے کیونکہ وہ دیگر موحدین کی نسبت ایسا اعتقاد خود فرمان خدا و رسول کے مطابق سمجھتے ہین پس گو اس استدلال مین غلطی کرین لیکن چونکہ خدا و رسول ہی کے خوف سے وہ اون لوگون کو برا نہین کہتے اسلئے خدا و رسول کے منکر نہین کہے جا سکتے۔ اور ایمان کی حد مین داخل رہتے ہین۔ والحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ وجمیع الاخیار من الانبیاء والصالحین۔

تمام شد

تقریظ جناب مولٰنا مولوی شبلی نعمانی صاحب ناظم علوم و فنون ریاست حیدرآباد و سکرٹری انجمن ترقی اردو

مین نے مولوی محمود علی صاحب پروفیسر کیورتھلہ رندھیر کالج کا رسالہ الایمان غور سے دیکھا۔ مین اعتراف کرتا ہون کہ غایت دقت نظر اور تحقیق کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ نہایت معتدل طریقہ اختیار کیا گیا ہے اور موجودہ زمانہ مین ہر حیثیت سے مفید اور سودمند ہے۔ اس رسالہ نے اردو زبان مین ایک مفید اضافہ کیا ہے۔

شبلی۔ نعمانی۔ ناظم علوم و فنون ریاست حیدرآباد
و سکرٹری انجمن ترقی اردو۔
۶ رجب ۱۹۰۳ء

وکیل

یہ اخبار ہفتہ مین تین بار یعنی یکشنبہ - دوشنبہ اور چارشنبہ کو روز بازار پریس امرتسر سے شائع ہوتا ہے اس کے پُرزور آرٹیکلون نے ملک کے نامی گرامی قدردانون اور مشہور معاملہ فہم ناظرین کو اپنا گرویدہ بنالیا ہے - دنیا بھر کی ضروری اور دلچسپ خبرون کے نہایت جلد اور سب سے پہلے بہم پہونچانے مین اپنا نظیر نہین رکھتا - قومی انجمنون، تعلیم گاہون اور کارخانون پر آزادی سے ریویو کرتا اور انکی ہمت بندھاتا ہے - اسلامی دنیا کے حالات معلوم کرنے کے لیئے اس سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہین - اسکی طرز تحریر - آزادی - سچی ہمدردی - اعلےٰ درجے کے لٹریچر نے ثابت کر دیا ہے کہ یہی ایک اخبار ہے جسکو اردو اخباری دنیا مین لاثانی ہونیکا فخر حاصل ہے - پیشگی قیمت وصول ہوئے بغیر جاری نہین کیا جاتا - نمونہ کا پرچہ آدہ آنہ کا ٹکٹ آنے پر روانہ کیا جاتا ہے

شرح قیمت حسب ذیل ہے :-

پیشگی	سالانہ	ششماہی
ممالک بیرون سے	۱۲ شلنگ	۷ شلنگ
رؤسا - امرا - معززین سے	تیرہ روپے ([illegible])	آٹھ روپے ([illegible])
عام خریدارون سے -	آٹھ روپے ([illegible])	پانچ روپے ([illegible])
طلبا و کم استطاعت اصحاب سے	چھہ روپے ([illegible])	چار روپے ([illegible])

المشتہر

منیجر اخبار وکیل امرتسر